الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات وافادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسلسلہ مطبوعات کتبخانہ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام وتوجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم

صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف ومیر مجلس کتبخانہ روضتین

وبہ تصحیح واہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام، اے، سی، ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع شد

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات و افادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات
ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح
سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی
قدس اللہ سرہ العزیز

بہ تصحیح و اہتمام

الفقیر المفتقر الی اللہ خاکسار سید عطا حسین عفا اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

در
انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ اللھم انت اللہ الواحد الاحد الفرد الذی لا الہ انت لا غیرک ولا موجوداً سواک۔ الٰہی انت الذاکر وانت المذکور انت الحامد وانت المحمود۔ انت الطالب وانت المطلوب انت المحب وانت المحبوب۔ انت الناظر وانت المنظور انت الشاھد وانت المشہود۔ یاھو یا من لاھو الا ھو یا من لا الہ الا ھو یا ازلی یا ابدی یا دھری یا دیمومی صل وسلم وبارک علی النور الاقدس الاتم الاقدم الذی لولاہ حجابک لاحرقت سبحات وجھک ما انتھی الیہ بصرک من خلقک وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الھادیین المھدیین۔

الٰہی

تو بعلم ازل مرا دیدی وانچنانم بعیب بگزیدی

تو بعلم آن و من بعیب ہماں رومکن انچہ خود پسندیدی

۲ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ کے چھوٹے

چھوٹے یہ گیارہ رسالے طبع کئے جا کر شائع کئے جاتے ہیں۔ ہر رسالہ علٰحدہ علٰحدہ طبع ہوا ہے اور ہر ایک کے صفحوں کا شمار علٰحدہ علٰحدہ سر صفحہ پر دیدیا گیا ہے۔ اوس کے علاوہ پورے مجموعہ کے صفحوں کا شمار بھی مسلسل از ابتدا تا آخر صفحوں کے نیچے دیدیا گیا ہے۔ ذیل میں ان رسالوں کی تفصیل دی جاتی ہے اور ہر ایک کے نام کے محاذی اوس کے ابتدا کے صفحہ کا شمار جو صفحہ کے نیچے لکھا ہوا ہے دیدیا گیا ہے۔

ان رسالوں کی کیفیت مختصر طور پر ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ شریف

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کلام اللہ شریف کے ہر سورہ سے چند آئتیں انتخاب کرکے اون کی تفسیر لکھی ہے اور اوس کا نام **لطائف قشیری** رکھا ہے۔ یہ تفسیر بحد لطیف پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور ہر آئت کے اسرار و غوامض نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز

قدس سرہ امام قشیری کے بہت معتقد تھے اور یہ تفسیر اون کو نہایت پسند تھی اپنی تصانیف
میں کہیں کہیں اوس کے مضامین درج کئے ہیں۔ حضرت مخدوم کے سوانح نگار محمد
سامانیؒ نے کتاب **سیر محمدی** میں جہاں حضرت مخدوم کے تصانیف کا ذکر کیا ہے
اون کی ایک **تفسیر ملتقط** کا بھی ذکر کیا ہے خود حضرت مخدوم نے بھی اپنی بعض تصانیف
میں اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اوس کے بعض مقامات کی عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ یہ
تفسیر قرآن شریف کے منتخب سورتوں اور آیات کی ہے اور لطایف قشیری ہی کے
طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ملتقط اب مفقود ہے بہت جستجو کے بعد بھی اوس کا پتہ ہنوز
نہیں مل سکا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ سورہ فاتحہ شریف کی یہ تفسیر جو اس مجموعہ میں
شریک کیگئی ہے ایا اوسی تفسیر ملتقط کا جزو ہے یا حضرت مخدوم نے اوس سے علیحدہ مستقل
طور پر تحریر فرمایا ہے۔ میرے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما جناب مولانا حکیم
مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی کے کتب خانہ سے ایک نہایت خوشخط ۱۰۶۴ھ
کا لکھا ہوا حضرت مخدوم بندہ نواز کے چند چھوٹے رسالوں کا مجموعہ مجھے عاریتاً ملا تھا
اوس میں یہ تفسیر بھی تھی۔ اوس سے نقل لی گئی اور اوس نقل سے طباعت کی گئی دوسرا
نسخہ چونکہ نہیں مل سکا اس لئے مقابلہ نہیں ہو سکا اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۲) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے جیسا کہ دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے اس کو ۷۹۲ھ
میں تصنیف کیا اس کا ذکر اونہوں نے اسمار الاسرار کے ایک سمر میں بھی کیا ہے
اپنے زمانہ کی حالت دیکھ کر اونہوں نے نہایت سوز دل سے یہ کتاب تصنیف
کی اور چند نہایت نازک مسائل (خصوصاً مسئلہ جبر و اختیار) کا بیان بہت لطیف اور
واضح پیرایہ میں فرما دیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے
اوس سے نقل لی گئی۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ایک

مجموعہ ملا جس میں ۱۰۶۴ھ کا نقل کیا ہوا یہ رسالہ بھی تھا اوس سے مقابلہ کرکے میرے نقل لئے ہوئے رسالہ کی تصحیح کی گئی لیکن پھر بھی بہت مقامات تصحیح طلب رہ گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں مجھے اس کا ایک نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۱۹) ملا اوس سے میں نے اپنے نسخہ کا مقابلہ کیا اور مکمل طور پر تصحیح کرلی اوسی تصحیح کردہ نسخہ سے یہ کتاب طبع کی گئی۔

(۳) رسالہ درمسئلہ رویت باری تعالیٰ وکرامات اولیا وغیرہ

کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے نقل لی گئی اور ۱۳۵۱ھ میں میں جب کلکتہ گیا رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۲۸) سے میں نے مقابلہ کیا اور جس حد تک تصحیح ممکن ہوسکی کی۔ یہ رسالہ بغیر حمد و نعت اور بغیر کسی تمہید کے شروع کیا گیا ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا حضرت مخدوم کی کسی تصنیف کا یہ ایک جزو ہے یا اون کی مستقل تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں حضرت گیسودرازؒ نے متعدد مسائل پر محققانہ بحث کرکے اون کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلا مسئلہ رویت باری تعالیٰ کا ہے اہل سنت وجماعت کے علاوہ اسلام کے بقیہ تمام فرقے اس کا قطعی انکار کرتے ہیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عقبیٰ میں بھی۔ اون کا ادعا ہے کہ بشر کے لئے رویت باری محال ہے۔ چونکہ صحیح حدیثوں سے نہایت وضاحت اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ بہشت میں مومن خداوند تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا اس لئے اہل سنت میں کسی کو بہشت میں دیدار باری سے اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو دنیا میں رویت سے ہے۔ جمہور علمائے محققین اور صوفیائے کاملین متفق ہیں کہ دنیا میں خواب میں دیدار ممکن ہے چنانچہ بہت سے خواص اولیا کے متعلق صحت کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ وہ خواب میں بارہا دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ زیادہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا دنیا میں بحالت بیداری بھی دیدار ممکن ہے چند اکابر مثلاً

امام ابوبکر کلابادی مصنف کتاب تعرف اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیٰ منیری کو قطعاً انکار ہے۔ بخلاف اوس کے دوسرے اکابر کو جن میں حضرت پیران پیر غوث الثقلین سلطان الجن والانس سید عبد القادر جیلانی اور اولیائے چشتیہ شامل ہیں رویت کا انکار نہیں ہے۔ حضرت مخدوم نے صراحت فرمائی ہے کہ اخص الخواص اولیا جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اون کا خواب وبیداری اون کا ظاہر و باطن اون کی دنیا اور عقبیٰ سب کی حالت ایک سی ہوجاتی ہے تو اون کو حالت یقظہ میں بھی بچشم باطن دیدار ممکن ہوجاتا ہے اور ہوا ہے۔ اسی رسالہ میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں "محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آن طایفہ را دیدہ ام کہ ایشان یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند"۔

اس کتاب میں دوسرا مسئلہ انبیا کی ملایکہ مقربین پر فضیلت کے متعلق ہے تیسرا مسئلہ کرامات اولیا اور چوتھا مسئلہ کلام اللہ شریف کے متشابہات کی بحث میں ہے۔

(۴) حدایق الانس

۱۳۵۱ھ میں میں نے کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ سے اس کتاب کی نقل لی۔ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ۱۳۲۵ھ کا لکھا ہوا جدید الخط نسخہ موجود ہے مگر وہ اس قدر غلط لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں اوس سے کچھ مدد نہیں مل سکی۔ تیسرا نسخہ کہیں دستیاب نہیں ہوا۔

حضرت مخدوم نے اپنے ایک برگزیدہ مرید کو دس حدیقے لکھوائے ان کو لکھوانے کے بعد اور دو حدیقوں کا اضافہ فرمایا۔ پیر کی رحلت کے بعد اونہوں نے دیباچہ لکھ کر ان حدیقوں کو کتاب کی شکل میں مدون کیا اور ترتیب وہی قایم رکھی جس ترتیب سے حضرت مخدوم نے لکھوایا تھا اور رعایت ادب کو ملحوظ رکھکر

ان حدیقوں کے جامع نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حدیقہ ہشتم اور حدیقہ نہم کے مضامین پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عنوان میں تقدم تاخر ہو گیا ہے کتاب منقول عنہ میں چونکہ یہی ترتیب تھی اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے طباعت میں عنوان کا وہی شمار قائم رکھا گیا۔

ان حدیقوں میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے عجیب عجیب نکتے اور اسرار بیان فرمائے ہیں بعض کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا:۔

حدیقہ اول میں فرماتے ہیں:۔ "بدانی کہ مرد عارف وسالک وہالک را ہر چہ اَلّذے واشہیٰ بود تجلی او درآن الذ واشہیٰ داہی بود چہ دائم توجہ فہم کنی۔ آئی دانی"

حدیقہ نہم میں نماز باجماعت کی شدید تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے "وخواجہ من قدس سرہ گفتہ است کہ ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان او را حیرت چرکین نامند" اللہ اللہ ایک وقت کی جماعت کے قضا ہونے کا یہ حال ہے اگر کسی وقت کی نماز ہی قضا ہو جائے تو کیا حال ہوگا! اللہم احفظنا۔

اسی حدیقہ میں نماز باجماعت کی باطنی حالت اس طرح ظاہر فرمائی ہے:۔ "بحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد و قالبے دارد و روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد ہر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے صورت اتحاد بیند خفی با قلب آن چنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے ہمیں مثال است۔ اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت وشناخت رب العزت جز این نباشد"۔

حدیقہ یازدہم (یعنی حدیقہ دہم کے بعد کے حدیقہ میں جس کو جامع کتاب نے "حدیقہ اول" لکھا ہے) حضرت مخدوم روحی فداہ نے ایک نہایت ہی باریک اور دور رس اور مدہوشی آور نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو مال و زر دیتا ہے جس کو وہ راہ خدا میں مختلف طریقوں پر صرف کرتا ہے۔ اور اس کو

قوت اور صحت جسمانی مرحمت فرماتا ہے۔ جن کی بدولت وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ تلاوت کلام اللہ کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوتا ہے۔ حج کرتا ہے جہاد فی سبیل اللہ میں جان و مال کو قربان کرتا ہے۔ اگر ان کو اللہ تعالی قبول فرماوے تو عاقبت میں اوس کو اون کی جزا اور بہت جزا ملیگی۔ لیکن یہ سب خیرات و مبرات عبادات و مجاہدات انسان اوسی وقت تک کرسکتا ہے جب تک کہ وہ بقید حیات ہے۔ موت کے آتے ہی یہ سب ختم ہوجاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لئے دفعتًا سب سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم فرماتے ہیں " اما محبت اللہ سبحانہ بصفتہ ازلی و ابدی است و ازلی و ابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم سلیم ہمہ را پشت دادہ روے بمحبت آرد "۔ یعنی سب سے انفع اور ما یحتاج چیز محبت الہی ہے۔ موت کے آتے ہی سب اعمال منقطع ہوجاتے ہیں عشق الہی ہی ایسی چیز ہے جو غیر فانی ہے اور ابد الاباد تک منقطع نہیں ہوسکتی اس لئے چاہیئے کہ تم محبت الہی پیدا کرو اور جتنی عبادتیں تم سے ہوسکیں محبت میں سرشار ہوکر بجا لاؤ تاکہ مرنے کے بعد گو تمہارے اعمال ظاہری منقطع ہوجائیں محبت الہی تمہارا ساتھ قبر میں دے اور ابد الاباد تک تم کو نہ چھوڑے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و الہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ میں حضرت موسی نبینا و علیہ الصلواۃ و السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور اوسی وقت ان سے آسمان پر بھی ملاقات ہوئی ۔ حدیث صحیح ہے کما تعیشون تموتون کما تموتون تبعثون یعنی آدمی جس دُھن میں زندگی گزارے گا مرے گا بھی اوسی دُھن میں اور جب قیامت میں زندہ کیا جائے گا تو اسی دُھن میں زندہ ہوگا۔ اللہ کی محبت اور اوس کا عشق جب انسان کے وجود پر مستولی ہوجائے گا تو اوس کی عمر اوسی محبت اور عشق میں کٹ جائے گی اور جب مرے گا اوسی عشق اور محبت میں سرشار مرے گا۔ اور قیامت کے روز جب اوٹھایا جائے گا اوسی عشق اور محبت میں والہ اور مست

اور سرشار اوٹھے گا ؎

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

دیوانہ مرفوع القلم ہوا کرتا ہے۔ عشق الٰہی کے دیوانہ سے حساب کتاب سوال و جواب کیسا۔ حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے روز ایسے لوگ بھی ہوں گے جو بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں بھیج دیے جائیں گے وہ انہیں دیوانگان محبت الٰہی کی جماعت ہوگی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قتیلان محبت الٰہی کی موت سنت الٰہی کی تبعیت میں محض ظاہری موت ہے ورنہ وہ لوگ زندۂ جاوید ہیں۔ ولعمری خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حق سبحانہ تعالیٰ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے وابستگان دامن کو اون کے مسلک پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمادے اور اوس پر استقامت نصیب کرے۔ اللھم حرق قلوبنا بنار عشقك وارزقنا ازدیاد محبتك حتی لا یبقی شیئ غیرك

(۵) وجود العاشقین

یہ مختصر رسالہ حضرت مخدوم کے عشق الٰہی کی حقیقت اور اوس کے مراتب کے بیان میں تحریر فرمایا ہے عشق حقیقی کے مراتب اور اسرار میں اونہوں نے ایک مبسوط کتاب المسمی بہ **خطائر القدس** تصنیف فرمائی ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اس مختصر میں اوس کے تمام مراتب کو ازابتدا تا انتہا نہایت ایجاز کے ساتھ اپنے خاص انداز میں نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

ملک دکن میں اس رسالہ کے نسخے جا بجا موجود ہیں چونکہ نقلیں بہت لی گئی ہیں اس لئے بمصداق "ہر کہ آمد بران مزیدے کرد" کاتبوں نے غلطیوں کا بھی انبار

کردیا ہے جس سے ایسی غامض کتاب کی تصحیح میں نہایت دشواری پیش آئی مجھے اس کے پانچ قلمی نسخے ملے جن میں ایک ١٢٤٠ھ کا اور دوسرا ١٢٦٤ھ کا لکھا ہوا تھا مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد میں ١٣٠٨ھ میں یہ کتاب چھپی بھی تھی لیکن سرتاپا غلطیوں اور الحاقات سے بھری ہوئی۔ بہرحال ان پانچ نسخوں کے مقابلہ سے بقدر امکان تصحیح کی گئی۔

(٦) رسالہ توحید خواص

اس رسالہ میں "وحدت حقیقی" کا مسئلہ نہایت لطیف اور محققانہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ میں مجھے ایک مجموعہ ملا جس میں حضرت مخدوم کے چند دوسرے رسالوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی تھا۔ اور شرف پریس بہار میں ١٣٠٦ھ میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰ منیری اور حضرت امیر ابو العلا اکبر آبادی اور حضرت نجم الدین کبیری رحمتہ اللہ علیہم کے چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہمراہ طبع بھی ہوا تھا۔ ان دونوں (یعنی قلمی اور مطبوعہ) نسخوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔ اس رسالہ میں حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنا نام کہیں درج نہیں کیا ہے اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اونہیں کی تصنیف ہے لیکن قلمی نسخہ کے لوح پر اون کا نام لکھا ہوا تھا اور جن دوسرے رسالوں کے ہمراہ اوس مجموعہ میں شریک تھا وہ اونہیں کے تصنیف کردہ ہیں اس لئے ظن غالب یہی ہے کہ یہ رسالہ بھی حضرت مخدوم ہی کی تصنیف ہے۔

(٧) رسالہ منظوم در اذکار

بائیس سال ہوئے روضہ خورد کے ایک متوسل کے پاس میں نے حضرت مخدوم بندہ نواز قدس سرہ کا نثر میں اذکار کے متعلق ایک رسالہ دیکھا تھا اوس میں طریقہ علیہ چشتیہ کے وہ اذکار درج کئے گئے تھے جن کی تعلیم مریدوں کو عموماً دیجاتی ہے

جن صاحب کے پاس یہ رسالہ تھا اون کا انتقال ہوگیا اور اون کے بعد وہ رسالہ بھی تلف ہوگیا اور کسی دوسرے نسخہ کا مجھے پتہ نہیں ملا۔ اس منظوم رسالہ کا مجھے صرف ایک ہی نسخہ ملا۔ چونکہ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے بعض جگہ الفاظ اور عبارتیں مشکوک رہ گئیں۔ اس منظوم رسالہ میں حضرت مخدوم نے وہ اذکار جمع کئے ہیں جن کی تعلیم منتہی اور پایۂ تکمیل کو پہنچے ہوئے مریدوں کو دیجاتی ہے۔ اس لئے حضرت مصنف نے اون سب کو نہایت غامض پیرایہ میں بلکہ بطور معما کے لکھا ہے۔

(۸) رسالہ در مراقبہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا۔ اس نسخہ کی کتابت ختم کرکے کاتب نے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے:۔ "قوبل باصل الکرام"۔ اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ اس کا مقابلہ حضرت مصنف کے دستخطی نسخہ سے کیا گیا تھا۔ اس رسالہ میں مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے چھتیس مراقبے درج کئے گئے ہیں جو علاوہ طریقہ چشتیہ کے دوسرے طریقوں (مثلاً قادریہ۔ سہروردیہ وغیرہ) میں بھی رائج ہیں۔

(۹) رسالہ اذکار چشتیہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ملا۔ کاتب نے آخر کتاب میں ختم کتابت کی تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہے "فی التاریخ ۲۷ شوال ۴۷ سنہ از جلوس اورنگ زیب در اورنگ آباد"۔ اس نسخہ سے نقل لے کر میں نے اس مجموعہ میں شریک کیا۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے چونکہ دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہے۔

یہ رسالہ خود حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کا تصنیف کردہ نہیں ہے

بلکہ اون کے ایک مرید نے جنھوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے اون اذکار کو جن کی تعلیم حضرت مخدوم دیا کرتے تھے جمع کرکے کتاب کی شکل میں مرتب اور مدون کر دیا ہے متعدد مقامات پر یہ یا اوس کے ہم معنی عبارت بھی لکھی ہے "بندگی میاں بڑہ ابن مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند"۔ حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید اکبر حسینی قدس سرہ کو عموماً لوگ سید بڑے اور میاں بڑے کہا کرتے تھے۔ ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مولف حضرت سید اکبر حسینی کے بھی فیض یافتہ تھے اور ان کے زمانۂ حیات میں اونھوں نے یہ رسالہ قلمبند کیا۔ چونکہ اون کی وفات اون کے والد کے زندگی میں واقع ہوئی اس لئے یہ رسالہ ضرور حضرت مخدوم بندہ نواز کے نظر سے بھی گزرا ہوگا۔ چونکہ اون کا تصنیف کردہ رسالہ جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں اُمجھے نہیں ملا اس لئے اس مجموعہ میں اس "رسالہ اذکار چشتیہ" کو شریک کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

(۱۰) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ

امیر خسرو دہلوی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ کے قدیم ترین مقرب ترین برگزیدہ ترین اور اخص الخواص مرید تھے پیر کے جناب میں جو تقرب اور محرمیت انہیں حاصل تھی کسی مرید کو حاصل نہیں ہوئی۔ راتوں کو ان کے خلوت خاص میں ان کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے انہیں "خواجہ تُرک اللہ" کا خطاب دیا تھا خطوط اور تحریرات میں اسی لقب سے مخاطب فرماتے تھے اور گفتگو میں اونہیں عموماً ترک ہی کے لقب سے یاد کیا کرتے اون کو حضرت امیر سے اس قدر محبت تھی کہ اون کو مخاطب فرماکر کبھی کبھی فرماتے "من از ہمہ تنگ آیم تا حدے کہ از خود تنگ ایم واز تو تنگ نیایم" یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو میں وصیت کرجاتا کہ خسرو کو میرے ساتھ میرے قبر میں یکجا دفن کریں چونکہ یہ ناممکن تھا ان سے وصیت کی کہ خسرو اون کے قریب دفن کئے جائیں۔ حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ "خواجہ ما بندہ عہد

خدا کردہ است کہ ہر گاہ کہ در بہشت خرامد بندہ را ابرار خود در بہشت بردانشاء اللہ تعالیٰ" محبت الٰہی کی آگ خسرو کے سینہ میں اس قدر بھری ہوئی اور شعلہ زن تھی کہ اون کے پیر نے کبھی کبھی فرمایا "حق تعالیٰ مرا بسوز سینہ ترک بجشاید" اللہ اللہ! حضرت محبوب الٰہی کے دل میں خسرو کی محبت اس قدر زیادہ تھی کہ یہ شعر اون کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا ؎

گر زہر ترک ترکم ارہ برتارک نہند ترک تارک گیرم الا نگیرم ترک ترک

خلاصہ یہ کہ حضرت امیر خسرو "محبوب الٰہی" کے محبوب تھے۔

خسرو کی ذات آیتٌ من اٰیات اللہ تھی یا یوں کہئے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں میں ایک معجزہ تھی۔ اس جامعیت کے آدمی امت مرحومہ میں بہت کم پیدا ہوئے۔ علامہ شبلی نے شعر العجم کی دوسری جلد میں خسرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ "ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات نہیں پیدا ہوا اور سچ پوچھو تو اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ایران و روم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کئے ہوں گے۔"

اون کے تمام کمالات کو بیان کرنا اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے صرف شاعری ہی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جامعیت کا شاعر دنیا کی کسی قوم نے نہیں پیدا کیا بڑے بڑے باکمال شاعر جتنے ہوئے انہوں نے شاعری کے صرف ایک یا دو صنف میں کمال حاصل کیا۔ لیکن خسرو شاعری کے ہر صنف میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔ قصیدہ میں خاقانی کمال اصفہانی اور ظہیر فاریابی سے بلند تر ہیں۔ مثنوی اور غزل میں نظامی اور سعدی کے ہم پلہ اور ہم رتبہ ہیں۔ رباعی گوئی میں کوئی شاعر اون کے برابر نہیں ہوا اور قطعات اور ترجیع بند وغیرہ میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ یہ تو فارسی زبان کے کمالات تھے ہندی زبان کی شاعری کو اونہوں نے اس درجہ کمال کو پہنچایا کہ اون کے قبل اور اون کے بعد کوئی شاعر اون کی گرد تک نہ پہنچ سکا۔ عربی میں اون کے

اشعار بہت کم منقول ہیں لیکن جو موجود ہیں متنبی کے اشعار سے کسی طرح کم پایہ نہیں ہیں
خسرو ہندی اور ایرانی موسیقی کے بھی جامع تھے اور ایسے جامع تھے کہ ایسا باکمال اون
کے بعد آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ اون سے پہلے کسی کا پتہ چلتا ہے۔

حکیم افضل الدین خاقانی کی کلیات کا جو پہلا قصیدہ ہے اوس کے مطلع کے
دو شعر یہ ہیں۔ یہ قصیدہ ۱۱۶ شعر کا ہے۔

دلِ من پیر تعلیم است و من طفلِ زباندانش ۔۔۔ دمِ تسلیم سرِ عشر و سرِ زانو دبستانش
نہ ہر زانو دبستان است و ہر دم لوحِ تعلیمش ۔۔۔ نہ ہر دریا صدف دار است و ہر نم قطرہ نیسانش

خسرو نے اسی طرز اسی وزن اور اسی ردیف وقافیہ میں ۲۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہہ کر
دیوان غرۃ الکمال میں شریک کیا ہے اس کے مطلع کے دو شعر یہ ہیں۔

دلم طفل است و پیرِ عشق استادِ زباندانش ۔۔۔ سوادالوجہ سبق و مسکنت کنجِ دبستانش
نہ ہر پیرے زباندان است و ہر دل طفلِ تعلیمش ۔۔۔ نہ ہر خاکے گل انگیز است و ہر نو رستہ ریحانش

اس قصیدہ میں ایک معرکۃ الآرا شعر یہ ہے۔

زدریائے شہادت چون نہنگِ لا برآرد ہو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

یہ شعر اس قدر غامض اور رموز و اسرار حقیقت سے بھرا ہوا ہے کہ متعدد کبرائے
صوفیہ او رعرفا کو اس کی شرحیں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی سب سے پہلے حضرت
مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز نے شرح لکھی۔ اوسی کے قریب زمانہ میں جونپور کے بادشاہ
سلطان ابراہیم شرقی کی درخواست پر حضرت شیخ کبیر مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
نے اس کی شرح لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ اون کے بعد مولانا جامی علیہ الرحمتہ نے
ایک امیر کی فرمایش پر مبسوط شرح لکھی۔ یہ شرح ۱۳۲۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع
ہوئی تھی۔ ایک شرح حضرت حسن محمد گجراتی نے اور ایک شرح میاں احمد چشتی گجراتی

نے لکھی۔ ان کے علاوہ دو شرحیں اور بھی میری نظر سے گزری ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز کی شرح اس مجموعہ میں شریک کی گئی ہے۔ اس کا ایک قدیم قلمی نسخہ مجھ کو حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا جس کی نقل لے کر طبع کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۱۱) برہان العاشقین معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ شکار نامہ

یہ ایک صفحہ کا مختصر مضمون ہے جس میں حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ نے حقیقت انسانی کا ابتدائے آفرینش سے انتہائے کار دنیاوی (موت) تک کا خاکہ نہایت غامض مگر بے حد لطیف پیرایہ میں کھینچا ہے۔ صوفیوں میں یہ معما اس قدر مقبول ہوا کہ متعدد اکابر طریقت نے مختصر اور مطول شرحیں لکھیں۔ اس مجموعہ میں اکابر سلف کی چھ شرحیں شریک کی گئی ہیں اور ساتویں شرح ہمارے محترم کرم فرما مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب نے خاص اس مجموعہ کے لئے لکھ کر دی۔ ہر شرح کی مختصر کیفیت اور اس کے شارح کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شرح اول و دوم برہان العاشقین

قاضی عین القضات ہمدانی کی تمہیدات کی شرح حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ نے لکھی ہے۔ "مصری کندری" نامی ایک بزرگ کے قلم کا نقل کیا ہوا اوس کا ایک نہایت اچھا نسخہ ہمارے محترم دوست نواب معشوق یار جنگ بہادر کے پاس تھا۔ مصری کندری نے اس کو اپنے لئے حیدر آباد میں سنہ ۱۲۴۵ھ میں نقل کیا تھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ روضتین میں وقف کر دیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں اونہیں کاتب مصری کندری کے قلم کی لکھی ہوئی یہ دو شرحیں بھی شریک ہیں اون کی نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔ پہلی شرح مکمل ہے اور گو مختصر ہے لیکن نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ شارح نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

بعض قرائن سے گمان ہوتا ہے کہ غالباً مخدوم سید اکبر حسینی (فرزند اکبر حضرت مخدوم گیسو دراز قدس سرہما) کی لکھی ہوئی ہے مگر اس کا اطمینان بخش ثبوت نہیں مل سکا۔ بہرحال شرح کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح علیہ الرحمہ عالم جید اور عارف کامل تھے۔ سنہ ۱۰۴۰ھ میں جب اس کی نقل لی گئی تو ظاہر ہے کہ تصنیف بہت پہلے کی ہوگی۔

دوسری شرح ناتمام ہے۔ اگر تمام کی گئی ہوتی تو خوب شرح ہوتی۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

شرح سیوم برہان العاشقین از حضرت شیخ حسن محمد چشتی علیہ الرحمہ

اس شرح کے مولف حضرت شیخ ابو صالح محمد معروف بہ شیخ حسن محمد بن شیخ احمد معروف بہ میانجیو بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ بن شیخ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ شیخ عبد الرحمن حضرت ختم المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے والد کے چچا کے فرزند تھے اور شیخ کمال الدین علامہ کی والدہ حضرت ختم المشائخ کی حقیقی ہمشیر تھیں۔ اس لئے حضرت علامہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی (قدس سرہما) کے حقیقی بھانجے اور چچازاد بھائی تھے۔ وہ حضرت چراغ دہلی کے سابق ترین اور برگزیدہ ترین مرید اور خلیفہ بھی تھے۔ خواجہ بندہ نواز ان کے پیر بھائی تھے اور اون کی صحبت سے ظاہراً و باطناً مستفید ہوئے تھے۔ حضرت علامہ کی رحلت پیر کے زمانہ حیات میں ۲۷ر ذی قعدہ سنہ ۷۵۶ھ کو دہلی میں ہوئے اور مزار مبارک پیر کے مزار کے احاطہ کے اندر ہے۔ حضرت چراغ دہلی کی رحلت کی تاریخ ۱۸ر رمضان ۷۵۷ھ ہے۔ حضرت کمال الدین علامہ کے بڑے فرزند شیخ سراج الدین حضرت چراغ دہلی کے مرید تھے مگر تعلیم و تربیت اور خلافت اپنے والد سے پائی تھی۔ والد نے اون کو گجرات بھیج دیا۔ وہاں سکونت اختیار کی اور وہیں اون کا انتقال ہوا۔ اون کی سجادگی تا حال اون کی اولاد میں احمد آباد

گجرات میں باقی ہے۔ شیخ حسن محمد چشتی کو خلافت اپنے چچا شیخ جمال الدین جمن سے اون کو اون کے والد شیخ علم الدین سے اور اون کو اون کے والد شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامہ سے ملی تھی۔ یہ سلسلہ بہت بابرکت ہوا۔ اس کے متوسلین میں بکثرت درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ حضرت محب النبی مولانا فخرالدین چراغ چشت دہلوی بن مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ کی رحلت روز شنبہ بست وہشتم ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو ہوئی مزار مبارک احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ حسن محمد چشتی کے فرزند اور خلیفہ حضرت شیخ محمد قطب گجرات نے اپنے والد علیہ الرحمہ کے چھوٹے چھوٹے بیالیس رسالوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے برہان العاشقین کی یہ شرح اوسی مجموعہ سے نقل کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ مجھے نہیں ملا۔

شرح چہارم برہان العاشقین از حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ

مخدوم سید عبدالواحد بلگرامی بہت بلند مرتبہ عالم اور عارف اور سادات بلگرام کے خاندان کے فرد فرید تھے۔ کم عمری میں حضرت مخدوم صفی الدین سائی پوری سے مرید ہوئے اور چند سال تک اون کے زیر تربیت رہے۔ ابھی صرف اٹھارہ سال کے تھے کہ پیر کا سایہ اون کے سر سے اوٹھ گیا۔ تکمیل باقی تھی اس لئے اپنے والد کے دوست شیخ حسن سکندرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سال تک خدمت گزاری کرکے بقول میر غلام علی آزاد بلگرامی "تربیت ہائے فراوان یافت" اور تکمیل کے بعد اون سے خلافت حاصل کی۔ سید عبدالواحد بلگرامی صاحب تصنیف بھی ہیں۔ سبع سنابل اون کی نہایت مشہور اور صوفیوں میں نہایت مقبول کتاب ہے نزہتہ الارواح کی مبسوط اور محققانہ شرح بھی لکھی ہے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے بھی بہت

سے اون کی تصنیف ہیں۔ ان کی رحلت جمعہ سیوم رمضان المبارک ۱۰۱۷ھ میں ہوئی مزار بلگرام میں ہے۔

میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے برہان العاشقین کی ایک مختصر مگر نہایت واضح شرح لکھی ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی کے والد سید احمد بن سید عبد اللہ کے قلم کا ۱۰۹۴ھ کا نہایت خوشخط لکھا ہوا دوسرے پر کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے مگر ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

شرح پنجم برہان العاشقین از حضرت میر سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

میر غلام علی آزاد مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "اصل ایشان از سادات ترمذ است" ان کے اجداد میں ایک بزرگ ترمذ سے آکر جالندھر میں سکونت پذیر ہوے اور حضرت سید محمد کے والد جالندھر سے کالپی چلے آئے۔ حضرت قدس سرہ نے پہلے شیخ یونس محدث سے تلمذ کیا۔ میر غلام علی آزاد لکھتے ہیں "شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیار می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پائے ایشان را فرا گرفت" شیخ یونس کی رحلت کے بعد کچھ دنوں مولانا عمر جاجموی سے تلمذ کیا اوس کے بعد حضرت شیخ جمال اولیا قدس اللہ سرہ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد پیر نے سلاسل چشتیہ اور قادریہ اور سہروردیہ اور مداریہ میں خلافت دیکر ان کو رخصت کیا۔ کالپی واپس آے اور بنیاد درس الارباب و تلقین اصحاب مشغول شدند" بعد چندے جالندھر تشریف لے گئے واپسی میں آگرہ میں حضرت امیر ابو العلا اکبر آبادی قدس سرہ سے ملے اور طریقہ نقشبندیہ ابو العلائیہ میں خلافت حاصل کی۔ حضرت سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اولیائے کبار میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں میر

غلام علی آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "حضرت سید در اواخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند و در مقام قطبیت کبری متمکن۔ و عیسوی المشہد بودن عبارت ازین است کہ چنانچہ احیائے اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع شد احیائے قلوب ازیں شخص واقع میشود" حضرت سید محمد کالپوی کا فیض ابھی تک جاری ہے۔ میر سید عبد الواحد بلگرامی کے پر پوتے حضرت سید برکت اللہ مارہروی قدس اللہ سرہٗ کو سلاسل پنجگانہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ ابو العلائیہ میں خلافت سید فضل اللہ بن سید احمد بن سید محمد کالپوی قدس سرہم سے ملی تھی۔ اون کے ذریعہ سے ان پانچوں سلاسل کا فیض ہندوستان میں پھیلا حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے خاندان میں سجادگی ابھی تک آرہی ہے اور اس خاندان میں بہت بلند مرتبت اولیا ہوتے آئے ہیں۔ حضرت سید محمد کالپوی کا وصال بست و ششم شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا مزار مبارک کالپی میں ہے۔

حضرت سید محمد کالپوی صاحب تصنیف بھی تھے اون کی تصانیف میں برہان العاشقین کی شرح بھی ایک ہے۔ اُس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک نسخہ کانپور میں مولانا محمد عادل قدس سرہٗ کے فرزند مولانا ابو القاسم حبیب الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالی کے پاس سے مجھے ملا۔ غدر کے زمانہ میں مولانا محمد عادل صاحب اپنے استاد حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب کے ہمراہ کالپی چلے گئے تھے۔ وہاں حضرت سید محمد کالپوی کے آستانہ میں اون کی تصنیفیں دستیاب ہوئیں اور مولانا نے اون کو نقل کرلیا اون میں یہ شرح بھی تھی۔ دوسرا نسخہ مجھ کو ایک تاجر کتب سے حیدرآباد میں ملا۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

برہان العاشقین کی جتنی شرحیں لکھی گئیں اون میں سب سے بہتر اور سب سے واضح تر شرح حضرت سید محمد کالپوی کی ہے جیسے بلند مرتبت بزرگ وہ خود تھے

ویسی ہی اون کی شرح بھی ہے۔ اس کے دیباچہ میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ تنہا تشریف رکھتے تھے کہ دو بزرگ اون کے پاس آئے اور برہان العاشقین کا ایک نسخہ لائے اور کہا کہ یہ معما چونکہ نہایت غامض اور فہم سے باہر ہے اس لئے اس کو وہ "علماء اور فضلا" کے پاس لے گئے اون لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ "این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی ندارد کلام سید محمد گیسو دراز نخواہد بود" اوس کے بعد وہ اوس کو "فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد" کے پاس لے گئے ان بزرگوں نے دیکھ کر فرمایا" ایں عبارت اسرار عاشقان حق و مستان جام معرفت مطلق است وغیر از ایشان کسے را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست" صوفیوں کے سمجھ میں نہیں آیا اونہوں نے اپنے قصور فہم کا صاف صاف اقرار کر دیا۔ مولویوں کے سمجھ میں نہیں آیا بتقضائے جہل مرکب ان لوگوں نے بلا تکلف اوس کو لغو بے معنی اور مہمل کہہ دیا۔ صوفی اور ظاہر پرست مولوی میں ایک فرق یہ ہے۔ وہ فقرا جب اس معما کو حضرت سید محمد کالپوی کے پاس لے گئے اونہوں نے اوس کو لے لیا اور یہ شرح لکھ دی۔ فرماتے ہیں "پس قلم برگرفتم و توفیق از حق خواستم و بہ امداد روح پُر فتوح آن بزرگوار (سید محمد حسینی گیسو دراز) شرح کلمات مذکور باین نوع آراستم۔

شرح ششم برہان العاشقین از مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے قدس اللہ ارواحہم ان کا تمام خاندان بمصداق ؎

این خانہ تمام آفتاب است

علم و فضل اور درویشی کا مخزن اور سرچشمہ رہا ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد صاحب کمال ہوا۔ حدیث کا علم ہندوستان میں جس قدر رائج ہے۔ سب اسی خاندان سے

وابستہ ہے۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب بڑے محدث اور مفسر تھے ان کا ترجمہ قرآن مشہور ہے تمام عمر درس وتدریس اور عبادت الٰہی میں بسر کی رحلت ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ قبر شریف دہلی میں اوس احاطہ میں ہے جہاں اون کے والد اور جد امجد شاہ عبدالرحیم قدس سرہ اور ان کے بھائی اور دوسرے اہل خاندان مدفون ہیں۔

بعض شاگردوں اور دوستوں کی فرمائش پر اونہوں نے برہان العاشقین کی شرح لکھی اور جیسا کہ آخر میں خود تحریر فرمایا ہے اوس کو ۱۳ رجمادی الثانی ۱۲۲۰ھ کو ختم کیا۔ نہایت واضح اور مفصل اور عالمانہ شرح ہے۔ چالیس سال سے زیادہ زمانہ گذرا مولانا قدس سرہ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے آٹھ رسالوں کے ساتھ یہ شرح بھی مطبع احمدی دہلی میں چھپی تھی اوس سے نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔

شرح ہفتم برہان العاشقین از مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی دام فیضہم

مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآباد کے باشندہ ہیں بیگم بازار میں اون کی سکونت ہے۔ سررشتہ مالگذاری میں ملازم تھے چند سال ہوئے کہ وظیفہ لے لیا اور اب خانہ نشین ہیں۔ وہ عالم متبحر ہیں۔ فلسفہ اور حکمت اشراق اور طب میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ قدیم علم کیمیا میں بھی اون کی نظر نہایت وسیع ہے۔ ان سب کے علاوہ فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب اور بے مثل نثار ہیں علم وفضل نے چونکہ اون میں بدرجہ کمال استغنائیت پیدا کردی ہے اس لئے وہ نام ونمود سے بہت نفور رہا کرتے ہیں اور اپنا تمام وقت گوشہ تنہائی میں علمی مشاغل اور یاد الٰہی میں مصروف رکھتے ہیں۔ نظم ونثر میں چند مثنویاں رسالے اور مضامین لکھے ہیں چونکہ نام ونمود سے اونہیں نفرت ہے اس لئے ان کو طبع کرانے اور شائع کرنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ کاش یہ مثنویاں اور رسالے اور مضامین شائع ہوجاتے تو معلوم ہوتا کہ ہمارے ملک میں باقیات الصالحات اب بھی ایسے ایسے باکمال افراد

موجود ہیں۔ برہان العاشقین کی اون کی یہ شرح غالباً اون کی پہلی تحریر ہے جو اس مجموعہ میں شریک ہوکر شائع ہو رہی ہے۔

اس مجموعہ کے اکثر رسالے بھی مجھے انہیں بزرگوار کے کتاب خانہ سے ملے وہ چاہتے تھے کہ یہ سب ایک مجموعہ کے طور پر طبع ہو جائیں۔ وقت جب مساعد ہوا اور اون کی طباعت شروع ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اوس کی چھ شرحیں جمع کر لی ہیں اور ابھی ایک کی تلاش باقی ہے تاکہ سات کے عدد پورے ہو جائیں اونہوں نے خود ایک شرح لکھ کر مجھے دینے پر آمادگی ظاہر کی اور لکھ کر دیدی۔ یہ شرح اونہوں نے فلسفہ اور حکمت اشراق کے اصول پر لکھی ہے۔ صوفیانہ مشرب بھی ان اصول کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس طرز میں یہ شرح لاجواب ہے۔ برہان العاشقین کے ہر جملہ کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اس شرح سے اون کے علم و فضل اور فارسی نثر نگاری اور نظم گوئی کے بلند پایگی کا اندازہ کر سکیں گے حق سبحانہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ اون کی عمر میں بہت برکت دے۔

قوم کو ہمارے نہایت محترم عنایت فرما نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اون کی توجہ اور حسن انتظام کے بدولت یہ مجموعہ رسایل طبع ہوئے اور اہل ذوق کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ نواب صاحب ممدوح صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار ہیں اور دونوں روضوں کا انتظام بھی اونہیں کے سپرد ہے۔ علاوہ بہت سے دوسرے مفید کاموں کے جن کی صراحت کا یہاں موقع نہیں ہے ایک کام یہ بھی انہوں نے کیا ہے کہ روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ قایم کر دیا ہے اور جس قدر ممکن ہو سکا یہ انتظام بھی کر دیا ہے کہ اس کتبخانہ کی کتابیں ناجائز تصرف اور دست برد زمانہ سے محفوظ رہیں۔ اون کی کوشش یہ بھی ہے کہ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز اور اون کے فرزندوں کی تصنیف کردہ کتابیں

جلد جلد طبع اور شائع کردی جائیں چنانچہ دو کتابیں ترجمہ آداب المریدین اور خطائر القدس طبع اور شائع ہوچکی ہیں اور اب ان کے حسن انتظام اور توجہ سے یہ مجموعہ رسایل طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالی اون کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر و اقبال میں بہت برکت دے۔

کتب خانہ روضتین کے مہتمم اعزازی اور اوس کی کمیٹی رکن اور سکرٹری ہمارے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما مولانا حافظ قاری محمد حامد صاحب صدیقی ہیں وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اون کی تحریک پر کمیٹی نے اس مجموعہ کے طباعت کی منظوری دی اور جناب نواب غوث یار جنگ بہادر نے طباعت کے رقم کا انتظام فرمایا۔

ان رسالوں کو میں نے بہت تلاش اور جستجو سے حاصل کیا تھا جناب نواب غوث یار جنگ بہادر اور مولانا حافظ محمد حامد صدیقی صاحب نے اس کی طباعت میرے متعلق کی اور خداوند تبارک و تعالی عز اسمہ نے اس سعادت سے مجھے مشرف فرمایا۔ وَ اٰخِرُ دعوانا ان الحمدُ للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

لنگم پلی - حیدرآباد دکن
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

الفقیر المذنب
سیّد عطا حسین

تفسیر سورۂ فاتحہ شریف

از تصنیفات

حضرت قطب الاقطاب کاشف غوامض الٰہی عارف معارف نامتناہی

سیّد محمد حسینی گیسودراز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ بنام حضرت حقیقت الحقائق کہ مستحق عبادت وجامع جمیع قابلیات وکمالات اسمائی وصفاتی اوست بیان بکنیم اسرار قرآنی ولطائف فرقانی راکہ قوام عالم وعالمیان بدواست **الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** آنکہ فیضان وجود مظہریت وبقاے آن بامداد تجلیات از انعام اوست۔

اَلْحَمْدُ جمیع ثنا وستایش کہ از ازل تا ابد بہمہ موجودات وجملہ کائنات منسوب شدہ ومیشود وخواہد شد **لِلّٰهِ** مرذاتے راست کہ مستجمع جمیع صفات ومسمی است بجمیع اسما زیراکہ ہمہ موجودات چون مظاہر اسماے الٰہی باشند پس ہر ثنائے کہ بہ اینہا نسبت یابد ہمہ آن بحقیقت بغیر تاویل مرخدائے را باشد کہ غیر او در وجود نیست وسواے او در نمود نہ **رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** ظاہر کنندۂ خود را بلباس تمثلات وتعینات کہ عالم اعیان وعالم اجسام کنایت از واست ومحبوب ومحب اشارت بدواست پس اوست کہ اوست وجز او نہ نکواست وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ این ہمہ الوان مختلفہ واشکال متضادہ خداے شمایکے است وحدہ لاشریک لہٗ بے شکے است اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ خود با خود عشق می بازد وبا غیر نپرداز د هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ

شَیْئٍ عَلِیْمٌ بیت

عشق است وبس کہ در دو جہاں جلوہ میکند

گاہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

اَلرَّحْمٰنِ بخشندۂ وجود بار دیگر بہ تجلی شہودی ملکوتی کہ متضمن بقا باللہ است بعد از فنائے وجود متوہم چنانچہ حضرت حق سبحانہ ازیں تجلی خبر داد بقولہ الکریم وَکَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ اَلرَّحِیْمِ بخشایندۂ فیض دیگر بمشاہدۂ انوار معانی وکشف حقایق ربانی بدیدۂ باطن بتجلی جبروتی کہ اذا تم الفقر فہو اللہ رمزے از واست وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ اشارت بدو است واین مشاہدۂ ایست کہ در تنزل وقت او دوام شہود است وریب وشک درانجا مفقود است وغیر وغیریت پیش دیدۂ سالک نہ وجود است بخلاف تجلی اول کہ ہر چند در آن وقت مشاہدۂ جمال ذی الجلال شامل حال است اما بعد غروب آفتاب شہود وقتے نوعے از تیرگی ریب و شک از افق دل سالک ظاہر میگردد مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ متصرف در روز جزا وجزا عبارت است از وقت فنائے سالک وبیخودی او از عالم کثرت یعنی در وقتے کہ سالک را بفنائے اول فانی گرداند بمقتضائے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ - وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وجود کونی او را جلوہ گاہ خود سازد وہستی او را بہ تیغ وَیَبْرُزُوْا لِلّٰهِ براندازد واز وراے سرادقات عزت ندائے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ در دہند پس سالکے کہ شربت اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ چشیدہ وقبائے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ در پوشیدہ بزبان حال گوید لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

اَلْقَہَّارُ۔ یا متصرف درروز جزا یعنی در وقت فنا گاہے بقاباللہ عطا فرماید کہ لی مع اللہ وقت ازان عبارت است وگاہ در تنزل آوردہ بفناے دوام شہود مستغنی گرداند۔ یا متصرف درروز جزا باین معنی کہ آن مشاہدہ وقتی را بر بعضے بجہ یسیر موہبت فرماید و بعضے را زیادہ بر آن تا آنکہ فرقہ را بتواصل وتوالی این وقت درجذبہ بدارد و مسلوب العقل گرداند کہ الا ان اولیاء اللہ لایموتون ازان مشعر است۔ یا جزا دہندہ در روز جزا یعنی در وقت فنا بعضے را بقاے ملکوتی عنایت کند آن ہم بحسب تفاوت و درجات سالک است کہ گاہے جلوہ وحدت بر اشیا بیند تا گوید ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وگاہے تجلی بر تعین وے واقع شود تا قایل انا اللہ و انا الحق گردد وغیرہما و بعضے را در آن وقت بقاے جبروتی عطا شود و آن نیز بطریق مختلفہ متحقق میگردد تا وقتے سالک بجائے رسد کہ گوید من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وگاہے مقامے طے نماید کہ گوید عرفت ربی بربی الی غیرہما و بعضے را بقاے لاہوتی موہبت کند و در مقام حیرت بدارد گوید رب زدنی تحیرا و چون سالک خلعت بقاباللہ ولباس معشوقی در بر کرد وغیر جنی از پیش دیدۂ وے برفت و دوری او بحضوری مبدل گشت از حضیض غیبت بذروۂ خطاب بر آمد و گفت۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ ترا می پرستیم و بس یعنی ہر خدمتے و عبادتے کہ از ما در وجود آید ہر چند کہ ظاہرا بدیگرے منسوب بود اما فی الحقیقت مر ترا است کہ غیر ترا وجود نیست چنانچہ شیخ عراقی فرماید ہر کرا دوست داری او را دوست داشتہ باشی و بہر چہ روے آری بدو آوردہ باشی اگرچہ ندانی۔ شعر

بیت
لکل مغری بمحبوب یدین لہ جمیعہم لک قد دانوا وما فطنوا
میل جملہ خلق عالم تا ابد گر شناسندت وگرنہ سوے تست

جز ترا چون دوست نتوان داشتن دوستی دیگران بر بوے تست

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ وخاص از تو یاری میخواهیم ما در اثبات یگانگی
تو که دران شائبه شرک جلی وخفی نباشد۔ شرک جلی آن بود که نام غیر بر زبان رانیم
وعالم را ماسواے وے خوانیم وخفی آنکه خطرۂ غیر در دل گذاریم وتاثیرات را اثر اشیاء
دانیم واز موثر حقیقی غافل مانیم۔ مناسب این معنی منقول است که چون مرغ روح
سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی از قفس عالم فانی طیران نموده در ریاض قدس
جا گرفت ندا آمد که بایزید مارا چه تحفه آوردی جواب داد که خداوندا تحفه سزاوار درگاه
تو نیاورده ام اما شرک نیاورده ام خطاب آمد لا لیلة اللبن نه چنین است که
تو میگوئی یاد کن آن شب را که شیر خورده بودی وشکمت در دگرفته بود وآن دردرا
نسبت به شیر کردی۔ هیهات هیهات چه توان کرد۔ بیت

از در خویش مرا بر در غیری بری بازگوئی که چرا بر در غیرے گذری
کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سوی الله والله ما فی الوجود

بزرگے فرماید التصوف شرك لانه صیانت القلب عن الغیر
ولا غیر وانچه تو اورا غیر خوانی وغیر دانی ظهور او ونور او ست۔ محققے گوید۔ بیت
یک عین متفق که جز او ذره نبود چون گشت ظاهر این همه اغیار آمد
اللهم انی اعوذبك منك پناه میطلبم بتو از تو هوش دار که جهان غیر نما است
نه غیر است جز این حرف دیگر چیز نیست۔ بیت

رهنمایم باش ودیوانم بشوے وازدو عالم تخته جانم بشوے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بنماے مارا راه راست وآن
راه راست کدام است اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی جمله مظاهر جلالی وجمالی
مظهر هو است واواست که باسم هادی ومضل فاعل ومتصرف حقیقی است

در جمیع مظاہر پس بنماے مارا کہ فاعل حقیقی یکیے بیش نیست غیر او ہیچ یکدیگرے
در فعل نہ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ بیان این سر است۔ بیت
ہیچ جا نیست کہ عکس رخ او پیدا نیست جُرم آئینہ بود گر نبود عکس پذیر
استغفر اللہ استغفر اللہ واتوب الیہ اٰمنت باللہ ایمان آوردم بحقیقتے مطلق
وبذاتے منزہ از لوث کثرت کہ باوجود تعینات وتقیدات الان کما کان بر صرافت
الاطلاق بحال خود است کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ صفت او است و
بملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ ونیز ایمان آوردم کہ تعینات وتکثرات صور ومظاہر
او است واوست کہ باین لباس متلبس شدہ وتجلی فرمودہ وغیر او عدم محض
است وجودے ونمودے ندارد ھوھولیس سواہ تو نیکو دریاب۔ بیت
اندر آئینۂ جہاں بنگر تا بہ بینی ہمیں زمان روشن
کہ ہمہ اوست ہرچہ ہست یقین جان وجانان ودلبر ودل ودین
یا بنماے مارا راہ راست کہ آن استقامت بر جادۂ شریعت است
باوجود طوفان دوام مشاہدہ زہے حیرت وحیرانی ابروے تو قبلۂ من بود من گمشدہ
سجدہ کجا کنم پس چون در مظاہر جلالیہ وجمالیہ بغیر از وحدت منظور نظر سالک نباشد
رعایت شریعت وحفظ مرتبہ در غایت صعوبت است ونہایت پہلوانی چہ قبل
ازین شہود سالک را اشیا حجاب حق بود وبعد این وقت حق حجاب اشیا شدہ
است ہیہات ہیہات چہ توان کرد۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ راہ آنانکہ انعام کرد
برایشان بنعمت رعایت ظاہر شریعت در جمیع احوال با تشریف وارادت
باطن طریقت بروجہ کمال یعنی ہرچند کہ فیضان مشاہدات الٰہی از سحایب
عنایت نامتناہی بر دلہاے ایشان علی التواتر والتوالی میرسد مع ہذا امتثالاً

لاوامر اللہ واجتنابا لنواہیہٖ رعایت جمیع احکام شریعت از فرائض و واجبات وآداب علی وجہ الکمال می نمایند ومغلوب الحال نمیگردند وبفحوائے کلموا الناس علی قدر عقولھم ہموارہ خلق را رہنمونی میکنند چہ ایشان کشُد ندارد وایشان را اُصحا گویند وہذا ہو کمال التمکین ورتبت النبوت۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ نہ راہ آنکسان کہ بدوام تجلی جلالی کہ ہر آئینہ زایل کنندۂ عقل وخارق ہستی ایشان است مجذوب داشتہ واز حظوظ تمکین وفوائد آن محروم ساختہ چہ این سالک ہرچند غنی است اما از اداے زکوۃ کہ ایصال منافع است بطالبان مستغنی است۔ **وَلَا الضَّآلِّیْنَ** ونہ راہ گمراہان کہ غنای وقتی دامن گیر ایشان شدہ از طلب ترقی باز داشتہ است ومتکلم بہ این بیت ساختہ۔ **بیت**

نہ انتظار لقایش بود چنین؟ ... کہ در مقابل چشم ہمیشہ صورت اوست

ہیہات ہیہات منازل طریق الوصول لا تنقطع ابد الابدین۔ **بیت**

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایان ... بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

شعر

شربت الحب کاسا بعد کاس ... فما نفد الشراب وما رویت

بیت

ہزار ساغر دریا اگر بیادہ کشم ... ہنوز ہمت ما بادۂ دگر باشد

آمین چنین باد بحرمت النبی والہ الامجاد وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین

تمت

کتاب مستطاب

استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

تصنیف

حضرت سلطان العارفین امام الواصلین

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من اللہ العنایت وبہ نستعین

الحمد اللہ المتجلی علی المطیع والعاصی القریب من الدانی والقاصی الواحد لابحساب الثالث والثانی الظاھر علی التانی والباطن علی الدانی لیس ظھورہ خلاف بطونہ ولا بطونہ ضد ظھورہ حضورہ غیبہ غیبہ حضورہ ظھورہ بطونہ بطونہ ظھورہ وجودہ شھودہ کونہ وجودہ اللھم انت انت لست انت الا انت والمدح بالاطراء والصلوۃ والثناء بالربا والنما علی محمد المصطفی المختص المجتبی بالقرب والدنی الذی ربہ تعالی عنہ حکی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی الہ اھل الزھد والتقی وصحبہ منازلۃ الظلام ومصابیح الدجی وعترتہ الذین طھرھم اللہ تطھیرا۔

امابعد دریں زمانہ کہ تاریخ ہجرت بہ ہفصد نود و دو رسید یکی اندیشہ کن کہ ہشصد قریب انصرام شد آفات ومحن وبلیات وفتن ومصائب وزرایا فی البلاد والمدن از ہر طرف دامن بذل ایثار افشردہ است ہر بغللے وحنیہ جز فسوس و

کذب مالامال نیابی دست موزہ مقالت اہل تحقیق ساختہ در گمراہی قدمے ثابت و استوار سپردہ نعوذ باللہ من شرور زماننا و اہل زماننا نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ہر چہ بیشتر نظارہ شود دیدہ آید کم جانے است کہ در کمین نیست و کم دلیست کہ در غمین نیست گفتن سلوک را حیا منع کند کہ کدام طالب داد شریعت دادتا تو سخن از زہاد و عباد یا رمزے از اہل حب و داد در تمہید بیان اری وچیزے برائے اثبات و اسناد آن اشارتے کنی ذھب العلم و اھلہ تحفہ دیگر کہ نطفۂ وجود انسان در صلب پدر ہنوز بر نبستہ است و رحمش ہنوز نیافریدہ اند تا کہ جمع شود و تا کہ ضم گردد و تا کہ میل بر خروج کند در رحم تا کہ خلقت و قابلیت اودان جذب نطفہ یابد الی ان یبلغ المرء حد الاربعین ازین جہان تحمل شعورے نقد وقت او گردد حکایتہائے صرف شنیدہ و در کتب اہل تحقیق دیدہ یعلم اللہ شنیدۂ فہم نکردہ و دیدہ ندانستہ بیانے در معارف و حقائق کہ از جملہ بیانہا باریک تر و نازک تر است زبان دراز کردہ اللہ اللہ تو بہتر دانی جزا باحت و الحاد و بقبقہ و زندقہ نیست خواستم سخنے چند در اتصاف صفات و تعرز ذات اشارتے کنم یحتمل خلان وفا و اخوان صفا را وہم صدقے گمان حقے در مقال آن ملاحدہ رود ساحت این حضرت کہ بنزاہت شہرت دارد کدورت بدعت و اغبرار انحراف ہوا را احتمال کند این حکایت را بر شرح اثبات کنم اینہا اقتدا بدان کنند چہ گفتہ اند المرء علی دین خلیلہ دہمرہان را براہ راست بردن و طریق بلوغ منزل نمودن از شروط موافقت مصادقت شمرند و نیز حمیت دین این اقتضا کرد کہ روا نباشد آنچہ حق است مغشوش ماند جادۂ اسلام معوج گردد و ہیچ احادے را روا نداریم کہ بضلال و حرمان افتد دستگیری کارتا ہست قد ثابت کہ مردمان حقند و بحقیقت کار تحقیقے دارند و نام این رسالہ را استفاضت الشرالعیت

بطریق الحقیقت باشد تا اسم باسمی برابر آید و باللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و منہ استعانتہ قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسماً مائۃ غیر واحدۃ بعضی گفتہ اند اسم عین مسمی است و نزدیک بعضی غیر مسمی و فریقین طرف اعتباری را متعلق اند مثلاً زید کہ نام شخصے است اگر کوئی زید عین آن شخص نیست درست باشد اگر گوئی زید آمد و زید رفت ہمان عین مراد باشد پس زید عین آن شخص آید و منشاء ہر اسمے صفتے بود او تعالیٰ کہ بصفت الٰہیت است نام اللہ شد رحمت صفت است رحمٰن نام کردند وقس علیہ الصفات الباقیات و صفات را بعضی گویند عین ذات و نفی صفات کنند یعنی ظہور رحمت از آن ذات شد رحیم خواندند قہر ظاہر گشت قہار گفتند این قائل صفات را اضافی گوید اثبات نفی صفت حیات و نفی علم بر ہونے دشوار آید الا تکلفے و تحملے کند و قومے غیر ذات گویند حیات و وجود را غیر گفتن مشکل تر باشد و نیز قدیمات ثابت شود و دیگران نہ عین و نہ غیر گویند و فردے گوید کہ بعضے صفات عین ذات است چنانچہ وجود و حیات و بقا و بعضے غیر ذات چنانچہ خلق و رزق و احیا وھم یاخذون الحنبل بطر فیہ وھو الحق الحق والتشبث والوثق امہات صفات بعضی نہ گویند و بعضی ہفت و بعضی چہار حیات و وجود و علم و قدرت ابوالحسن اشعری کہ شیخ متکلمان است ید و وجہ و استوار اینز اثبات میکند ید حقیقی گوید نہ بمعنی قدرت و کذلک الوجہ نہ بمعنی ذات و استوا نہ بمعنی استیلا اللّٰہم این مرد متکلم متعلق بدلیلے و برہانے است از عین عیان خبرے ندارد ما میگوئیم اگر ید و وجہ و استوا از قبیل تمثل گوید ہم صورت توجیہ باشد در تشکل و تمثل آنچہ نماید

نہ آن چنان باشد لیکن ہمچنان نماید جبرئیلؑ در حضرت مصطفی علیہما السلام بصورت
وحیہ کلبی آمدے نہ آنست کہ وحیہ کلبی صورت جبرئیلؑ داشت یا جبرئیل بصورت
وحیہ شد اما آنچنان نمودے واگر ذات را گویند کہ دست دارد ہمچو دستے مجبوے
مجبوسے کہ او را عصبے وعظمے واو را لحمے ودمے وانبوبہ وبسطے وقبضے بود صد ہزار
انکار باہمہ استعاذت واستکبار کنیم وآنکہ گوید کہ قاضی عین القضاۃ ہمدانی لمس و
شم وذوق را نیز اثبات کردہ است گوئیم اگر مرادش اینست کہ طعامے شیرین بخوری
ومضغ وکسر وبلع لذتے حلاوتے کام را احساس شود فاللہ الکبیر المتعال عن ہذہ المقال
واگر از معیت وقربت اشارتے کند وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَنَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ
لَا تُبْصِرُوْنَ گوید ہر ذرہ کہ از ذرات وجودات است او تعالیٰ بآن
ذرہ است واگر گوئی کہ بعلم وقدرت است علم وقدرت صفات ذات است
وصفات ذات غیر ذات نیست عود ھو بر ذات باشد نحن وانا حکایت از
نفس متکلم کند وجز این ہر معنی کہ گوئی تاویلے وتخیلے انگیزی۔

چوں این دانستی اکنون بدانکہ جزوے کہ حاسۂ لمس است یا ذوق
یا شم او تعالیٰ با آن جز است اگر او بان جزء نباشد آن جزء نباشد ولذتے ملائم
وموَلم کہ آن جزو احساس میکند نکند چہ حیات وقیام آن جزہا بدوست سبحانہ پس
آن اجزا او را تجزیہ کن الی الاجزاء الغیر المتجزیۃ آن جزو لایتجزی کہ احساس ملذوذ
ومشموم وملموس ومذوق میکند بدوست فعلی ہذا این آید کہ این لمس واین ذوق و
این احساس آن جزو نکردہ بلکہ ہمان کہ این جزو بدو قایم است وحی ومتحرک وواجد
است آن یافت برین تقدیر وبیان صفت لمس ونعت شم وذوق او را باشد بلا
واسطہ وترجمان واگر خلجانے در دل وجانے صورت الحاد واباحت را نقش

بندہ دگوید کہ چون واجد بلذوذ وملموس ومشموم او باشد چہ حلال وچہ حرام ہمہ را قیام در
یک سلک نظام شود گوئیم نعوذ باللہ من شر الشیطان ومن شر ہذا الطان اشکالے
کہ در قضا وقدر روئے نمودہ بود ہمان وجہ این طرف روشن تر دیدہ شد قدری و
سُنی واشعری وجبری گوید وَاِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ خود تقدیر کرد وقضا
راند بلکہ افعال وحرکات را خود آفرید وآنگاہ بران عذاب کند جواب این سوال
وحل این اشکال بر نفوس رجال بر مثال جبال ثقال افتادہ بلکہ در محل محال ایستاد
ہر چند مجال مقال طویل الطول وعریض العرض است لکن فیما نحن بصلاد
آدمی دہان بستہ وزبانش خشک تر ماندہ بلکہ بنعت خرس وکلال ناطق است
تا آنکہ صاحب شرع گوید اذا ذکر القدر فاسکتوا یعنی باین ہمہ کہ خود
آفرید وخود کرد وبران عذاب کند ظلم نباشد وشما برین سر واقف نہ اید ہر آئینہ
یا بر جبر اعتقاد کنید یا قدر وہر دو وبال بر وبال ونکال بر نکال است **محمد یوسف**
حسینی کہ کمترین مسترشدان وواپسترین متلمذان شیخ الاسلام نصیر الدین محمود اودہی
است رحمۃ اللہ علیہ این مستورہ را از حجرہ استتار در صحن اظہار کرد وحجاب قناع از
سر عروس سر بر آورد وہر چند کہ فحول علمائے باللہ راہر معنی بکر در تحت بیان وتصرف
عیان ایشان است اما ازین سرافراز خود کامہ جگرہا خون گشت دستبردے
میسر نشد والبتہ بر آن فادر نگشتند اگر مردی بگوش دل اصغا کن وہم تا ہمہ جان
وہمہ بصر وہمہ فواد نباشی بدین محذرہ رہ نتوانی برد واین سخن ما نتوانی شنید و
جمال این جمیلہ ذی العزّ والحیا را نتوانی دید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وباللہ التوفیق خداوند جل وعلی عناصر اربعہ را از
کتم عدم بشہر وجود آورد لا عن مادۃ ومثال حکماء فلاسفہ کہ ما ایشان را ابالسہ نامیم
ہیولی را قدیم وصورت را حادث میگویند اگر این چنین نباشد تقدرے واستحالہ لازم آید

روے نماید۔ دورے وتسلسلے پیش آید محققان گویند اللہ مصدر الموجودات ای
مبدءہا ومرجہا لامشاحتہ فی الالفاظ براے دفع استحالت اورا گویند ہیں ہیولی انکار
فحسب میگو اذا اراد اللہ شَیْئًا اَنْ یَقُولَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کن راہیولی
تصور کن وقدیم دان فیکون راصورت تصور کن وحادث بشناس الغرض چہار
طبیعت راضد یکدیگر گردانید باز بینہا نسبتے خاص خود پیدا آورد تامیان ایشان
ازدواج وامتزاج طبعی حاصل آید وخود امتزاج وازدواج داد آتش راگرم خشک کرد خاک
راسرد خشک بہ نسبت خشکی خاک را با آتش نسبتے شد آب سرد تر است بہ نسبت
سردی آب را با خاک مناسبتے پدید آمد آب را سرد تر ساخت ہوا را گرم تر
ساخت بہ نسبت تری ہوا بہ آب نسبت یافت و بہ نسبت گرمی بہ آتش چون
میان ایشان ازدواج والتیام خواست نتائج ظاہر کرد مردم عناصر را امہات نام
کردند ونتائج را موالید ویکے ازان مولودات آدم است علیہ السلام مرکب
ازصفرا کہ نسبت بہ آتش دارد وسودا کہ نسبت بخاک برد وبلغم مناسبت آب ست
وخون ہمچو ہوا است۔ آدمی را بردو صفت ساخت موحد ومشرک مشرک را
بیافرید وشرک مشرک را بیافرید وبودن اودر شرک آفرید وثبوت مشرک را
بر شرک الی ان یتم امرہ علیہ اجزاء مائی وارضی وناری وہوائی کہ با او بودہ است
تفرقہ شد میل بکل خویش برد باز آن اجزاء متعینہ متشخصہ درآن نفس معین کہ صفت
تعین گرفتہ بود باز جمع آورد چہ در ترکب صفتے گرفتہ بود غیر آن کہ من قبلہ بود بازگشت
او بکل خود میسر نباشد کہ بہ نسبتے غیر او گشت جز از طرفے کہ رفتہ بود بازگشتے دیگر نماند
کہ او را ہم با او نسبت است پس بعث کرد ہم با آن شرک واین خلقتے دیگر است
با آن شرک کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون دوزخ را او
آفرید وآنچہ مولمات وموذیات است او آفرید آتش را آفریدہ وصفت

احراق دروی اوآفرید وآتش رابرتن مشرک اوگماشت وسوختن رادرتن مشرک اوآفرید تقبل آتش تن مشرک رااوآفرید ووجدان الم مشرک راآفرید نعره وفریاد وگریۂ مشرک بسبب ایلام ووجدان الم اوآفرید اکنون توچه میگوئی درین بیاسے که ماکردیم ظلم درکدام صورت روے نمود وجبراز کدام دریچه سربیرون کشید اوخود باخود بازد باغیر نپرداز د اگرچنانستیے که مثال ما باخداوند تعالیٰ همچو سلطان ورعیت یاچنانچه خداوندگار مالک وبندۂ مملوک ما ئیم سلطان سلطان است هرچه او فرماید بعدازان فاعل مامور ومفعول راعذاب کند گوئیم ظلم کرد خود کرد خود ساخت خود فرمود خود عذاب کرد ظلم چه گذر دارد دربیان ما اشکال قضا وقدر انحلال یافت ووهم وخیال وقدری وجبری اضمحلال پذیرفت وبحث کما هو المقصود والمطلوب اثبات شد وآن بحثے که حکما وفلاسفه درهیولی وصورت محض بیان کرده اند وورا رآن ندانسته هباءً منثوراً گشت فانا اقول وعلیه اعول وفی میدان تحقیق اجول ان البعث حق والنار حق وان اللّٰه لا یوصف بالجور والظلم یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَۃُ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

اکنوں بازگردیم بسر سخن چون دانستی که واجد لذت وراحت وذائق ونفرت کراهت اوست بهشت وحور اوباغ وصحرا ودوزخ وآتش وحرقت وجوعت همین میدان مطیع رابهشت وحور اوراحت ومدح وثنا کافر ومشرک وعاصی راآتش واحتراق وقدح وهجا آرے مومن مطیع نسبت بلطف دارد و

۵۔ در سورۂ ابراهیم همینقدر است یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ ودر سورۂ قصص تمام آیت اینچنین است وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَۃُ۔ حضرت مخدوم هر دو را جمع کرده اند س ع ح

مشرک بدبخت نسبت بقہر بہشت را صفت لطف آفرید ہر آئینہ ہر کہ آن سبب
نسبت دارد ہمان سوے رود واگر زود ببرند ہمان رابطہ جنسیت کشالہ کنان آن طرف
کشد شنیدۂ بعضی دوستان خدا از زنجیرہا نور در گلو کنند کشالہ کردہ در بہشت برند این زنجیرہا
ہمان رابطہ است واعداء اللہ را کہ باوے شریکے گفتہ اند غیر او را پرستیدہ وازروے
غافل ماندہ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ شان ایشان را بیان کردند واگر
کسے سوال کند کہ دوزخیان در دوزخ چنان باشد چنانچہ سمندر مر آتش را وماہی مر آب
را اینجا اشکالے پر شکالے سواسے پر جدا سے سر بر کرد کہ زبان بیان اینجا لال است
وقدم سروران تحقیق پی بریدہ است فعلی ہذا باید دوزخی را در دوزخ آن راحت
باشد کہ سمندر را در آتش وماہی را در آب کہ ہم ازان رستہ است ہم دران باشد
وقوامش ہم بدان واین خلاف مُعتقد وعکس مقال انبیاء اولوا العزم است
علیہم السلام کہ مبناء دعوۃ جملہ انبیا بر وجدان ایلام وایصال غیر ملائم است یگان
یگان خود چہ گوئیم معلوم است قصہ دراز گردد محی الدین ابن عربی دفع اعتراض قرآنی
را عذاب را مشتق من عذوبۃ الماء گوید یعنی ایلام نباشد آن عذابے کہ در قرآن است
بدین معنی بود ولیس ھذا التاویل علی التعویل فیہ مخالفۃ اجماع
ادیان الحق والاخبار الصحاح الواردۃ من النبی الصادق
وہم آیات دیگر کہ آنجا لفظ عذاب نیست اثبات ایلام ایذا است بعبارتے
دیگر صریح تر کہ آنرا فقیہ مفسر خواند جاسے تاویل وتحمیل نیست نعوذ باللہ منہ
محمد یوسف حسینی کہ قبسے از نار اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ اقتباس کردہ از مشکاۃ مصطفوی
چراغے افروختہ واز زجاجہ مرتضوی صفائی یافتہ روشن تر گوید اگر انسانے ہمچو
سمندر یا ماہی استے ہمین آمدے کہ متوہم را مزاحمت کردہ است وازدائرہ
تحقیق بیرون بردہ است کہ اگر انسان ہمچو نار بسیط استے ومثال سمندر ہما سجا رستہ

بودستے سخن قابل تحمیل برنہج صوابستے ولکن فیما نحن فی تحقیقہ مرکب است یک جزو او آتش و اجزا باقی مخالف و ایلام عبارت از ایصال غیر موافق و اتصال غیر ملایم است۔

چون معیت فیض وقربت علم وقدرت راشناختی او سبحانہ باہمہ اشیاء است بعلم وقدرت نہ خارج است نہ داخل نہ قریب است نہ بعید نہ متصل است نہ منفصل مرتضی کرم اللہ وجہہ ازین حدیث قصہ کرد گفت انہ مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل شئی لا بمزایلۃ قرب وبعد اجسام اینجا مقصور نہ افتد ارباب معانی شناسند کہ وصی نبی بیانے بدیع فرمودہ حرفے از نحو باسمے و رسمے صرف توان کرد جملہ فعل اللہ بدین کلمہ اجرا کنند اشکالی بلا مباشرت وملاقات باشد درحکایت ابوعلی فارمدی کہ از گرگانی روایت کند اشکالے وشبہتے نماند ان الاسماء التسعہ والتسعین تصیر اوصاف العبد السالک وھو بعید فی السلوک غیر واصل گرگانی را در بیشۂ سلوک شیرے دان ہرچند کہ در دام او ہر صیدے افتادہ است در فتراک او ہر شکارے کہ بستہ اند باز آن شہسوار اسپ ہمت را از تاخت دباخت باز نداشت واز جولان گری نہ ایستاد وتو کہ گرد این میدان ندیدہ وغاشیہ مردے نکشیدہ بدین سخن کجا بری کہ غبارے از نشان آن میدان نیافتہ اما ما روشن تر بگوئیم شرحے کہ موجب انشراح دل تو باشد بکنیم بدانکہ ملکست وملکوت است ولاہوتست وجبروتست ملک عالم شاہد را گویند وہمیں را ناسوت خوانند ملکوت باطن شاہد آنچہ شاہد بدان قایمست وخلاصہ اوست ولاہوت آنست کہ ملکوت بدان قائمست وخلاصۂ خلاصہ است جبروت عبارت از مجموع ملک وملکوت ولاہوت است مثلاً قشر جوز عالم ملکست مغز جوز ملکوت

(حاشیہ: ان ازین نحو کہ اجرا کنند بلا مباشرت وملاقات باشد)

ومخ مخ لاهوت وچون جوز را با پوست ومغز ومغز مغز اعتبار ے کنی جبروت باشد
هر چهار چیز در انسان بالفعل موجود است قالب ملکست روح باطن انسان
وخلاصه است وقوام بدوست ملکوتست روح روح که خلاصهٔ خلاصه است
وباطن باطن است وقوام روح بدوست لاهوت است وچون این مجموع
را اعتبار کنی جبروت گوئی فیض قدسی که قدیم است آنرا که حکیم نفس جزئی عبارت
کند با بنیهٔ هر بشر متعلق تصور کن کتعلق الملك بالمدینة والعاشق بالمعشوق
قریب همچو قرب اجسام نیست کذلک بعید نیست متصل نه منفصل نه داخل نه خارج
نه فیض قدیم قدسی که از قرب وبعد واتصال وانفصال جسمی منزه است از رگ
گردن تو بگردن تو بتو از تو نزدیک تر است. بچشم تو از سیاهی چشم تو بتو نزدیک تر
است آن فیض قدیم محتجب است به تتق عزت وکبریا ومستتر است باستتار
تفرد وحجب استعلا واین حجب به نسبت اوست که حجابه النور لو کشفه
لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه وحجبے که
ازین جهت وازین سو است مثل سبعی وبهیمی وشیطانی وملکی واغلظ الحجب
واکشفها واد ومها الاستار واثبتها وهم دوئی وخیال هستی تست
چون بدوام توجه تمام وپاکی نفس ومجاهدات التزام شود حجب ظلمانی که آن را
نسبت بسالک گفتم ونورانی که آن را نسبت بآلهی وملکی وا آده ایم از پیش دل سالک
بخیزد فیض قدیم که با ویست مکشوف شود خود بخود ظاهر گردد در هر ظهورے بصفت
من صفاته تجلی کند لطفاً وقهراً کرماً وکبرا بر حسب آن صورتے ملایم تجلی کند تراگمان
رود صورت آنجا چه نقش بندد ورنگ آمیزی چگونه رخ نماید که این پیکر از عالم
بیچون چگونگی آمده است آرے سالک را آن استعداد هنوز نیست که در عین عیانش
معاینتے کرده است ودر آن عین محو گشته تا اثرش نمانده است خدا ارادت

رحمت وخواست قبول طاعت را صورتے آفرنید کہ آن احسن الصور
واجمل النقوش واملح الاشکال باشد لکن شفاف صاف عکس پذیر
جمالے لایزالے کہ بعینہ ذات قدیم نا مند برو ے تجلی کند بعکس عکس سالک محظوظ
باشد وآنکہ بصیر رابیند وبصرے کہ بہ ذات منزہ نسبت دارد مشاہدہ شود وراہ
آن نیست کہ گفتیم فیض قدیم کہ برمثال شبنمے از ہفت دریا است یا ذرہ بمقابلہ آفتاب
متصف شد بہمہ صفات من لہ الکل بالکلیۃ وھوالکل وکل
الکل وکلیۃ الکل وانسان کہ انسان است درعین مردم نہانست ہم انت
ہم آنست قول گرگانی ترا درست تر فہم شد یا نہ کہ نودونہ نام صفت سالک شود و
سالک ہنوز تمام نشدہ باشد سیرش تمام نگشتہ۔

قولہ وہو بعید فی السلوک احتمال دو معنی دارد یکے آنکہ ہرچند کہ متصف بصفات
نودونہ نام شد این صفات را تجلیات لاتیناہی وصور غیر منحصر است لایتجلی فی
صورۃ مرتین ولایتجلی فی صورۃ لاثنین ابوطالب مکی صاحب قوت القلوب ہمین
بیان نشان دادہ است ای عزیز رسیدہ باشی بدانی کہ چہ میگویم چشیدہ باشی بشناسی
کہ درکدام گفتاریم اگر روزے سالک را صدہزار تجلی شود این نوع را فرضی وتصوری
مدان واقعی است میان ماکسے است کہ بکساعت چند ہزار تجلی بروے شود
ہیچ یکے با دیگرے برابر عین بعین نہ دریغا تحفہ تر وعجوبہ تر آنست کہ بر سالک تجلی شود
چنانچہ در وصف وبیان قایلان وواصفان درنیاید سبحان من لہ کل یوم
شان ولایشغلہ شان عن شان کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَانٍ تا سالک
خواہد کہ دریابد ومحیط ومدرک او گردد بیند کہ صفتے دیگر است تا آنکہ بخود باز آید بینندہ
نداند کہ چند بود اما نمایندہ داند انہ عالم بالجزئیات والکلیات یا ہمان
باضداد خود باز گردد یا باوصاف ونعوت دیگر بشود وصورتے تجلی کرد عاشق ومبتلا

(حاشیہ: ن نودونہ این صفات ؛ ن ہمین نشان)

گردانید دیوانه و واله ساخت ابدالاباد گذرد که آن مرد در آن درد بسوزد دمارش
برآید سوخته ناساخته افروخته نادوخته دردمند بے نیازمند بے وامانده درمانده
درویشی بی خویشی بے بسے و بے پیشے مانده و هرگز آن مراد را ابدالدهر خود نیابد درد ایدی
را ازین برافتاده پرسند که چه باشد اگر اینچنین کس را رسیده گوئی شاید و اگر نایافته
خوانی شاید این مقتول موصولست این مشتاق مهجور است این بمقصود رسیده
است و هیچ وقتے روی مراد ندیده است این عصاے طلب از دست انداخته
است نعلین مسافرت از پاے کشیده است پالهنگ جد و اجتهاد از کمر عزیمت
کشاده است و توشه عزیمت به بخشش داده است پای در زاویه فراغ دراز
کرده به تکیه بے غمی نشسته بلکه بی غم و بے هم غلطیده است اما سفر رخت سفر ماند
نخست بپاے میرفت اکنون بسر رود پے پایش بریده اند نعلین که پوشد کمرش
شکسته پالهنگ بر چه بندد دست تصرف کوتاه گشته است عصا که گیرد زاد بربا
داده است ذخیره چه سازد زاویه خراب گشته است قرارگاه کجا کند دماغش سودا
زده است خوابش در آئینه جمال خیال روے چگونه نماید سفرے که من قبل داشت
تمام شد هر مجاهدتے و مشقتے که بود پس گذاشت اکنون راهے پیش آمد که رهبر
نماند و همرهے نباشد مرحله نه بیند منزلے و مقرے را نشانے نیابد یک ساعت
و یک زمان قرار را احساس رفت امید مبلغے و ما منے منقطع گشت یکساعت
رونده از سیر نه ایستد و در امکان نباشد که مبلغ برسد اگر ترا پرسند هل یعلم الله
القهار عدد انفاس اهل الجنة والنار وعدد سنین اعمارهم
وانواع ما فیهما من الماکل والمشارب والانهار والاثمار
فلیقل ان الله لایوصف بالمحال تعالی عن العجز والانحصار
قال الله تعالی قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ

اَلْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔
از اتصاف باسما وتخلق باخلاق وصفات سالک را دو چیز متحقق شد
یکے درد بی نہایتے دوم مشاہدۂ دریاے بے پایان۔ ابو الحسن نوری از
بی نہایتی ودوری این راہ نشان دارد کہ اگر منم او نیست واگر اوست من نام
سنائی میگوید۔

بی منت او تا سنائی با منست   با سنائی زین قبل در ماندہ ام

میگوید سبحانہ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ فعلی ہذا اقلام ہم بر ان
قیاس باید کتاب کذلک وصورت کتابت وصور ایات کذلک از کلمات
ربی چہ مراد داری وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰی مَرْیَمَ مجموع این مفردست
فیض را غیر امتزاج مائی وخلط صورت عنصری مصور بصورت آدم کرد عیسیٰ
نامش نہاد مسیح از ان گفتند کہ از اوصاف اختلاط وامتزاج بشری کہ فیض قدیم
بہ آن متعلق بودے وخود را بدان صورت نمودے ممسوح بود در انجیل یوحنا
است لقد کان مبتداء الکلمات لدی اللہ لتکون کلمتہ
اللہ ھی العلیا کلمہ را در کلام کرد لا الہ الا اللہ لا الہ نفی ما استحال وجودہ الا اللہ
اثبات با ستحال عدمہ ظہور این را مثالے بشنو چنانچہ سراب وہوا سراب صورت
ہواست وہوا معنی سراب ظہور ہوا جز بصورت سراب نیست وقوام سراب
بی ہوا نہ آنکہ الطف الاشیا باشد ظہورش جز بمثالے بنود عکوسے وظلالے است
اینجا عینی ومثالی است اینجا سالک ہم برین کلمہ ملازمت نماید تا از صورت کلمہ
بمعنی رسد واز ظاہر بباطن نظر افتد کلمہ بحقیقت خویش متجلی شود اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ
مِّثْلُکُمْ در صورت عنصری متحدم یُوْحٰی الی ظہور فیض قدیم برمن است ہر کہ
سلوک کند چنانچہ محمد کرد لقاء فیض قدیمش باشد فَمَنْ کَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ

رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا شرط آنکہ جزم او کشف آن حال و آن ارتحال
نباشد وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ أَحَدًا عہدے وثیقے وعقدے
عقیدے کردہ است أَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہر وجودے راکہ
تصور کنی وجہ منہ الی ربہ وھو الفیض القدیم الازلی الابدی
ووجہ منہ الی نفسہ وھو المبتداء والمصور المجبول المجعول
آن دوئی کہ نسبت بقدیم دارد ویبقی علی الاباد والازال کان و
یکون وھو الان کما کان ویکون اما بجسب تعلقے کہ کردہ است غیر
یکدیگر نماید چنانچہ زجاجہ بجست محاذی ومقابل رنگامیزی کند او چنانچہ
ہست ہست لا یتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ بحدوث
الاکوان والموجود لا یصیر معدوما بل ینتقل من صورۃ
الی صورۃ ومن ھیئۃ الی ھیئۃ فیض قدیم فانی نگردد اما تعلقے کند
از صورتے بصورتے وہیئتے بہیئتے العالم متغیر متعلق اوست نہ او کُلُّ مَنْ
عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ اَیْنَمَا
تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہُ این مکان بشری گو خواہ ملکی خواہ شیطانی خواہ ارضی
خواہ سمائی خواہ عرشی بر صراط فنا وسبیل زوال است اما وجہ اللہ ہر موجودے
را بدو توجہ است کما قیل لا یقبل الفنا بل یستحیل ونباید کہ در وہم تو بگذرد
کونہ فی مکان وحلولہ فی محل است تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا ظاہر معنی
لفظ اینما اگرچہ ہمین دلیل کند اما وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ را
چہ معنی دانستہ اینجا ہمین معنی بدان ودیگر چون این معنی محقق شد کہ ہیچ جزوے
از اجزاء لا یتجزی نیست کہ او تعالی با آن نیست بصفت قربتے کہ لائق آن
حضرت باشد در اینجا چند اجزاء لا یتجزی تصور کنی واو تعالی با ہر یکی باشد اگر بدین

بنسبت ہمہ

نسبت اینہا را بر ظاہر دانی حلول حادث در قدیم نباشد و آنکہ قاضی عین القضاۃ در رسالہ مکانیہ خواستہ است کہ اثبات مکان کند مکانے کہ لایق قدیم لطیف باشد اگر بدین بیان بودے کہ ما گفتیم نیک بر صواب ونزاہت آنحضرت بودے۔

احتمال معنی دوم کہ در مقال آن مالک الاحوال سید الرجال سدید الفعال حمید الخصال المتخلق باخلاق اللہ الکبیر المتعال المحو المطموس الفانی فی الاباد والازال الباقی الثابت باللہ لم یزل ولایزال گفتہ بودیم وھو بعید فی السلوك غیر واصل السیر الی الصفات و الاسماء وھو کون السالك باتصافها والتسمیة بتلك الاسماء تمام شد اما محو در ذات وبقا بذات کہ عبارت از مقدمات وصول است نشدہ است ہر آئینہ در سلوک باشد واصل نگشتہ بود و اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی سیر الی اللہ تمام شد۔

اما السیر للہ والسیر فی اللہ والسیر باللہ والسیر من اللہ الی اللہ انشاء اللہ العزیز اکنون آغاز شود اگر خواست خدا باشد زبان اینجا لال است مقال اینجا کلال ست عبارت پے گم کردہ است اشارت رہ روی ندیدہ است حدت بصیرت کند گشتہ است براعت فہم پژمردہ است ہیہات ہیہات در ہیہات حیرت اندر حیرت است بیخودی در بیخودی۔

وصول عبارت از شعورے خاصے است یقین گردد کہ تو نہ او ست یکے از یکے چہ زاید ہمان یکے یکے در یکے چہ باشد ہمان یکے یکے با یکے چند برآید ہمان یکے ازین فہم چو بیان کنم بیان عیان نشان از عالم کثرت دہد

ــــــــــــــــــــ

سه- یعنی شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ع ح

عیان را بیان نیست بیان را عیان نه زیرا چه نه عیان است و نه بیان واصل
آن بود که تصور فصل شو و فصل نیست وصل چه باشد هو الاول هو الدایم هو الآخر
همه جهان را او محیط باشد بیان که کند و از چه کند تصورے و شایے انگیز دیگر
شطیه در بیان آید چیزے اشارتے بدو تواند کرد لاحول ولا قوة الا بالله اشار
چه باشد من اشار الی التوحید فهو عابد وثن من والی در اصل
عدم اندافُو او متیٰ در بود نابود اندفی وعلی در وہم وخیال گم اندکونه وجوده هوهو لا
هو الا هو صدیق اکبر گوید سبحان من لم یجعل للخلق سبیلا الی
معرفته الا بالعجز عن معرفته با این همه میگوئیم اینت باقی اثنینیت
ثابت اگر این بنودے این قدر گفتار بنودے دریا بجنبید موجش نام شد تصاعد
کرد بخار گفتند متراکم گشت ابرش خواند چکیدن گرفت باران گویند روان
شد نهر گشت باز بدریا بپیوست همان دریا شد که بود بیت

فالبحر بحر علی ما کان فی قدم ان الحوادث امواج وانهار
لا یحجبنک اشکال تشاکلها عمن تشکل فیها فهی استار

این تحریک واین تصاعد واین تراکم وتقاطر واین جری وارتفاع
اینت واثنینیت است جنیدؒ را از حقیقت پرسیدند گفت سطرے گفت

وکنا حیث ما کانوا وکانوا حیث ما کنا

آمدن نیست رفتن نه ماندن نیست بازگشتن نه سهل عبد اللهؒ
آسان تر میگوید یا مسکین کان الله ولم تکن ویکون ولا تکون و هو الان کما کان
ویکون فکن انت کما کنت وتکون۔ قوله فکن انت کما کنت وتکون عین اینت
وصرف اثنینیت است هو تعالی متکلم بکلام واعد ازلا وابدا روا نباشد که
در کلام او میان امر و نهی تفرقه کنی و از حرفے بحرفے انتقال روا داری یا گاه

تازی وگاه عبرانی وسریانی گوید ویا زمانے گفت وزمانے ساکت شد تعالی اللہ عن ذالک انہ من الحدثان بیندیش میگوید لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یکساعت ویکزمان لطیف ازین گفتار انحصار نیست اوخود باخود ازخود میگوید وخود ازخود باخود می شنود لمن الملک الیوم وخود باخود خودرا جواب میدہد للہ الواحد القہار ازلاً وابداً ہمہ دریا وبہ بودنا بود اند ودر عین شہود بی وجود اند وشہور وسنات وایام وسبعات وآوان وآنات باحتساب شمس وقمر ست کہ مرتبط بدور فلک اند ولیس عند اللہ صباح ولامساءٌ وآنچہ درکلام مجید غائب حاضر شدہ گوید ومنتظر را واقع شدہ داند حال را بطریقہ ماضی باز آردہم ازین باب فصلے بیان شدہ است اگریگان یگان گوئیم گفتار درازشود مقصود ما اختصار است مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ہم ازین کتاب دان وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ تلویحی ہم ازین لحظہ روشن کردہ است ۔ بیت

امروز پری ودی وفردا ہرچہار یکی بود توفردا

چون اثبات اثنینیّت شد وتحقیق اینت گشت سیر سلوک چگونہ تمام شود۔

وہو بعید فی السلوک غیر واصلٍ ودو معنی دیگر احتمال دارد باعتبارے آرامیدہ وقرار گرفتہ تصور کن وباعتبارے نارسیدہ ودر سلوک مضطرب میدان بدو تعالی کسے را رہ نیست ماندن ہم وجہے ندارد فیبقٰی بین وصلٍ وفصلٍ بوصال رسیدہ این وصال آن نیست کہ موجب ملال وباز ماندن باشد ہمت بازگشتن نمی دہد کہ چون رہ نیست اکنون بس کنیم ہم بدان کہ امکان

بود قانع گرویم و آنکہ رسیدہ است سیر نمی گرددمیجوید میجوید سر بر آن در میزند میزند
و میداند کہ قابل رہ برون نیست این سخن از عاشقان بشنوند صورت پرستے
گوید بیت

عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست	عجب اینست کہ من واصل سرگردانم

احتمال دیگر مولانا محی الدین ابن العربی و آنکہ متابعان او اند چنان کہ
عبد الرزاق وغیرا وجمعے دیگر از صوفیان کہ ایشان دم از مقام توحید و تحقیق زنند
چنین گویند ھو سبحانہ عین الاشیاء و راء این وجودات وجودے
نہ اوست کہ ہمہ صور و اشکال ظاہر گشتہ ھُوَ الظَّاهِر ھُوَ الْبَاطِنُ
اما جزا و ندانند یکے ہم از ایشان گوید بیت

آنکہ بر آمد ببزم مجلسیان دوست دوست	گرچہ غلط میدہد نیست غلط اوست اوست

این عارف محقق را بعد این شعور سیر و سلوک تمام شد باین ہمہ وجودے
لاتیناہیت از نظارہ و وقوف ساعتٗ فناعتٗ از سیرے بسیرے خالی
نباشد و ہم یگانگی ہوہو میسر نیست گفتیم اینّیت و اثینینت باقیست و لاتیناہی
فراغ از کدام رہ در آید مگر بلاہت حماقت و خجالت و ملامت و آنکہ گوید
بدین شکل بیان کردن منتج نہ افتد لاحول ولاقوۃ الا باللہ نتیجہ شکل و حد
وسط و اصغر و اکبر صغری و کبری رابطہ و نسبت اینجا چہ نسبت داشت ہر چند
کہ آب دریا بدریا پیوست آن آب دریا کہ صور مختلف نمودنامے با خود برد
ہمین نام او دوی شد اگر حلقہ متساوی الاطراف بخطے و نقطۂ وہمی دو نیمہ
کنی باز آن خط از میان طرح کنی حلقہ آنچنان نشود کہ من قبل بود اثرش باقی
باشد فکان قاب قوسین او ادنیٰ ہمین حکایت کرد دائرہ راستے بود
این دائرہ احدی را خط احمدی دو نیمہ کرد و بازگشت ہم باصل دایرہ شد دائرہ

آنچنان نماند کہ پیش از تصور خط و نقطہ بود وصل کہ باصل یگانگی نہ پیوست جزء من الکل تمثیل شود جزء کل راچون محیط تواند بود تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ جزء را از کل چہ آگاہ قطرہ را از دریا چہ خبر این جزو راہمتے بخشیدہ است خواہد کل بکل باشد و آن ممکن نہ نیست گشت بکل پیوست عین بعین شد ہو ہو وہم بردامااطلاع واشراق بروے نشد بضرورت از سلوک نہ ایستاد واصل تصور نکرد ابویزید از مقری شنید وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ سر بر دیوار زد گفت چو مید النتی کہ بتو رہ نیست طلب خویش در دل گدائے چرا انداختی از شقیق بلخی پرسیدند ما الحقیقۃ قدرے قند در دست گرفت پرسید کہ این چیست ہمہ گفتند قند و ازان قند چند صورتے کرد از ہر کہ پرسید گفتند کہ این پیل است و این اسپ است و این آدمیست باز بشکست این صور را غدہ ساخت چنانکہ بود قند ہمچنان گرد و باز پرسید کہ این چیست گفتند قند فرمود ھذا بیان الحقیقۃ ہرچند کہ باز گشت ہر یکے بقند شد واصل ہر یکے ہم از قند بود امابہ پیل مخصوص بپیلي و تام ہم پیل شد کذلک اسپ و آدمی این خصوصیت اینیت و اثنینیت آمد و اگر گوئی کہ این ہمہ وہم است فلیکن وہم آمد او آمد دو شدند لابدی دوئی آمد اتحاد کما ہو متصور نیست آدمی راکجا ممکن کہ جمیع اشکال وصور را کہ او بدان متشکل است محیط شود مرکز گردد و اگر صد ہزار سال در سیر باشد بانتہا نرسد سیر تمام نباشد و وصول کما ہو ممکن نگردد۔

جمعی از ابدال چہل و چند نفر را چند سخن پرسیدم یکی از شریعت گفتم شما اہل سیر اند وصورت اہل سیر آنست کہ زمین بتمامی منزویست ہمانجا کہ قدم شما است و اگر در مشرق است مغرب ہمان است و اگر در جنوب است شمال کذلک زمینے است کہ بدان زمین طلوع

فجر اول است و در زینے غروب است دخول وقت مغرب است و در زینے ظہر ست و در زینے عصر اگر بجائے صبح بود شما نماز فجر آنجا ادا کردید باز بر حکم طیرے کہ شما دارید در زینے رسید کہ طلوع آفتاب نشدہ است بدان مقام رسید کہ غروب است حال نماز عصر چہ باشد شما اینجا چہ می کنید ما را بیاگاہانید تا بدان مستفید باشم کہ بر ما مشکل است و سخن دیگر شما یکے را در دوزخ بردید و در قعر دوزخ ایستانیدید و از اسرار آن اطلاع دادید چون آن شخص باز بعالم ملک آمد باید آتش این عالم بہ نسبت آن آتش ہفت درجہ سرد ست نسوز د محققان و عارفان و اولیا و انبیا را سوختہ است دیگر گفتم آنکہ مطلع بر ضمایر و اسرار باشد و از حال و کار آئندہ داند ہر نفسے ویکے سر پوشیدہ ہیچو شد زن و پسر و شخصے دیگر کہ وپر ا باو نسبت است پنہانی ایشان را مر د مکشوف علیہ مطلع است پس چہ کند قریب خود را ہم بدان گذارد مداہن و مباحی باشد یا بر موجب آن اقامت استحقاقے کند ہر دو میسرنہ و سخن از عالم حقیقتہ پرسیدم شما میفرمائید کہ ہمہ اوست بیک زبان و بیک اتفاق ہمہ گفتند آرے گفتم این کہ فرمودید ہمہ اوست حمل ہمہ بر وے چگونہ درست آید این سخن را کیفیتے و بیانے ہست یا نہ بر من عاجز مسکین در ماندہ مضطرب گشتہ برنجیدند گمان بردند کہ مگر بطریق الزام و احجاج میگویم باز بانصاف آمدند سخن را جوابے نبود اقرار بعجز بود اما گمانے بر من بردہ بودند دانستند مگر بالزام میگویم از ان بازگشتند بہ صلح رفتند۔

نہایت بیان بدین جا بود کہ ہمہ اوست و آن درست نہ سیر و سلوک چگونہ تمام شد و اصل بچہ اعتبار گشت در این بیانے کہ کردیم سیر فی اللہ و از سیر باللہ و از سیر من اللہ محقق مثبت شد و لیکن تعین تشخیص نکردیم کہ بر عارف ذایق و بر شاہد و اجد پوشیدہ نیست و آنکہ خواہد در کلام ما

بے مشاہدہ حال سخنے پیوند دفسردہ ماند درست نرود عجز خویش خود داند مگر طالب گردد اما السیر من اللہ الی اللہ اکنون آغاز شود۔

دوم احتمال معنی قول گرگانی است گویم آن شیر بیشۂ حقیقت آن گرگ بادیۂ قربت آن نہنگ دریاے وحدت آن پلنگ قلۂ صمدیت چنین می فرماید وبرین جملہ اشارتے می نماید اگر ذات او را تنزیہ و تسبیح کما ھو حقہ کوشش کنی بجاے رسی کہ جز عبارت از مثال نقطہ بنود کہ بہیچ وجہ از تجزیہ و تقسیم قابل نباشد و جز تصور ذہنی را مجال مساغ نہ و اگر از ابتدا و انتہا و از عدم تناہی او شعورے یابی این جہان و آن جہان و صد ہزار این و آن در تصور آدمی شبنمے از ہفت دریا با دریاے محیط کمتر باشد چہ کنیم در مثال جز این عظیم تر نیست ورنہ بدان تمثیل کنیم۔

چون این دانستی محی الدین و اتباع او و محققان دیگر کہ یک وجود گفتند متمثل بدین ہمہ وجودات است این جہان و آن جہان با ہمہ نعیم و اسباب آن و جحیم با ہمہ موذیات و موالمات آن و عرش و ثری از ہر قل و کثر و جل وحقر یک وجود است و ورا آن وجودے نہ اما محمد حسینی کہ مستنیر بنور مرتضوی است و مستضی بضیا مصطفوی است میگوید با این ہمہ وجود است کہ گفتند کہ آرے فیض اوست تعالیٰ بہمہ صور و اشکال متصور متشکل و ورا این وجودات وجودے است کہ این فیض با ہمہ صور و اشکال خود بجنب آن وجود و بحساب آن ذات بصد ہزار مرتبہ کمتر از شبنمے بمقابل دریا محیط و ہفت دریا و قلزم باشد کرات و مرات بلکہ ہر زمان و ساعت ازین وجودات درگذشتند و ورا آن سیر کردند الی ما شاء اللہ بنود احاسے بنود فہمے بنود عینے معینے شئے ہست بود ہست با حواس باریکتر و نازکتر توان دانست۔

روز ولادت حسین علی رضی اللہ عنہما فرشتہ را جبرئیل بحضرت مصطفےٰ علیہ السلام آورد و گفت این فرشتہ روزے بی ادبی کرد از خدا تعالیٰ خواست طیرانے کند و انتہائے عرش را دریابد فرمان شد تو دانی بپرسین ہفتاد ہزار سال بپرید پرہا بریخت باز از خدا تعالےٰ دیگر پرہا بخواست یافت باز ہفتاد ہزار سال دیگر بپرید پرہا بریخت باز دعا کرد باز یافت سہ کرت ہمچنیں کرد ماندہ شد و پرہا شکستہ افتاد گفت خدایا عرش تو بدین حد وسعت دارد فرمان آمد از یک طرف کنگرہ بدوم طرف نرسیدۂ اقرار بعجز کرد خدایا بقہر و غلبہ شناخت التماس پرہا کرد و فرمان آمد تو بی ادبی کردۂ آن روز کہ حسین علی رضی اللہ عنہ بزاید دست او بر تو بمالند ترا پر دہند دست حسین علی رضی اللہ عنہما بر وزدند او پر یافت یک مخلوق متصور متشکل کہ فیض قدیم بدان صورت بود این صفت است و این فیض از ان ذات بصد ہزار در ہزار چہ گویم نمیتوانم گفتن کمتر است چگونہ برابر شود و این محرومان از چہ وہم گویند ورا این وجودات وجودے نیست ہم بعزت آن جلال وہم بہ بزرگی آن حضرت ہر کہ این گمان برو خدا تعالیٰ را نشناخت و نرسید و دولت معیت قربت بدو روے ننمود وَ اللّٰہُ مِن وَّرَآئِهِمْ مُّحِيطٌ او با ہمہ از ہمہ و با ہمہ و بی ہمہ ہمہ او و از ہمہ بیرون او و ہیچ یکے از وے نہ و بدو آگہ نہ و ہمہ نہ او و نہ او ہمہ ھو الکل ھو کل الکل ھو کلیۃ الکل وکلیۃ الکلی ھو کل کل الکلی وکلک وکل کلک ھو ھو ھو لا ھو الا ھو السیر من اللہ والی اللہ اینجا نہم شود اکنون اندیشہ کن اینجا سالک گمان برد کہ واصل شدم و سیر سلوک تمام شد۔

شریعت است و طریقت است و حقیقت است و حق الحقیقت

وحقیقتہ الحق والحق اما شریعت عبارت از گفت انسان کامل ست وطریقت
از کرد انسان کامل است وحقیقت عبارت از دید انسان کامل ست
وحق الحقیقتہ عبارت از بود انسان کامل ست وحقیقتہ الحق عبارت از بود
بود انسان کامل است والحق عبارت از بود بود و از بود نابود ست شریعت
وطریقت را دفاتر ومجلدات مستغرق شدہ بیان وگفتار را و را اندازہ کجاست
مارا گفتن زیادت باشد اما حقیقت را ہم مثالے ونظیرے در کلامے ومقالے
آرند کہ عبارت از دید ست مصطفی می فرماید صلی اللہ علیہ وسلم کما ترون القمر
لیلۃ البدر لا تضامون فی رویتہ شیئا التمثیل بالنسبۃ الی
الرای لا لمرئی وبینندگان جز این ہم گویند وجائے دیگر فرماید رائیت
ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ وہم میگوید فی صورۃ امرد
شاب قطط صحابی گوید رَأیتُ رَبّی فی صُورۃِ اُمّی ودر قرآن ہم
ازین بیان نشان دہد یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیہِم وَجَاءَ رَبُّکَ
وَالمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وُجُوہٌ یَومَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلیٰ رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ
احمد حنبل گوید رحمۃ اللہ علیہ رائیت ربی فی المنام الف مرۃ
والرؤیا الصالحۃ جزء من النبوۃ۔ ہمین رویا باشد وجواز رویت
خدای تعالی در خواب ہم در دنیا در عقائد اہل ملت مسطور است ونیست
کہ در خواب بینند چیزے دیگر باشد ودر بیداری چیزے دیگر ودر دنیا چیزے
دیگر ودر آخرت چیزے دیگر تعالی اللہ عن الحدوث والتغیر انہ
سبحانہ لا یتغیر بذاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث الاکوان
وخواب را بر بیداری در بعض کتب ترجیح دہند اگر موجب ترجیح این بیان
باشد کہ گفتم نیک بر استقامت واستحکام آید محمد واسع گوید ما رایت شیئا

۱؎ والحق عبارت از بود بود و از بود نابود ست

۲؎ صحابی

الّا و رایت اللہ قبلہ نکرہ در محل نفی عموم اقتضا کند و خلا را بنزد اہل صفا و جلا وجودے نہ اشارت بدوام رویت باشد دیگرے گفت ما رائیت شیئا الّا و رایت اللہ قبلہ بسومی گوید بعدہ و معہ ہم گفتہ اند ہر یکی از جائے مقالے کردہ است اما مقصود ہر یک قریب المأخذ ست از خواجہ خود شنیدم شبے اقبال خادم مرا پیش شیخ برد و خود بیرون شد شیخ طاقیہ بر سر من نہاد و خرقہ ہزار میخی در برمن کرد فرمود برو مشغول باش سخت مشغول شو از پیش برخاستم تا دوگانہ شکرانہ بگذاردم دیدم آن حجرہ و بام و در و دیوار ہمہ شیخ بود خود ندانستم چون بیرون آمدم عجب دیگر این بود بار دوم رفتم نظر کردم بر ان حال بود کہ نخست دیدہ بودم وکذلک کرۃ سیوم و بعد ازان فرمود من ہم آمدم مشغول شدم سخت مشغول بودم آن شب دیدم آنچہ دیدنی بود خدمت شیخ کبیر در خانہ ملک تیریک سماع شنید در خانہ آمد اصحاب را می پرسید در خانہ قیریک رفتیم سماع شنیدیم خلق ما را چہ میگفت محی الدین کاشانی عرضہ داشت کرد خلق نیکوئی گفت شیخ گفت سبحان اللہ ما را در خانہ قیریک چہ بود و خلق چہ میگفت و مولانا مذکور گفت چہ جائے رویت بود فرمود آرے اگر رویت بنود دیگر چہ بود۔

آوّل حال طالب را جز این مقصودے نباشد و ورا این صورت مرد مانرا در خاطر نقش نہ بندد اما نگارخانہ رنگ آمیز نیست عرفا شرک تا مند و آنکہ گویند بینندہ چہ داند کہ چہ بود او بود یا چیزے دیگر وجد ست بردھا فی قلبی بیان این وجدان کردہ است نشان این عیان دادہ است بینندگان دانند کہ چہ می بینند و آنکہ گویند علامت بینندہ این است کہ بیان نتوان کرد دو احتمال دارد یکی آنکہ شئی را دیدہ نہ او را رنگے نہ او را کیفے نہ او را جہتے نہ خلقے نہ قدامے و فوقے و تحتی نہ طولے نہ عرضے نہ عمقے نہ بسطے نہ یمینے نہ یسارے از

چہ بیان کند وچہ توان کرد دوم احتمال آنست کہ اگر گوید کافر باشد بت پرستش
خوانند و در حکم شرع موجب ملامت گردد جوانے را کودکان سنگسار میکردند
ذوالنون مانع آمد کودکان گفتند آنچہ او میگوید اگر تو بشنوی سخت تر بزنی
ذوالنون گفت چہ میگوید گفتند ما نتوانیم ہم از و پرس کہ میگوید خدا را بدین چشم
می بینیم ذوالنون بنزد آن جوان رفت پرسید گفت آرے ای ذوالنون
اگر نہ بینیم چون زیم ذوالنون گفت محکم ترش بزنید اما این نشان نیز احتمال دارد
روح انسان بر سالک تجلی کند ہمبرین صفت باشد کہ گفتیم بلکہ احیا و اماتت
وسجود کائنات ہم با آن بود سالک را تفرقہ دشوار باشد و در نشان دوم احتمال
تخیل نفسانی و تصور شیطانی ہم ہست نشان ہمانست کہ مصطفے فرمود صلی اللہ علیہ وسلم
وجدات بردھا فی قلبی (مصراع) دل داند و من دانم و من دانم و دل
ذایق شکر بہیچ عبارت حلاوت ولذت را بیان نتواند کرد اما ہمو داند کہ چشید
من رای علم ومن ذاق عرف موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت
وآتش دید از وی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ شنید وعلامت تحقیق تجلی را ایجاد شئی لا عن
مادۃ ومثال معاینہ ومشاہدہ کرد پس اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ بر چہ میگوید
جواب لَنْ تَرَانِیْ چرا شنود با مردم آشنا و محرم دیدہ دیدار عدم نمودار را چرا
تاکید کنند وتازیانہ لَنْ تَرَانِیْ بر روے او چرا زنند مگر خواست پردہ تمثل
را از میان برگیرد عین بعین نظارہ کند گفت عین ما را دیدہ وری تو نتواند دید
سبحات وجہ روے ما را از ہمہ نظرہا حجاب کردہ است وَلٰکِنِ انْظُرْ
اِلَی الْجَبَلِ چنانچہ آن بار درخت وآتش را مثال کردیم و در او آن عکس جمال
قدسی افروختیم عکس عکس بر تو مشاہدہ شد این بار ہم اگر از ان درخت بر خود آری
میسر وممکن باشد ہمان مثال ست آن بار آتش آتش نبود، درخت درخت نہ

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى اَىَّ[1] جَبَلٍ جَثْلٍ حُبِلَ وَرَثَّطَ عَلٰى جَبَلٍ جَثْلٍ وَلَيْسَ هٰنَا الْجُبَيْلُ وَالْجَبَلُ شعر

فکان ما کان مما لست اذکرہ   فظن خیرا ولا تسال عن الخبر

عکس رانا ب نداری تو منانی کوہ نماند کہ بیند وکرا بیند وکدام فرجہ روے نماید وکوہ بشریت آن دریچہ ندارد کہ برآن جز عکس عکس تجلی درٔے روشن شود کوہ ستوہ ہستی کہ سرمایہ ہراندوہ است پیش دل موسی کوہے وسدے گشتہ چون بنجز وشاید کہ عین ما رابعین ما مشاہدہ توانی کرد مارا جز ما کہ تواند دید اول قصہ حقیقت بود گفتیم کہ عبارت از دید است دوم خواست حق الحقیقۃ است کہ عبارت از بود است درین خواست اسحلتے وامکانے بیان کردن محال باشد کہ تو تو باشی وحق الحقیقت صفت تو گردد امکان بود تو از خود بی خود باشی ودر بود حقیقت نابود گردی بود نعت تو گردد صوفی پیش جنید الحمد للہ گفت جنید فرمود اتممہ گفت کیف اقول قال قل رب العلمین قال وما العالمون حتی یذکر معہ قال قلہ ان الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر مطالعہ مکتوب ملکوت چنانچہ وآنچہ درویست از نعیم ولذائذ وحور وغلمان وقصور واثمار وباغ وبستان وشراب ومستی وخوشی وادمان[2] ودیگر دیدن دوزخ وآنچہ درویست از موذیات ومولمات کالعقارب والحیاۃ وانواع عقوبات ومضایق ظلمات مثلاً بیند کہ مردم را پرکالہا[3] کردہ اند درتابہ بر روغن نہادہ فرو وآن آتش کردہ اند وہر پرکالہ ہچو یخنی است جان وحس وجدان در ہر یکے باقی است ونظارہ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا آتش را بنید از نارک سوختہ می آید تا بپا بیسر

---

[1] کدام درخت کہنہ بہم پیچیدہ مخلوق است وثابت ومحکم برکوہ تنا ور عظیم بہم پیچیدہ وحال آنکہ نہ درخت است نہ کوہ [2] اوماں یعنی پے در پے خوردن [3] پرکالہ یعنی پارچہ پارچہ۔

لیکن نہ این چنین است یکبار سوزد تمام شود خاکستر گردد بلکہ آن قدر کہ می سوزد
وباز تنے درست می شود ہمچنین شدہ می آید تا بتمام تن میشود باز از سر آغاز
می شود از پای تا سر ہمچنین میرود و از سر تا پا ہمچنین می آید ہر نظارہ کہ می کند
می تواند دمے ایستادن اما مشاہدۂ ظلمات از ہمہ دشوار تر است سالک
باختیار در میان آن نمی شود اما بندہ را مقصود است کہ البتہ نماید بستم دہکہ زند
درونش اندازد مقصود اطلاع اوست داد متحیر گشتہ و حیران و ہیمان ماندہ باز
آید و کذلک مشاہدہ صراط و میزان و حساب و عرصات و جلوس بر کرسی قضا
و سوال گور و عروج بر سموات الی العرش البجید و لوح رابنید بر مثال تخت
کہ اور او شاخ باشد ملکے دربر گرفتہ بنید درازی اورا از ثریٰ تا عرش اعلیٰ
تصور کند اما بحقیقتہ اللہ اعلم و کذلک قلم نہ اورا انبوبہ نہ تراشے نہ قطے و نہ طولے
نہ عرضے و نہ شکلے و ہمارہ درجریان ودے بنید و قفلے و پردہ و دربانے درگرفتہ
ایستادہ و چوبے بدست او و آن دربان آدمی و فرشتہ نیست چوبے کہ بدست
اوست از زر نیست و نقرہ نیست و زبرجد نہ و مروارید نہ طولے و عرضے نہ و سراچہ
زدہ اند آن سراچہ از دیبا و حریر نہ دراز و پہنا نہ یافتہ و دوختہ نہ مکانے کہ ہرگز
اورا مکان نام نہ توان نہاد اما چون انجا ایستاد ضرورت عبارت ازجا
کنند ورنہ آنجا جا کجا درون آن سراچہ تاکیست تا چیست تا کجا برند تا چہ
دید و کرا دید بندہ سالک را تا آنجا برد پس آن اللہ اعلم تا با آن روندہ
درمیان چہ می رود اما بندہ خواہ شیخ خواہ مرشدے دیگر خواہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر در ایستد از درون خبرے ندارد کہ چہ می رود اما چون
او باز گردد بندہ از بردہ پرسد کہ چہ بود تا اورا از ان چہ خوش آید گفتن بگوید و چہ
خوش آید نہان داشتن نگوید و ضنت[۱] کند مقصود پرسیدن این بندہ این باشد

[۱] ضنت یعنی بخیلی کردن بچیزے عزیز

اقل علمے حاصل شود کہ وقتے نبود از انجا بسیار چیز کشف او شود این ہمہ کہ گفتیم از اقسام کشف حقیقت بوده است۔

جوانے در تربیت ابوتراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ بود ابوتراب باو گفت برین استعداد کہ توئی بخدمت بایزید بیائی جوان گفت چہ خواہم دید بایزید را خدائی بایزید را اینجا ستہ ہفتاد بار می بینم ابوتراب گفت کہ یکبار روی بایزید را بینی بہ از آن کہ خدائتعالی را ہفتاد بار بینی جوان گفت کیف یکون گفت آنچہ تو بینی بقدر استعداد خود بینی وآنچہ در بایزید بینی بقدر بایزید باشد ابوتراب از دید بود خواست بر دو جوان طالب بدید رسید و از بو دیچیزے ہم نشنود ہر آئینہ ہمیدان آسود از دید تا بود بسے بوادی و فلوات[۵] است وبسی خنادق وجبال تا کدام محبوب حضرت است وخواستہ عزت است کہ از دید بود آید ابوعثمان مکی بر مشایخ بغداد مکتوب ارسال کرد مضمون ای مشایخ بغداد و اے صوفیان عراق ہزار در ہزار کوہ ہائے آتشین وخندق ہائے پرخار شمارا قطع باید کرد سختان اگر قطع گردید واگر نہ در چکار اید جنید صوفیان بغداد را جمع آورد واین مکتوب بحضور ایشان خواند باتفاق گفتند ازین کوہ ہائے آتشین وخندق ہائے پرخار فناد رراہ خدا اے مراد داشتہ است تا چندین ہزار بار فانی نگردید بمقصود نرسید جنید گریست گفت ازین کوہ ہا وخندق ہا جز یک کوہی ویک خندقی قطع نکردہ ام حریری گریست وگفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے ویک خندقے قطع کردی مسکین حریری جز سہ گامے پیش نرفتہ است شبلی نعرہ زد وگفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے ویک خندقے قطع کردی وشیخ تو اے حریری کہ سہ گام رفتی مسکین شبلی گرد این راہ ندیدہ است این گفتار از دیدن

---

[۵] فلوات یعنی بیابان

تا بودن است۔

پس بدانکہ حق الحقیقت کہ عبارت از بود انسان کامل است درہیچ عبارت بنظرے ومثالے وبوہمے وخیالے درنیاید وازان تنبیہ نتوان کرد مگر بچیزے موجزے بطریق اشارتے وانموذجے ورمزے بلحظے وغمزے بایزید گفت سبحانی ما اعظم شانی جنید گفت لَیْسَ فِی جُبَّتِی سوی اللّٰہِ حسین منصور گفت انا الحق ابو الحسن خرقانی میگوید انا اقل من ربی بسنتین دیگر گفت لا فرق بینی وبین ربّی الا انی تقدمت بالعبودیۃ محققے دیگر گفت الصوفی ھو اللہ وحریری گفت الفقیر لا یفتقر الی نفسہ ولا الی ربّہ ومحققے دیگر گفت اذا تمّ الفقر فھو اللہ دیگر گفت انا ابن الاَزَلِ وصحابی گوید ولدت اُمّی اباھا (۱) صحابی ہم گفتار ایشانست کہ ہیچ این ہیچ برہیچ گواہ شد شبلی گفت انا اقول وانا اسمع وھل فی الدارین غیری۔

درکلام صوفیان کہ گمان اتحاد رود آن حکایت از حق الحقیقۃ دان (۱) اما حقیقۃ الحق لا یحطی بہ نبی مرسل ولا ملك مقرب ولا ولی عارفٌ ولا صدیقٌ محققٌ اگر گوئی کہ او تعالیٰ اگر خواہد برحقیقۃ خویش خود آشنا کند گوئیم ان اللہ لا یوصف بالمحال از افعال بصفات روند از صفات بذات گرایند واز ذات بذات وراء این درفہم درنیاید گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعل بفعل رفت وگفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بصفتے رفت اعوذ بك منك از ذات بذات واز آنچہ از جملہ نسب واضافات وعبارات واشارات وفہوم وشعور بیرون بود گفت ما ابلغ مدحتك لا احصی ثناء علیك انت

کما اثنیت علی نفسک از بعضے به بعضے کفایت کرد باقی را طرح واد از فعل بفعل روند واز صفت بصفت روند واز صفت بذات واز ذات بذات سپس آن در اءورا است از وحکایت وگفتار نیست از روبه بازی گرگانی که در کلام انتظام آورد و در کلام سبحانی بران اشارتے کرد علماء ربانی دانند حضرت ابراہیم خلیل درظلمات رعایت اسباب مضطرب ومتحیر ومتفکر اند خلیل برمیعاد دلیل راضی نباشد جز بمشاہدہ ومعائنہ وملاقات طرفۃ العینے لحظہ نہ کند دلش ازین خطرات که بازآرد وانیں ہوا وہوس که گرد اند باشد ہم عیان شود ن زینب کسے را که بے او این ہمہ دردمندی وسوختن اختیار کند دریا رشوق چون شوید وشور طلب درگداز آورد اَمَّن یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ مقدمہ قبول شد وعلم حصول مقصود کشادہ برآمد بشارت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ استقبال کرد فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ عبارت از درماندگی واشارت بر بےچارگی اوست وہیہات واضطرار وتزلزل واضطرابش رَاٰی کَوْکَبًا از بادیہ طلب بدروازۂ شہر مقصود رسید نظم

معشوقہ بسامان شد تا باد چنین بادا کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین بادا

مقصود ے که وراے ہمہ مقاصد است یافت ومنتہی ومبلغ ہمین

دانست دل خواست بدان دہد وہمبران قرارگاہ سازد افول که دلیل برزوال وزبول دارد مشاہدہ کرد وگفت ہرآئینہ این تمثیل باشد تمثل وتشکل عین وصف وتغیر وتبدل دارد عاقل کامل وبالغ فاضل متغیر را مقر نسازد که متغیر را محل قرار نیست ؎ اہل تمیز خانہ نکردند بر پلے۔

واہل صفا ووفا دل بکل ندہند لا یتجلی فی صورۃ مرتین ہمین م بکل دلیل کرد بر لاثباتی وبیقراری اشارت نمود بارے گفت فی احسن صورۃ

دیگرے گفت امر دِ شاپ قطط تالثے گوید فی صورۃ اِمی ازین صورت وازین ہئیت وازین شکل وازین مثل می باید گذشت گفت لَا اُحِبُّ اَلْاٰفِلِیْنَ من اورا دوست نمیدارم که در جمال او زوالے و ذبولے بود وہم من اورا نمیخواہم که اورا وفائے وثباتے نباشد من اورا نمیجویم که با من نماند ہمت بلند از دید بود بر دو در بود بز وعے وبلوغے نمود وتحقیق کرد که ہمین است ماومن ومبرکے وازین بیشتر ره نباشد وازین بہتر آسوده ترملجاے و منجاے مفرے ومقصدے نیست فَلَمَّا رَاَی الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ اما در بود اتمام بود بود این بقیه را نقیه نیست اما از بود تا بود بود واز شہود تا وجود واز وجود تا وجودِ وجود وجود اگر فہم طلوع وافول نزول کند حصول در محل حلول در منزل باشد چون برین افول وطلوع ابراہیم علیه السلام مطلع شد بیشتر ره بر در الطریق نیافت بشلی نبود شبلی مگر آنکه ہم بعیاذت محبوب پناہ گفت لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّيْنَ در طلوع ہم مطلعے تجلی کرد ہر آئینه ہر حقے را حقیقتے باشد فَلَمَّا رَاَی الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ وہم وفہم را دخل نه مثال ونظیر را مساغ نه تخییل وتمثیل را گمان نه شیطان وملک بنی وولی را ره نه چه تدبیر تقیید وتمکن اقرار بعجز وانکسار ونکوس راس وانحصار اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ گفتار ہمین که تو توی چنانکه ہستی ہستی اعتقاد کنیم ہمین قدر که ہستی وچون ترا بصفت یاد کنیم چه گویم فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وجود را ہمین دانم که مشرک نام آرے از دید بود آمد واز بود بود بود رفت وازان ہم درگذشت تا بحرف حرف رسید اُنْزُ هٰلَكَ عما یوحدلك به الموحدون چنین اشارت داد حکیم ملحد را ازین که خبر داد الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی

وان لا تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثۃ۔ کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دایم الحزن والبکاء چوں دریافت او نا یافت شد از گریہ و اندوہ
واز آہ و ستوہ چہ کم آید فیض قدیم نسبت او نمی ہوا باشد کہ بمقابلہ چند ہزار ہزار
ہمچو دریائے محیط چہ گوئی آں ابلہ بی راہ وآں عالم جاہل وآں پیر طفل شیر خوارہ
وآں عارف ناداں وآں مرشد گمراہ وآں پیشوائے پس افتادہ را کہ گوید سیر
سلوک تمام شد زیرا چہ ہیچ نخواہد آمد ندانست کہ در قول گرگانی معنی بینے
ظاہرے صریحے است کہ او میگوید وھو بعید فی السلوک غیر واصل یعنی ہمہ
مقاصد رسید و ہمہ درجات اعلیٰ فائز گشت باایں ہمہ سیر سلوکش تمام نشد طلبش
از سر نہ رفت ہوسش کم نہ گشت چنانچہ گوئی مجنوں در طلب لیلی چنیں و چنیں
مقاسات و تعب کشید بعد اللتیا واللتی بہمہ مرادات رسید و ہمہ ہوا ہا و ہوس
راند باایں ہمہ عشقش تمام نہ شد طلبش کم نگشت و ہوس لیلی از سینہ نرفت اللّٰھم
انت فی عماء واحمد حبیبک فی دلہ حس و عقل و طبع و دل و روح ازینجہا
خبرے ندارد و ہیچ سبیلے شیٔ ہائی احساس نتواند کرد مگر روح اعظم کہ او را فیض
قدیم می خوانیم بسبب اتحادی کہ باوی تعالی دارد از بر شعور او ہر یکے بقدر نسبت
قربت و جنسیت نصیب و میراث گیرند و ہر یکے مدد محظوظ باشد حتی القالب
جل الملبس ایضا علم الیقین حکایت از دید است ایں علم بعد دید است جز ایں
در گفت و شنید است یثبت و ینفی عین الیقین عبارت از بود ست حق الیقین
عبارت از بود و ورائے ایں بیروں از گفت و شنود ہر آئینہ اشارتے نفرمود
فاما الحق فالقول فیہ ما قال رسول الحق صلی اللہ علیہ وسلم تفکروا
فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذاتہ ویحذرکم اللہ نفسہ ہمیں اشارت
کردہ است بزرگی بسکت جواب داد کہ مکون بسخن نمی ارزد و مکون در سخن نمی آید بریں موضوع اگر

عماء بمعنی ابر باریک

محمول کنیم قضیہ صادق باشد از انچہ این نظیر برفق این خبر است اذا ذکر اللہ فاسکتوا الحمد للہ رب العالمین

تمت رسالۃ استقامۃ الشریعۃ بطریق الحقیقۃ۔

رسالہ

در مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ عز اسمہ و کرامات اولیا

تصنیف

قدوۂ کاملان و سرخیل عارفاں حضرت

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل بدانکہ امام رضی اللہ عنہ در تصنیف خویش کہ آں فقہ اکبر است
مسئلہ رویت را صریح ذکر نہ کردہ است و امام فخر الاسلام بزدوی در تصنیف خویش
در بزدوی فرمودہ کہ مسائلے ازاں اصحاب مروی است ازیں اصحاب اصحاب امام اعظم امامؒ
ابو یوسف و امام محمدؒ مراد است دلیل کند کہ فردا امنّا وصدّقنا خدا تعالیٰ
را مومناں بچشم سر خواہند دید ایں گفتار دلیل کند بریں کہ مومناں خدای تعالی را
خواہند دید بہ بصر و ایں مسئلہ را زیدیہ و معتزلہ منکر اند و قوم دیگر ہم و برلے
اثبات ایں مسئلہ را ہیچ یکے از علما ثلثہ و لیلے معقول نہ گفتہ و تمسک با حدیث
و گفتار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین و سلف صالح نکردہ اند و ہر کہ اینجا معقو
سخنے کردہ است ایشاں او را مبتدع می نامند و اگر احادیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم را و گفتار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین بیارم کلام مطول گردد قریب جلدے
شود اگر ترا مطلوب باشد در کتاب احادیث ببیں صریحاً مسطور است و در کتاب
سیر دریں آیۃ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار میگوید لا تدرکہ
الابصار ای فی الدنیا و آنچہ در معقولات ما خواندہ ایم و گفتہ ایم در صحائف و طوالع
و مطالع اگر بنویسیم ہمانا کہ بدعت باشد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً نگفتہ
ہمیں خبر دادہ کذلک الصحابۃ والتابعون و تبع التابعین ما چیزے ما از جنس معقول

بہ بصر ببینند

خبرے

بگوئیم تا اسکات اہل ضلال زیدیہ و اہل اعتزال میسّر آید بسیار رہ عوام زدہ اند و بعضے فقہا ہم کہ نام ایشان نمی ستانیم کہ تو ایشان را معتقدی اما اجماع ایشانست کہ رویت ور دنیا نباشد زیراچہ رویت اجل النعم است و دنیا اخس الاشیار آنکہ اجل نعم بودہ باشد چہ نسبت کہ دراخس باشد اما در عوارف است کہ صاحب او شیخ الشیوخ ست و مرشد طائفہ صوفیان ست فرمودہ است الدنیا ملح یسیر فی الدنیا خیر شیخ رحمتہ اللہ گفت ور دنیا ملح یسیر است از کثیر کہ مانع است الغرض باز گردم بر سخن کہ ما را سخن معقول با زیدیہ و اہل اعتزال می باید گفت بدانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ذات خود را خود می بیند پس دیدن ذات او امر ممکنے باشد و برائے امر ممکن مخبر صادق خبر داد کہ او بہتر و مہتر بہ انبیا است و ما اعتقاد کردیم و اگر بر گفتۂ او اعتقاد نکنی کافر گردی و ملحد و بے دین باشی این سخن معقول صرفے است جملہ این طائفہ بگویند اما مردمان این گویند کہ این چشم حدقہ و پیغولہ دارد کہ عکس ہر چیزے در وظاہر گردد این را رویت می نامند و این را با خداوند تعالیٰ چہ نسبت محمد یوسف الحسینی میگوید آفتاب را کہ تو می بینی چشم تو فیض از نور آفتاب میگیرد و بدان فیض چشم تو آفتاب را می بیند کذلک بندہ را اگر خدا تعالیٰ بر نور رحمت خاص کند فیضے از نور قدسی و صبوحی یابد ازین چشم بدین نور او را بیند پس این چشم ندید او را نور او را دید پس این سخن راست آید کا یری اللہ غیر اللہ اینجا سخن بسیار است بطرق مختلفہ انشاء اللہ تعالیٰ اثبات آن خواہم کرد اینجا گویند او را دید چشم بندہ چہ دید بدانکہ بر آبے صاف آفتاب تافت عکس آفتاب در آب پیدا آمد دیوارے صفائی ندارد مکدر و ظلمانی کہ قابل انعکاس نیست چون مقابل آن آب کہ درو عکس آفتاب ظاہر شدہ است افتد عکس عکس در وظاہر شود اگر این دیوار گوید من آفتاب را دیدہ ام راست گفتہ باشد در حس ظاہر حس غلط باشد

اما در عکس غلط نیست اینکہ مرید توجہ دل پیر میکند برایں موجب است دل پیر صاف
و شفاف عکس پذیر شدہ است فیضے از نور رسول صلی اللہ و آلہ و سلم گرفتہ است
دل ایں مرید کہ دل خود را محاذی دل پیر داشتہ بتصور وقتے باشد کہ بینہما محاذاتے
درست افتد برابر عکس بر دلِ پیر ظاہر شدہ است عکس آں بر دل مرید ظاہر گردد
ہمچوں دیوارے بود چوں مقابلِ آں صاف شد ہر چہ او محظوظ بود ہم ایں بداں
محظوظ شد معتزلہ گویند براے رویت را قرب قریب نباید و بعد بعید نہ وایں صفت
اجسام است ایں معتزلہ کہ ایشاں را مخانیث الحکما گویند نہ بر مذہب یونانیاں
بر عقلِ صرف میروند و نہ بر تقلید کتاب وسنت ہر آئینہ مخانیث باشند جواب ایں
سخن کہ ایشاں گفتہ اند عنقریب گفتہ آید۔ از محققاں ہمچنیں گویند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم را شب معراج رویت بود و اکثر فقہا برینند کہ رویۃ نبود تمسک بقول ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا میکند کہ او گفتہ من قال ان محمداً قد رای ربہ لیلۃ
المعراج فقد کذب علی رسول اللّٰہ وایں قصہ برایں جملہ است کہ عائشہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید کہ ھل رایت ربك لیلۃ المعراج قال لا و ابوبکر
پرسید او را جواب داد کہ نعم توفیق بین الکلامین ایں باشد عائشہ رضہ عورت
است صغیر السن اگر با وے گوید کہ آرے دیدم او در تشبیہ و تجسم افتد ضرورت
شد کہ با وے گوید کہ لا و اما ابوبکرؓ عارف است خداے را بصفاتہ و نعوتہ شناختہ
است با وے ضرورت گوید نعم یعنی آرے دیدم اینجا گویند کہ بین الکلامین
نسبت کذب میشود گویم با عائشہ گفت لا یعنی رویت بود و ادراک نہ بود چنانچہ در کتاب
اللہ است لا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ با ابوبکر گفت نعم آرے زیرا چہ او عارف است
در وہم تشبیہ و تجسم نخواہد افتاد و در لطائف قشیری است مفسراں گویند راے
جبرئیل و محققاں گویند راہ ای ربہ و ایں محققاں دیوانگان امت محمد صلی اللہ علیہ

سلم ہمچنیں گویند کہ یک نفس از دیدار او تعالیٰ محروم نہ ایم اکنوں با تو گوییم کہ در عوارف المعارف است کہ عقبیٰ او دنیا شود و دنیائے او عقبیٰ گردد اول او آخر شود و آخر او اول گردد چوں دنیا عقبیٰ شد ہرچہ در عقبیٰ باشد در دنیا باشد در تفسیر لطائف قشیریست در ایں آیۃ کہ قولہ عز من قایل اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شرح الصدر المذکور فی القرآن ما ھو فقال علیہ السلام نور یقذف فی القلب فقیل وما امارت ذلک النور یا رسول اللہ قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ استاد ابو القاسم سخن تفسیر تمام کرد پس آں ازاں خود میگوید النور الذی من قبل سبحانہ وتعالیٰ نور اللوائح بنجوم العلوم ثم نور اللوائح ببیان الفہم ثم نور الطوالع بزوائد الیقین ثم نور المکاشفۃ بتجلی الصفات ثم نور المشاہدۃ بظہور الصفات ثم انوار الصمدیۃ فعند ذلک لا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد ولا فصل ولا وصل بل هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

اللوامع

ای مسکین محمد یوسف حسینی کجا افتادہ ایں دریائیست کہ ایں را پایابی نیست ایں دریائے ست کہ او را ساحلے نیست چہ بیہودہ دست و پا میزنی محرم نداری مونسے نداری ہمکارے با تو نیست اقطع لسانک واکنف بیانک ترا بیندم خبریں سخن نیست کہ هیهات هیهات امض علی رسالک وآنانکہ تمسک بقول عائشہ رضی اللہ عنہا کنند اینقدر ندانند کہ او صغیرۃ السن بود آں روزے کہ ایں آیت نازل شد قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا عائشہ گفت میان من وآں عورت یکجا در پردہ بود من نشنیدم خدا تعالیٰ شنید پس دانستم کہ چیزے باشد کہ ما نشنویم وندانیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ می شنود ومی داند وچگونہ گوید من دیدم

او امروز بدین ایماں می آرد غنائم آمده بود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنائم را
قسمت می کرد یک دامنی از آں عائشہ گفت کہ مرا بدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم در قسمت
انداخت عائشہ بار سول خدا گفت لوکنت نبیا لعاملتنی بما تعامل الانبیاء مع
نسائھم یعنی اگر تو پیغمبر می بودی با من آں معاملہ میکردی کہ انبیا با زنان خود کردند ابو بکر کہ
پدر اوست طپانچہ زد و گفت ھو النبی او پیغمبر است رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ او
را مزن کہ او خود داست اکنوں تو اندیشہ کن باوے چگونہ گوید کہ دیدم ای عزیز ہر کارے
کہ ہست جز اہل ایں کار ندانند ہمیں معراج بعضی گویند کہ بتن نبود بخواب بود ایشاں
معتزلاند مردے سنگے لعلے افتادہ یافت گماں برد کہ لعل بدخشاں است باعزاز و
اکرام تمام بر گرفت در بغل کرد بر مرد گوہر شناس آورد و گفت کہ چیزے کالائے نادر
آوردہ ام مقام خالی کن تا تر ا بنمایم او مقام خالی کرد ایں مرد از بغل کشید باعزاز و اکرام او را
نمود آں مرد را بر و شفقت آمد ایں سنگ است وجز پامال را نمیشاید و جز برائے
استنجا بکار نمی آید گفت ایں را نگاہ داریم تا خریدارے آید و ایں قدر مال تواند داد و او را
در صحبت خود داشت تا آنکہ آں مرد آبگینہ شناس شد باوے گفت کہ بادشاہ ایں چنیں
لعل می طلبد کہ تو داری اکنوں بیا تو ہم قیمت کن کہ چہ ارزد در صندوق کہ در جامہ ہائے
پیچیدہ داشتہ بود کشیدہ بدستش داد گفت ہاں اکنوں بہلے بکن کہ چند ہزار ارزد او
از دست انداخت و گفت ہیچ نمی ارزد ایں پر کالہ کلوخیست کہ ہیچ کار نمی آید گفت
آں روز مرا چرا نگفتی گفت تو مرا دستور نمیداشتی مرا شفقت آمد علم ایں آبگینہ آموختم۔

ای عزیز سر باسمہ سر است ہر کسے محرم قصہ نیست ۔ بیت

عشق بازی نہ کار ہر شبر نیست
عشق باز ندہ مرد پختہ تر نیست

شیخ عبد اللہ انصاری گوید عبد اللہ بیابانی عمرے بودہ در طلب آب زندگانی
رفت بر ابو الحسن خرقانی آنجا خورد آب زندگانی چنداں خورد کہ نہ او ماند و نہ خرقانی چگونہ

بود آئی وانی بسیاراں در شہر برہن آرزو تعلم عوارف کردند بایشاں گفتم اگر چیزے
ازاں عالم کہ شیخ اشارت خواہد کرد شمارا بداں مشاہدہ باشد اشیاء دیگر کہ آں مشاہدہ
شما نیست دراں تقلید کنید شما بکلی بیگانہ با شما اسرار چگویم۔ بیت

ہزاراں ستائش ہزاراں سپاس   کہ گوہر سپارد بگوہر شناس

سخن ہمانست کہ عبداللہ انصاری گفت آئی وانی

ومسئلہ دیگر مذہب اہل سنت وجماعت است کہ انبیاء رسل فاضل اند از
ملائکہ مقرب معتزلہ ومولانا فخر الدین رازی برعکس ایں گویند ہر طائفہ بدلیل متعلق
اند اگر در اثبات ونفی آں مشغول شویم کتاب دراز گردد وچنداں نفع نہ باشد و
سخنے مختصر گفتہ آمد کہ خواص بشر فاضل است بر عامہ ملک گفتہ اند شبہا صہیب و
سلمان وہلال وبلال بدر ابوبکر وعمر می آمدند کہ ایشاں افضل صحابہ اند در میزدند ومیگفتند
تعالوا نومن ساعۃ ایں سخن برایشاں مشکل شد بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و
گفتند السنا مومنین یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انتم
المومنین ورب الکعبۃ یعنی بخدائے کعبہ کہ شما مومنانید ایشاں گفتند کہ ایں
چیست کہ ایشاں می آیند بر در ما ومیگویند تعالوا نومن ساعۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود ازیں ایمان ایمان دیگر مراد میدارند وگفت کہ آں ایمان کدام ایمان
است وچہ معنی دارد ازینجا معلوم شود کہ ایمان مراتب ودرجات دارد رسول فرمود
ما فضل ابی بکر بکثرۃ الصلوۃ والصوم ولیکن شی وقر فی قلبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حارثہ راگفت کیف اصبحت یا حارثہ حارثہ گفت
اصبحت مومنا حقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود فلتنظر فیما ذا تقول ان
لکل حق فما حقیقۃ ایمانک حارثہ گفت اسہرت بلیالی واظمات نہاری
فکانی انظر الی عرش ربی بارزا گفت شبہا بیدار بودم وروزہا روزہ داشتم

ایں زماں ایں چنیں چنانستے کہ عرش خدای تعالی را آشکارا می بنیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم کارے بصواب کردہ پس ہمیں را لازم گیر اینجا مشائخ ہر یکے چیزے گفتہ اند شبلی میگوید مسکین حارثہ نظرش از عرش در نگذشت شیخ روزبہان شیرازی میگوید یا حارثۃ اصبت للسلوک فالزم علی ھذہ السلوک حتی تصل الی مقصودک محمد یوسف حسینی گفت کہ حارثہ ادب نگہداشت نگفت انظر الی ربی و مرادش ہماں بود معتاد میاں مردم ہمیں است کہ گویند پیش تخت پادشاہ شدہ است ونگویند کہ پیش سلطان شدہ است مراد ہماں باشد وگویند رایات اعلا آمد مقصود ہماں است کہ بادشاہ آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم بصواب رسیدی وادب نگہداشتی وہم چنیں ہیں وادب نگہدار وہمیں می باش سر افاش مکن شیخ ابوبکر کلابادی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آں طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند لا حول ولا قوۃ کجا افتادہ ام بیت

سخن کوتاہ کن گیسو درازا	چو میدانی کہ محرم در جہاں نیست
کناساں را بخش مشک وعنبر	بر خوک مبند زر و زیور

مسئلہ دیگر کرامات اولیا حق است وبود و باشد وہست انشاء اللہ تعالی پس ایں کلام گفتہ آید کرامات عبارت از خارق عادت مستمرہ است نہ اثبات محال مثلا عادت مستمرہ اینست میوہ تابستاں ہم در تابستاں باید و میوہ زمستاں در زمستاں و خارق عادت ایں است کہ میوہ زمستاں در تابستاں و میوہ تابستاں در زمستاں و دیگر آب بطبیعت مغرق است خصوص شئی ثقیل را کرامت اینست کہ بسبب خارق عادت یکے پای بر آب نہد چنانکہ یکے بر سنگے ویا بر زمین خشکے پایے نہد و بگذرد او ہمچناں بکام خود رود و ہوا پریدن مخصوص بہ طیور است انسان

چنانچہ پرندہ میپرد ہمچناں پرد ایں را دو صورت است یا در ہوا ایستادہ میرود یا
چنانچہ کبوتر و زاغ میپرد ہمچناں بپرد و دیگر کہ چند روز و چند ماہ پی سیر تواں کرد
یکے بیک ساعت لطیف آں زمیں را پی سیر کند و دیگر حافظے قران را در روز
و شب ختم می کند یا در نیم شب و کرامت اینست کہ در یکروز چند ختم میکند
از اطی حروف میگویند و دیگرے خبر از امر غیب میدہد کہ چنیں شد یا خواہد شد
در واقع ہمچناں باشد شیر درندہ است و مار گزندہ است او را اندر دو مار نگزد مثل
ایں حکایتہا خواجہ ابراہیم خواص را بسیار بودہ است و در کتب سلوک نوشتہ اند
خواجہ من قدس سرہ با قاضی شہ بالمی کہ یار بزرگ خدمت شیخ بود می فرمود کہ ہیں
ساعتے کہ تو نشستی خضر خاست و تو نشستی و یارے را فرمود ہر کہ صلوۃ الخضر را ملازمت
کند البتہ با خضر ملاقات شود چہار روز گذارد صلوۃ الخضر را با خضر ملاقات کرد حکایت
کرامات اولیا چگویم بسیار است ایں تحمل آں نتواند کرد ابدال و اوتاد سیر طیر دارند
کرامتہا دارند من ایشاں را دیدم الغرض کرامتہای اولیا را انکار نہ کنی انکار کرامت
متضمن انکار قدرت باریست تعالی۔

سخن تغر دیگر خلاف است میاں اہل تصوف ولی خود را بداند من ولیم یا نہ
قومے گفتہ کہ ولی خود را نداند کہ من ولیم زیراچہ آں موجب عجب و خودبینی باشد و آں
مرد مردود شود اما من میگویم ایں ولی است متعبد و صالح واز ہوائے پریشاں بکلی باز
آمدہ با ایمان میرود فرداً آمنا صدقنا او را مرتبہ اولیا بدہند اما ولی کہ ولایتے باو
دادہ اند وحل و عقد آں ولایت بدست او کردہ اند ممکن باشد قابل باشد کہ
او بداند کہ من ولیم در نقش خاتم امام زین العابدین بود انا ولی اللہ ایں زین العابدین
از دوازدہ امام است رضی اللہ تعالی عنہ کہ ایشاں را ہمہ معصوم خوانند ابوسعید
ابو الخیر رحمہ اللہ علیہ بحکم مسافرت خواست در شہری در آید بر در آں شہر دیوانہ

نشستہ دید باشراق باطن بشناخت کہ این شہر در ولایت این دیوانہ است ابوسعید باوے گفت خواجہ باجازت شما در ولایت شما درآیم و نظارہ کنم دیوانہ فرمود بوسعید ادرآئی بشرطیکہ در ولایت ما خیانت نکنی بوسعید راگذر در بازار افتاد ظالمے بر مسکینے ظلم میکرد بوسعید خاطر داشت تا ظلم او دفع شود ابوسعید اورد کہ شرط این بود کہ تصرفے وخیانتے نکنم بوسعید آمد کہ آن دیوانہ عذر خواہد مجرد دیکہ آن دیوانہ ابوسعید رادید فرمود ابوسعید ادانم کہ در ملک ما خیانت کردہ بوسعید گفت خواجہ بخشندہ باشد گفت نہ بخشم بر جانت زنم یا بر ایمانت ابوسعید لرزید گوفت ایمان راز بہر جان را نود انی بارا سہ روز فرصت دہ گفت فرصت دادم بوسعید سہ روز در مراقبہ بود سیوم روز إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ را بر وجود خویش فرو خواند اکنون تو چہ میگوئی این خود را می داند کہ من ویسم یا نہ اگر این و امثال این می نویسم جلد مستغرق شود وہم تمام نشود۔

معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ منکر کرامت اولیا اند معلوم می شود کہ ہیچ کس میان ایشان ولی نبود و نخواہد بود و معتزلہ میگوید بندہ خالق افعال خویش است اکنون تو فکر کن کہ این شرک جلی ہست یا نہ اہل سنت وجماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین می فرمایند ہو تعالیٰ خالق لافعال العباد کما ھو خالق اعیانھم اینجا گویند افعال عباد را خود بیافرید ثواب وعتاب آن چہ معنی دارد محققان گویند ہر کہ او را برائے دوزخ آفریدہ است در مظہر او افعال دوزخیان آفریند کذلک آنرا کہ برائے بہشت آفریدہ است اینجا سخنے بمنوسانم تو بامعان فکر کن این اشکال درآن حل میشود در مصابیح است کہ موسیٰ صلوات اللہ علیہم باآدم علیہ السلام گفت کہ دانہ گندم خوردی ہمہ را از بہشت بیرون کردی آدم علیہ السلام گفت تو در توریت خواندہ پیش ازانکہ مرا بیافرید چند سال این نوشتہ بود وَعَصىٰ

اٰدمُ وَرَبَّهٗ فَحَوٰی موسیٰ علیہ السلام گفت بچہار ہزار سال آدم علیہ السلام گفت
مرا ملامت میکنی بکارے کہ پیش ازاں کہ مرا آفریدہ بچہار ہزار سال تقدیر کردہ بود
من تو انم اینچہ او تقدیر کردہ باشد غیر آں کنم فحج اٰدمُ علی موسیٰ آدمؑ بر موسیٰؑ غالب
آمد موسیٰ علیہ السلام ملزم شد عمر رضی اللہ عنہ گفت انتبرءُ بالعمل ونتکل علی
ماقدر لنا فقال لا وکل میسر لما خلق لہ فقرأ وَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ
صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی بالا نوشتہ ام این ہر دو آیت ہمبراں مرتب می شود تا دانی از من
پرسید علیٰ ہذا امر معروف و نہی از منکر بیکار باشد وذلک ایضا من تقدیر الرب
سبحانہ وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید ند ھل یرد الدواء القضاء
فقال لا فقال ذلک من تقدیر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در
مرض موت ہرچند او بوحی دانستہ بود کہ عمر من بآخر رسیدہ است تا آنکہ در حجۃ الوداع
فرمود لعلی خذوا عنی مناسککم لعلی لم احج بعد عامی ھذا و در احیای علوم
است کہ در اثنای تذکر گفت کہ انی اری قد اقترب الاجل فبکا و بکوا
خود گریست و صحابہ ہم گریستند سبب آں پرسید ند کہ اگر اتفاق تقدیرا فتد چنیں
ترا کہ شوید گفت آنکہ افضل شما ست و بمن نزدیک تر است گفتند و آں کیست
گفت علی رضی اللہ عنہ الغرض این و امثال این بسیار است وہم در مرض موت
عزرائیل آمد گفت مرا فرمان است اگر تو فرمائی در تو تصرف کنم گفت باش تا جبرئیل بیاید
جبرئیل آمد باوی گفت کہ عزرائیل میگوید اگر تو میگوئی در تو تصرف کنم جبرئیل گفت ان ربک
لیشتاق الیک خدائے تو مشتاق تست یعنی آں رفیق را اختیار کن بعد ازاں
رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت الرفیق الاعلی والحبیب الاولی عائشہ گوید بعد ازاں کہ
این سخن شنیدم دانستم کہ رفتن اختیار کرد والمقصود گفتہ اند مات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقد ر الدواء یعلی یعنے باین ہمہ کہ یقین داشت ویگ دار

میچو شید حکمت را وعمل ظاہر را ترک نیاورد نشاید کسے را آنچہ حکمتست آں ترک آورد سنت پیغمبر نیست اکنوں بداں کہ بایں ہمہ کہ معلوم شد کہ او خالق افعال العباد است کما ہو خالق اعیانہم امر بمعروف ونہی از منکر بیکار نہ باشد قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ اَوَ لَمْ یَرَ الاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ - عجب کاریست کہ خود بیا فرید واو را خصیم خود ساز د بعد ازاں ازو کلمہ کند - ای عزیز غوری غائر است فہم من وتو اینجا نرسد فرید عطار گوید بلیت

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا · در خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات · فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کہ ای الٰہ · دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

سالہا باشد کہ ایں بیت ور دوقت ماست بلیت

عجب این است کہ من واصل و سرگردانم · عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست

متشابہات کہ در کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواندہٗ واز مفسراں ومحدثاں کہ شنیدہٗ کہ معانی آں پیش عند اللہ است بر بشرے کشف نیست سریست میاں خدا و رسول خدا بلکہ گفتہ اند متشابہاتے کہ در قرآن ہست فردا بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کشف شود بیان آں من توانم کرد چنیں گو کشف مر العبود یت کفر کس باشد کہ بر ایں مطلع گردد او کشف کند کفر باشد وگفتہ اند کہ مہدی علیہ السلام بیاید متشابہات را بصورت شرع بیان کند باداے بعد ادائے فریضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بیائید ہمہ روے من بہ بینید ہمہ روے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدند مگر علی علیہ السلام ندید دوم روز علی علیہ الصلوٰۃ والسلام گفت بیائید ہمہ روے من بہ بینید - انتظار فرمان رسول صلی اللہ کردند رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود آنچہ علی رضی اللہ عنہ میگوید بروید بکنید روز

خوانم

دیگر ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ از رسول صلی اللہ وسلم باستکشاف آں در پوست
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود دوشینہ در حضرت بودم صورت قدوسی تجلی کرد مرا
درکنار گرفت و شپلید خنکی ولذتے یافتم کہ در تحریر و تقریر بیان نتواں کرد چوں بخویش
آمدم برائے امتاں خواستم کہ ازیں نصیب امتان من شود فرمان آمد چندیں ہزار
پیغامبراں بودہ اند درمیاں ہمہ ما نصیب تو کردیم و معتاد من ہست ہرچہ مرا
دہد برائے امتاں خواہم ابوبکر ترا بردم گفت من ایں را دریں نصیب نکردہ ایم
ہمچنیں عمر و عثمان و علی را بردم فرمان آمد ما ہمی ہیخواستم باز آں صورت تجلی کرد ازاں زیبا
ولطیف تر باپیرایہ بسیار علی را درکنار گرفت و سخت شپلید علی از خود رفت و
بیہوشانہ افتاد و باز اورا بقدرت خویش بدو داد من و علی یکجا شدیم و برائے
امتان خواستم فرمان آمد ہر نعمتے خاصہ کہ شمارا میدہم شما آنرا عام می کنید گفتم الٰہی فضل
ورحمت ترا نہایتے نیست فضحك الرب تعالی و فرمود ہر کہ فردا و پس فردا
بعد فجر بامداد دست شما بیند ازیں نصیب یابد من نبی بودم مقدم شدم علی متابع
من بود پس بیت

تو او نشوی ولیکن اجہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ایں حکایت را در مجمع الابدال نوشتہ دیدہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
برکمیاں ساختہ می شد حاتم بلیغ برکمیاں نوشت کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
برشما ساختہ می شود کاغذے بدست عورتے زالے داد و گفت کہ بہ تعجیل برو
وایں کاغذ بکمیاں دہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خبر کرد ابوبکر و عمر
را پس او دوانید ایشاں اورا تفحص کردند کاغذ را نیافتند رسول صلی اللہ علیہ و
سلم علی رضی اللہ عنہ را فرستاد زجر و توبیخ براں عورت کرد و گفت واللہ کہ خدا
و رسول او دروغ نگوید اے عورت آں کاغذ بدہ والا نہ بسزائے خود خواہی رسید

ما ہمی راخواہیم و ہیخواستیم

او از میان موئہاے خویش کاغذ برکشید و داد عمر گفت دعنی یا رسول اللہ
اضرب عنق ھذا المنافق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ما تدری لقد
اطلع اللہ علی اھل البدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم
نمیدانی عمر کہ خدای تعالی بر اہل بدر برحمت و فضل مطلع شد و گفت ہرچہ خوش آید بکنید
بتحقیق من شمارا آمرزیدم شخصی بخدمت شیخ نظام الدین محمد بدوانی می گریست
سبب گریہ او پرسید گفت خواجہ پدرے داشتم پریشان حال بود فوت شد نمیدانم
تا بروچہ شد شیخ فرمود وقتے بر ما آمدہ است گفت نہ گفت مارا دیدہ است
گفت نہ فرمود وقتے در غیاثپور ما آمدہ است گفت یکبار کارے داشت
برائے کار خود آمدہ بود خدمت شیخ فرمود غم مخور ہمیں قدر بسندہ است اورا لقیط
خالہ خواجہ ماپیش خواجہ می گریست موجب گریہ اش پرسید گفت از آتش دوزخ
می ترسم خواجہ فرمود ہرکہ دست بروبت ایں ضعیف نہادہ است فردا اورا
از آتش دوزخ نجات باشد۔

ای عزیز اگر مثل و مانند آں بنویسیم کہ مرا از اولیاء اللہ محقق شدہ است
مجلدات مستغرق شود مقصود این است کہ برائے الہیات منحصر نیست تا از
جد و جہد باز نمانی و طلب بر جا داری و عقیدہ مستحکم کنی گر بنکام مرا از ایشان گیرند
ور بدم مرا با ایشان بخشند بدانی کہ برایں طائفہ متشابہات مکشوف است
اما فرمان کشف نیست وہرکہ کشف کردہ است چنانکہ حلاج و قاضی کشتہ و سوختہ
شدند قال اللہ تعالی مِنہ اٰیٰتٌ مُّحکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الکِتٰبِ وَاُخَرُ
مُتَشٰبِھٰتٌ تا آخر آیۃ اگر ترجمہ آیۃ بنویسیم زیادتی باشد زیراچہ مفسران تفسیرے
نہ کردہ اند فَاَمَّا الَّذِینَ فِی قُلُوبِھِم زَیغٌ ایشان قومے اندکہ براسرار باری تعالی مطلع اند
من عند انفسھم ہرچہ خواستہ اند گفتہ اند اِبتِغَاءَ الفِتنَۃِ وَابتِغَاءَ تَاوِیلِہٖ ہمیں معنی دارد

وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وقف منزل میگویند اما محققان وَالرَّاسِخُونَ
فِي الْعِلْمِ را عطف میکنند بر إِلَّا اللهُ ومیگویند يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ
مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا این معنی بکشف و مشاهده است و بمشاهده دانسته اند و از و
شنیده اند كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا بعضے ازین محققان میگویند کلام این است قال
بعضهم الراسخ من طولع علی محل المراد من الخطاب لفظ
طولع گفته اند یعنی خداوند سبحانه وتعالی او را مراد خطاب اطلاع حال وہدنیست
پس ضرورت باشد والراسخون عطف گویند و آسطی رحمۃ اللہ علیہ میگوید
الراسخون هم الذين رسخوا بارواحهم في غيب الغيب
في سر السر فعرفهم باعرفهم وخاضوا في بحر العلم
بالفهم لطلب الزيادات فانكشف لهم من مدخور
الخزائن بين تحت كل حزب من الكلام من الفهم عجايب
للجاب و آنکہ میگویند عجائب للخطاب حروف الطبايع وخواص و
حقایق بیان کرده اند و اگر آنرا در کتاب آرم بر مردم فہم آن مشکل شود۔
جفرعا فیہ ازان سید جعفر صادق علیہ الصلاۃ والسلام است ویک
جفرے ازان ابو ولید سینا است گفتار آنرا از قبیل کشف اسرار باشد
فامساك اللسان وقبل اكرا مثال هذا اولى واهلا ونطقوا
بالحكم ارواح ایشان در عالم احدیۃ طیرانی اند وانچہ از عکس پرتو احدیۃ
اطلاع یافتہ اند آنرا غیب الغیوب نامند و سر السر خوانند زیرا چہ اللہ غیب
غیب الاطلاع علی خطیاتہ و حکمہ غیب الغیب باشد سر السر را ہمہ درین دایرہ
نقطہ بند و عرفہم اللہ خدا تعالی ایشان را شناسا گردانید وفہمے کہ عزیز ترین فہم
است کہ جز بانبیاے مرسل و اخص خواص الاولیا نہ بخشیدہ آن فہم ایشان

راانجشید چون بدین دولت رسیده اند ور دریای علم خوض کرده اند آشنا شده اندو غوطه ها خورده اند و جواهر هر جنس از قعر آن دریا بیرون کشیده اند ضرورت آمد که سخن ایشان محض حکمت گشت و مخ مراد شد۔ ای عزیز ترا باید که عمرے در طلب مجاہدہ و ریاضت باشی مگر فہمے ازین نصیب شود واللہ اعلم بالصواب۔

حدایق الانس

تصنیف

حضرت قدوۃ الواصلین الکاملین سید السادات

سید محمد حسینی گیسو دراز

رحمتہ اللہ علیہ رحمتہً واسعۃً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد وثنائے بیعد مر خالقے را کہ از جملہ مخلوقات نوع انسان را مخصوص
بہ تشریف عرفان ومختص بشرف وجدان گردانید وبا این ہمہ جز عجز وحرمان نصیب
این بیچارہ نکرد وہزار حجب درراہ وصول این وا ماندہ نہاد با آنکہ قرب قریب
بآیت نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اثبات کرد۔ شعر

واشد ما لاقيت من الم الهوى ۔۔۔ قرب الحبيب وما اليه وصول

كالعيش فى البيداء يقتلها الظما ۔۔۔ والماء فوق ظهورها محمول

تعالى عن كل عيب ونقصان وعن رجوع حال الى حال
وحدثات۔

ودرود معظم بر روضہ منظہر سرور اولیا بہتر مہتر انبیا سریر سلطنت سیمرغ
ربوبیت متمم دایرۂ نبوت سپہسالار روضۂ قدس حریم حرم انس مقرب
حضرت اعلا فکان قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ بیت

از احمد تا احد یکے نیست ۔۔۔ میمے بمیان حجاب معنی است

وبر آل او واصحاب او کہ خیر آل وبہترین اصحاب اند خصوصاً برگزیدہ
ترین جہانیان مقتدائے عالمیان مقرب حضرت ربوبیت انیس جلیس در

نبوت زبدۂ اولادِ رسول روشنی چشم بتول مکشوف باسرار و مغیبات محفوظ بتجلیات [قدس]
وکشوفات محی سنت رسول المنان السایر بسیرت سفیر الرحمن قدماً بعد قدم دما[م]
بعد دم الفایض بما حض بہہ خاتم النبین النطافریبا اوتی بہہ آخر خلفاء الراشدین [نارونی]
مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقت ترجمان الحقیقت ولی الرشاد المرشد
ارشاد اً ینفع یوم التناد ذوالجح والنجاح بو الفتح والفلاح استاد الشیوخ الاکابر الجامع
بین علم الباطن والظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین صدر الدنیا والدین
مقدم القوم والعقبیٰ العالم المربی الربانی الولی الاکبر الصادق محمد یوسف الحسینی
الملقب بگیسو دراز قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ اصطفاہ اللہ بقربہ وجوارہ
فی یوم الاثنین واصطنعہ لنفسہ وخلصہ عن مصاحبت اہل زمانہ واسکنہ
بحبوحت جنانہ بعد الفجر فی السادس عشر من ذی القعدہ سنتہ ثمانمایتہ وخمس
عشرین وقد عاش مایتہ وخمس سنین فی محبتہ وعبادتہ وبذل نفسہ فی طاعتہ
مجاہدتہ ہیہات فہیہات لم یات الزمان بمثلہ ان الزمان بمثلہ لغریب۔
قد غاب عنا الشامل لہ وراء المعارف المشتمل علی یواقیت الحقائق المفیض
لاہل الزمان فی کل وقت واوان۔ مصرع

الدہر نفجع بعد العین بالاثر

فاتخذ جوار رفیق الاعلی والحبیب الادنی وترکنا خاسرین خائبین علی
افاضتہ آثار محبتہ واصحابہ انوار لحظتہ فبقینا فی قوم لاعلم لہم ولا ادب ولا عمل
انہم فی طول الامل ولا علم لہم ولا ادب فہم فی تحصیل المکسب ولا عرفان لہم فی
المعاد ولا وجدان لہم فی الحقایق یا لیتنی قدمت قبلک حتی لا بصرت سواک
اللہم اجعلہ راضیاً عنا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا واعینا فی محبتہ ورضاہ واحشرنا
یوم القیمتہ فی زمرۃ خدامہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد چون این بیچاره در افتاده از آن نظارۂ جمال آن بے نظیر قطب فرید چند ورقے کہ شفاے دل علیل در جاے وصلت جمیل مسطور از ان درگاہ باجاہ مقرب آلہ در بیان معارف مرموزہ و حقایق مکنونہ کہ مسمی بہ حدایق الانس است کہ انیس خاطر حزین و دل غمگین این بیچارہ گشتہ مشتمل بر دہ حدیقہ:-

حدیقہ اول در بیان قول اہل تصوف النہایت الرجوع الی البدایت

حدیقہ دوم در بیان ارتباط اعضا با دل و متاثر شدن وے با عمال جوارح۔

حدیقہ سیوم در تجلی حق تعالی بر عامہ مخلوقات و دوری و نا مقدوری ایشان ازد

حدیقہ چہارم در بیان شریعت و طریقت و حقیقت و حق الحقیقت و حقیقت الحق۔

حدیقہ پنجم در بیان مجاز کہ عالم مجاز و عالم حقیقت چہ معنی دارد۔

حدیقہ ششم در بیان متعلق شدن باخلاق خدا و متصف بصفات او تعالی و تقدس۔

حدیقہ ہفتم در بیان نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے و در بیان وزن اعمال و چیزے از تمثلات۔

حدیقہ ہشتم در معنی نماز بجماعت و در بیان اسرار ارکان صلوۃ۔

حدیقہ نہم در بیان مراتب دل و اطوار او و چیزے از عدم خلقت قران۔

حدیقہ دہم در بیان کیفیت دل۔

کہ ہر حدیقہ از روضہ رضوان انس و حظیرۂ از حظائر قدس است نظارہ کرد و آن را فہرستے بنو دخواست تا آنرا فہرستے کند و دو حدیقہ دیگر کہ بعد اتمام این نوبسا نیدہ بودند یکے در بیان ازلیت و ابدیت محبت حق و اختیار کردن عاقل محبت را دوم اختیار کردن طالب راہ ارادت و طلب تجلی در سلک این مجموعہ منسلک گرداند تا تضییع آن لازم نیاید و ہدیہ بقدر مہدی در درگاہ تقرب و ہادی باشد۔

حدیقه اول از مقالات اهل تصوف که

النهایت الرجوع الی البدایت

این کلام محتمل بچند معنی است۔ یکے این است که در عوارف گفته
است آنکه او بنهایت رسد کار او اینست آنچه در بدایت کرده بود از تعبدے
و از تکشفے و از تحلی و تخلی تقشفی و از تجلیی و تخلق هم بدان باز گردد۔ و همین سخن من از
خواجه خود شنیدم و همچنین میفرمود که خواجه هم نقل از عوارف میفرمود گمانم برین است
مگر اسنادهم بعوارف بود نیکو سخنے است این اما یک گفتاریست اینجا که نقطه
رجوع ازان باب است زیراچه رجوع این تقاضا کند که در وسط کار را ابتدا را گذاشته بود
چون بانتها رسید هم با بتدا باز گشت و این چنین نیست آنچه میکرد با بتدا تا آنکه بانتها رسد ملازم و دوام
آن بوده است تا آنکه بانتها رسید پس رجوع چه معنی دارد مگر آنکه این تحمل کند که
هم بر کار ابتد استقیم و مستدیم ماند گوی رجوع کرد یعنی با موجب آنکه او یکبار اول
باز نگردد که او را روزگار رسے دیگر پیش آمده یا این هم بازگشت یکبار اول باز نماند
همبدان مستقیم شد گوی رجوع کرد معنی دیگر در اول کار پیش از آنکه شروع در سلوک
کند در نفس او هوس و آرزوے و مشتهاے و مبتغاے بود چون در سلوک
شروع کند آن همه را از خود بدر کند چون بانتها رسد فعل او و عمل او از روے
ظاهر همه بدان باز گردد شخصے که از اول حال پیش از شروع در سرا و سری بود
چون بانتها رسید همان سری از سرا د سر بر کند چنانکه گفته اند که رخصت است
که سروران را سری در سر باشد و اگر اول حال هوس زنان و کنیزکان داشت
آخر حال همبدان رجوع کند۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بست و پنج ساله
بوده است که گرد عورت نگشته بود پس آن خدیجه رضی اللہ عنها را انکاح کرد تا او

زندہ بود زنے وکنیزکے جز او نبودہ است چون دولت قربت وعزت وصلت بکام رسید نہ حرم کرد تا آنکہ شبے بر ہر حرمے نہگان بارے رفت نہ در نہ ہشتاد ویکے شود وخداوند سبحانہ وتعالی در حق او این فرمود کہ ہر عورتے کہ نفس خود را بہ نبی اللہ بخشد بے نکاح وتعیین مہر نبی اللہ را روا باشد برحکم این آیت اِن وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ حکایت ہم ازین مسئلہ کردہ است۔ او اول حال معتزل بودہ است چون بکمال انتہا رسید در باب او این ہمہ شد۔ صوفی بود از زمینے کہ در آن زمین امساک مال وشح حال شہرت دار وخاصیت آن ولایت اینست بزرگے کہ در آن زمین بکمال انتہا رسید در نفس او این امساک واین طلب بود چندان مال جمع کرد کہ از لکھا گزشت فعلی ہذا مرد منتہی را این خاصیت باشد کہ رجوع او وبازگشت او بدان باشد کہ پیش از شروع در سلوک بود۔ اینجا متوہمے گمان برد کہ والعیاذ باللہ او از مواہب واز موارد الہیات باز ماند استغفر اللہ این میگویم کہ این اہوۃ او را دادہ بہ حرمان نیند از دو بہر ہوا سے کہ او مشغول باشد در عین تجلی وکشف بود نتوان گمان بردن کہ رسول علیہ السلام ہمہ شب بتقرب زنان مشغول بود چہ او از خدا محجوب محروم بودہ است۔ لا واللہ ہم در ان حالت ہم دران کار در عین تجلی وظہور ومقصود وعین عیان بودہ است بدانی کہ مرد عارف وسالک وہالک را ہر چہ الذے واشہے بود تجلی او در آن الذ واشہی اجلی واہی بود چہ دانم تو چہ فہم کنی آئی دانی ہمبرین قیاس با رسول اللہ کہ خیر الناس است عارفان ذکر را استخارہ واستناس است اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ فیما نحن فیہ قضیہ منعکس است اقل من کل قلیل حالت ایشانست ہمبرین

جملہ است کہ ما رایت شیئاً الا و رایت اللہ فیہ۔ ما رایت شیئا سالبہ کلی است الا و رایت اللہ موجبہ کلی است۔

و معنی دیگر ابتدا اسے وجود انسان اول ولادت اوست تا آنکہ او بالغ نشود بر وے تکلیفے نیست مرفوع القلم است بر وقلم جاری نیست چون بود سالک بانتہاے احوال و مقامات رسد آنچنان گردد کہ تکالیف از وبخیزد چنانچہ در اول حال بود چنانچہ سقطت عنہ کلفت التکالیف ہمچنان شود کہ گویند باوے اعمل ما شئت فانک معفو این مسئلہ در شرع برین معنی درست باشد کہ او را ذمہ تکالیف نماند کہ او درین معنی باشد کہ او در ذمہ تکلیف محو گشتہ است این سخن نازک است وہر کسے را بدین عمل استوار ندارند محل سخن مدعیان کاذب وہوا پرستان متنفس است بدین کلام ہذیانے گویند وہرچہ خوش آید کنند نعوذ باللہ من شر ہم ہر کہ این دعوی کند و برین رود کشتن او بہتر از کشتن صد کافر باشد این کسے است کہ او را بر نفس خود و بر اہل و بر مال خود این نتوان ساخت۔

معنی دیگر الرجوع الی البدایت این باشد مبدا و معاد او را یک گردد چون او بانتہا رسید ہمانچہ او در مبدا دید ہمانرا بمشاہدہ دید۔

معنی دیگر ہرچند کہ در اول حال بود و در وسط کار سلوک کرد و تجلیات و کشوفات نقد بذیل خرقہ او بر بستہ اند تا آنکہ او ہمچنین شد کہ بیشتر رہ نماند بانتہاے انتہا رسید در قعر دریا استاد پس آن چنان عاجز و متحیر و درماندہ دید چنانچہ در اول کار بود این سخن ایشانست۔ رباعی

ہرگز دل من ز علم محروم نشد
کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد
چون نیک نگہ کردم از روے خرد
معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد

وعطار نیز بدین گفتار اشارتے کردہ است ۔ بیت

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا ۔۔ در خاک عجز میفگند عقل انبیا

گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات ۔۔ فکرت کنند در صفت عزت خدا

آخر بعجز معترف آیند کالے آلہ ۔۔ دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

خواجہ ما میفرمودند کہ مردم رب را دانستہ اند اما ربوبیت را نشناختہ اند

این سخن بعید الغور دقیق الفہم است ۔

معنی دیگر سالکے سلوک کند ہر نفسے وہر دمے خود را داند کہ من از عالمے بعالمے واز جہانے بجہانے میروم چون کار بانتہا کشد خود را ہمانجا یابد کہ در ابتدائے کار بود مثل او بدان ماند چنانچہ خر وستور خراس ہر چند کہ رہ رفت و بوہم خود قدم زد تا با خود گمان برد کہ چند فرسنگ رفتہ باشم چون چشمش کشودہ ہمدران مقامے کہ ربیط طبیلہ بود ہمانجا ایستادہ یافت ۔

معنی دیگر شخصے باشد کہ او را کشوفات تجلیات متوالی است ساعتے ازان فرصت نیست تا آنکہ او بداند وراے این چیزے دیگر نیست تا آن کہ قایل بمطلق ومقید شود وباجمال وتفصیل گراید وجزی وکلی گوید او بمثال کلی طبعی است او را در خارج وجودے نیست او در ضمن جزئیات موجود است چنانچہ محی الدین ابن اعرابی وقاضی عین القضات وحکماے یونانیان وآنکہ متابعان ایشانند اگر مرشدے محققے متابع سنت رسول اللہ را بجقہ شناختہ مرید را آنجا رساند کہ جزیکے وجود باز از ہمہ وجودات نبیند ونشناسد وندانَد آنجا بصدق وحق گوید ھو ھو لا ھو الا ھو ۔ اے عرفاے روزگار اے منتہیات احراراے مشایخ کبار در سخن محمد یوسف حسینی بافکارے بسیار نظرے گمارید وبدانید کہ چہ گفتیم ۔ واگر این سخن بر صدق مقال استوار

نداریدفرداسے قیامت آمنا وصدقنا چنگ ایشان وامن من۔ والسلام

حدیقہ دوم

دربیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے با عمال جوارح

درخت را دربیخ آب دہند طراوت ونضارت آن در شاخ وبرگ وگل ومیوہ ظاہر گردد گل بشگفد خوشبوے شود ومیوہ پر گردد با مغز ومزہ باشد برگ تازہ شود وبراقتے دروے پیدا آید وشاخ درازو پر گردد وبیخ استوار تر شود واگر دربیخ درخت آتش اندازند یا خاکسترے گرم کہ در آتش میباشد حکم او برعکس آن باشد۔ بدان کہ در نوع انسان عکس این است چشم گوش و زبان ودست وپا اطراف دل اند ہر عملے کہ بدین اطراف کنند اثر آن در دل پیدا گردد واگر بزبان وگوش اعمال صالحہ آید سخن حق گوید وتلاوت کلام اللہ کند وبدعا وتسبیح گراید وگوش سخن حق شنود وآواز کلام اللہ وسخن عظمت واخبار حکمیہ بشنود وکذلک الصالحات الباقیات فی الطرفین وبدست تحریمہ بندد ومصحف کلام اللہ بدست گیرد ودر رکوع وسجود عمل دارد و رفتن بمسجد وخانہ کعبہ معین سازد وصدقہ دہد وبپاے در نماز قیام کند وبقوت پاے رکوع کند وہم ہمچنین سجود وبہ مشی پاے در مسجد رود وبرہ خانہ کعبہ رود وکذلک تعلم علم وکذلک الباقیات الصالحات فی الطرفین جمیعاً وہم ہمچنین چشم از خیر اشتے کہ بدو بنیتے دارد وتفکر در آیات وبدیدن قطع مجاورات بدان ماند کہ آبے ہنائے وشیرینے دربیخ درخت دہند در ونضارتے و طراوتے وصفائی ونورے وانجلاے کہ عکس پذیر وجودات ملکوتی ولاہوتی شود واین اثر آن اطراف بود کہ بہ بیخ رسید واگر بزبان دروغے گوید یا کفرے

گوید یا کلمه شرے گوید و دست در محلے نامشروعے انداز و در سرقه یا غصبے یا بمال غیرے بناحقے یا دست انجا انداز د که بزنا کشد و بلواطت برد و بپا بجاے رود بت بپرستد و می خورد و زنا کند و سوے سرقه رود و کذالک الباقیات والصغایر المنسوبته لهذه الاطراف بجملتها۔ این بدانکه آتشے یا گرم در زیر درخت انداز د چنانکه گفته ام که اطراف مردل راهمچنان اند که بیخ مر اطراف خود را تاریکی و کدورتے و غفلتے در دل طاری گردد تا کار بجاے کشد که آنچنان سیاه گون شود که به تیغال ماند والعیاذ بالله خوف آن باشد که عاقبت تا بچه کشد هان هان بهش باش یک اندیشه کن با خود این سخن را دست آموزه روزگار خود مساز که مومن هر فسقے که کند بدان کافر نشود و ایمانش باقی باشد آرے هم همچنین است تو میگوئی اما باندیش چه گفته ام خوف آنکه چون درخت را آب ندهند گل و برگ و شاخ و بیخ خشک گردد پس آن خشک شده باز گشت بتری و تازگی در حیز استحالت افتاد هیچ اندیشه می افتد که فاسق دو رو میدارد لوجهے طرف کفرے و بوجهے طرف ایمان۔ دو حلقه فرض کن یکے را حلقه ایمان نام نه دوم را حلقه کفر۔ در دائره ایمان جز صلوة و صوم و تلاوت و صدقه و سخن حق گفتن و شنیدن آنچه امثال اینست نباشد و در حلقه دوم آن که شرب خمر و زنا و لواطت و سرقه درین حلقه بیابند بجان و سر خود بگو که حلقه دوم که حلقه کفر است در و شرک باشد و کفر باشد و کذب باشد و خیانت باشد و سرقه و زنا باشد و لواطت باشد۔ هان وهان اکنون بدانکه مومن است ساکن دائره ایمان است والعیاذ بالله اگر او خواهد که سرقه کند زنائے لواطتے شرب خمرے و قول کذب را مباشر شود نه آنکه او را از دائره ایمان بیرون می باید آمد در دائره کفر در باید شد هیهات هیهات فهیهات باندیشه باشید بدانید که چه میگویم

ما ظهر باشید مگر آنکه دواعی پیش آمده باشد والسلام۔

حدیقهٔ سیوم

در تجلی حق تعالی بر عامهٔ مخلوقات و دوری و نامقدوری ایشان از قوله عز من قایل اَلَم تَرَ اِلیٰ رَبِّکَ کَیفَ مَدَّ الظِّلَّ

ویدی که این عروس حضرت از وراے پردهٔ ربوبیت چه چشمک زد هر طرفے مردم چشم دل کشاده پس آن صورت اعجاز نمود گفت کَیفَ مَدَّ الظِّلَّ درین نظاره نظرت کشوده هیچ فکرت دارد و درین نظاره هیچ دیده میشود هرگز ظل را بے آفتاب وجود نه و هر جا که آفتاب سایه نه ضرورت باشد که ابوالحسن رح نوری از دوری و نامقدوری این را بنالد و بوقت خویش شور انگیزی کند اگر اوست من نه ام و اگر منم او نیست هیهات فهیهات سنائی خودستائی میکند و دران نمودار خودنمائی میسازد۔ **بیت**

بے منت او تا ثنائی با من است ‌ ‌ ‌ یا ثنای زین قبل درمانده ام

نه آنکه از قابلیت حظوظ بدر میبرد آنکه ترا چه و از و چه نصیب۔ موسی علیه السلام چه گفت اَرِنی اَنظُر اِلَیکَ تازیانهٔ سرزنش بر سر وجود او زده اند چه گفته اند لَن تَرانی تو نمی بینی بر نسبت وجود او که سد راه شهود او بود لمحهٔ بلک وَلٰکِنِ انظُر و آن کوه وجود را شنیدی چه شد که سد راه تجلی او بوده جَعَلَهُ دَکًّا اولیت نابود گشت موسیٰ علیه السلام را چه پیش افتاد وَخَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا این بیهوشی و مدهوشی نبود این نابودگی اوست بے خویشی بود چون بخویش آمد هر آئینه عدم امکان وصول دید گفت فصلے وصلے نیست فقدے وجدے نه یک سر رشته طرفے مبدا طرفے معاد هر دو سر را با هم گرفته اند یکے در یکے محو و لاحول و لاقوة

الا باللہ۔ بیت

سخن کوتاہ کن گیسو درازا　　کجا تو این سخن ہیہات ہیہات

جاء موسیٰ بلا موسیٰ فلم یبق موسیٰ شیٔ من موسیٰ۔ حکما گفتہ اند الواحد لایصدر منہ الا الواحد محمد حسینی تو چہ میگوئی میگویم یکے اندر ہمان یکے وید ی خرقانی چہ پردہ دری میکند از وحدت پیرہن وجود دو پارہ میکند سینہ کشادہ دو مینماید چہ باشد انا اقل من ربی بسنیتین انا را بدست حقیقت بکار و تحقیق دور احاک کن اقل را یابی اندک انداز پاک شوی من ربی تعدیہ است بسنیتیں بالجمع وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ نہ آنکہ ہم دریکے رفتہ اند لمح بالبصر جزو ہمے نماند اگر این چنین نیست آدم علیہ السلام از کجا صورت نمود و حوا کدام لون بر آمد تلون و تکون از آبے و گلے خاست تفصیل باجمال پیوست مقید با مطلق یکے شد غوک از دریا است ہم بدریا پیوست اگر خواہد از دریا خبرے دہد سر از آن غرقاب بیرون باید کشید فریاد او کہ میشنود او کرا می شنواند و اگر در غرقاب اوست او خود دران غرقاب غرق است زہے گرداب حیرت لابد لہ ولا سبیل الیہ۔

الحمد للہ علے اننی　　کضفدع یسکن فی الیم

ان ھی فاھت ملیت مالھا　　وان سکتت مانت من الغم

ماہی را پرسیدند از کجای در چہ حیات تو بچیست باز گشت تو بکدام ماہی چہ گوید از آب رستہ ام در آب میباشم و آب آشامم و مرجع من ہم آب باشد و بے عجب کارے حوا با آدم باز میگردد و آدم بحوا یکے میشود۔ بیت

گاہ من او باشم و او من گہے　　بوالعجب کارے و بس طرفہ رہے

او من نہ من او نہ و او دمنی در میباز و نعوذ باللہ انہ الان کما

کان ویکون کما کان فکن الان کما کنت وتکون واللہ اعلم۔
اے عزیز جہد کن کہ مردمان از حجرۂ تقلید بدر آیند بصحراے حقیقت وحقیقت حق رسند تقلید چیزے باخیر بابرکت است تقلید چیزے با استقامت و قامت است تقلید چیزے باترس وبابیم است تقلید چیزے باذوق وشوق است تقلید چیزے باروح وراحت است تقلید چیزے باورد وباورمان است تقلید چیزے باسوز وساز است نعرہ وشور صوفیان است وطامات ترہات ایشان ومناجات اہل خلوت وناز ونیاز ایشان ومردمان کہ بادیہ گرفتہ اند کہوف وغارات رامسکن وماویٰ ساختہ اند این ہمہ درمقام تقلید است وہزار درہزار نفرا چون جہد کنند کہ ازخانقاہ تقلید بشہر تحقیق آیند اگر یکے بہ تحقیق آید باقی ہمہ درالحاد وزندقہ واباحت گرفتار گردند فایاك وایاہ فایاك وایاہ۔ تو خزانۂ دل طالب راجواہر وزواہر عبادات واذکار ومناجات مالامال کن منہم یکیے باشد کہ عروس حقیقت بروے تجلی کند وپیرایہ شریعت وطریقت رابرخود گرفتہ باشد اکنون این آن کسے است کہ از ہزار درہزار بہ تحقیق رسیدہ باقی ہمہ دربند خودی وخودرائی گرفتار گشتہ اند والحاد واباحت وزندقہ مائۂ خود ساختہ اند فایاك وایاہ فایاك وایاہ واللہ اعلم

حدیقہ چہارم

دربیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقۃ الحق

شریعت عبارت ازگفت انسان کامل است۔ طریقت عبارت از کرد انسان کامل است۔ حق الحقیقت عبارت ازبود انسان کامل است۔ حقیقت الحق عبارت ازبود ونابود انسان کامل است۔ مثلاً انسان کامل سخن

گفت وآن سخن متضمن چه بود یعنی هرکه این چنین کند او بدولت دید رسید آنچه
گفته بود کرده شد و بدین کردگر دیراسے دریافت سعادت دید بود رسید این
سخن عبارت هم ازین باشد التصوف علم وعمل وموهبة گفت برائے
این دید راعلم شد آن کار کرد کرده شد بدان دولت رسید مواهبت شد پس
آن خود را مربوط بشر یکست شد که یافت چنانکه ابویزید گوید غصت فی بحر الاعمال
فوجدت نفسی مربوطة بزنانیر فقطعتها فاذا انا هو چون دید
خود را گرفتار شرک دید بود گرانید آنگه چه گفت فاذا انا هو. این بود که او نبود این
دم شد و همیشه درمیان بود و بود هم نابود گفت خود او هم بود. از بودنا بود سخن میخواهم
گفت اما این معنی مشاهده ما شد مردم سخن حقیقت بشنود ریش را شانه کنند و بال آن
بر و نهاده در صدر محافل ومجالس بنشینند و این کلمات بگویند و راستا و چپا به بینند
و سرے بجنبانند والناس یظنون بهم ظنونا وایشان بدین خوش وقت
گردند. در حضرت ذوالنون از قعر این دریا مردم سخنے میگفتند ذوالنون مانع آمد
گفت چه گویند که مردمان هواپرست بشنوند و آنرا دست موزه صدارت خویش
سازند که مائیم این دانیم وگوئیم هرکسے کجا بدین رسد حاصل کلام این بوده که نحن ذلک
نحن ذاک لاحول ولاقوة الا بالله به آن بود که ازین جنس سخن نگویم دیدم مردمان
را من نمیگویم اسم فلان بن فلان از من این کلمات شنود همدرین ولایت
آمد وخود را برین بربست مردمان بر وگمانها برده اند وندانستند این چنین محقق
دگر نباشد فایها الحسینی اقطع لسانك واختصر بیانك والسلام

حدیقۂ پنجم

دربیان مجاز که عالم مجاز و عالم حقیقت چه معنی دارد

این عالم مجاز است و ورائے این عالم حقیقت. مجاز مجو نست یعنی محل

جواز حقیقت و دوم محل گذشت تن رفتن جاے قرارگاہ نیست آنکہ گویند مجاز
محل جواز حقیقت مجاز را با حقیقت علاقے باید تا از مجاز عنایتے حقیقت توان
کرد مثلاً گوئیم زیدؒ اسدؒ در زید شجاعتے باید کہ از حقیقت اسد است تا زیدؒ اسدؒ گفتن
درست آید چون این عالم را عالم مجاز گفتن و راے این عالم حقیقت را داشتن
پس ازان حقیقت درین مجاز لمحہ پر توے عکس رشحہ باید و اگرنہ مجاز گفتن درست
نباید ہان وہان فکرتے گمار کہ درین جہان از عالم قدس پر توے و عکس تمام تر و
روشن تر پیدا است اگر تو رہ آن کارگیری پس آن روی روزے ازان عکس
و ازان رشحہ پر تو افتد ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہمین نشان میدہد
خلق ادم علی صورت الرحمٰن بیانے آسان تر میکند۔ رسول اللہ
میفرماید رایت ربی لیلتہ المعراج فی احسن صورت خبرے ازین
عالم میدہد صورتے مجلی مصفا منور قابل انعکاس سبحانہ و تعالی آفرید و حسن و جمال
قدسی بر صفت انعکاس بروے تافت رسول اللہ در آن آئینہ عین او را مشاہدہ
کرد بصورت فرمود رایت ربی فی احسن صورت و آنکہ گفت فوضع
کفیہ علی کتفی نوجدت برد ھا فی قلبی آن کف کہ معکس دستے
کہ او را قبضے و بسطے و اصبعے و قبضہ بودنیست او حکایت میکرد کلتا یدیہ
یمین الصدقۃ او لاتقع فی کف الرحمن این بدغیب در غیب است
این عین در عین نیست و انکہ گویند مجاز بمعنی درگذشتن است جاز عنہ اے تجاوز
عنہ اشارت برین میکند تا از علین بعکس قرار برنگیری و البتہ درگذشتن شرط کار
است انہ سبحانہ ورا رکل ورا مفہوم و اصلان حقیقت است آنجا این حدیث
درست تر لا فصل و لا وصل و لا قرب و لا بعد و لا فقد و لا
وجد والسلام

حدیقهٔ ششم

در بیان متخلق شدن باخلاق خدا و متصف بصفات او تعالی و تقدس

خواجه من قدس سره العزیز حکایت میفرمودند خدمت خواجه قطب الدین بختیار اوشی قدس الله سره العزیز سماع می شنیدند در اثنای رقص قاضی حمید الدین ناگوری پای شیخ افتادے شیخ اشارت بخادم کردے خادم سر بر کردے - بنده خدمت خواجه عرضه پیوست که چه سر بود قاضی پای افتاد خواجه خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے خواجه در حال این مصراع بر زبان راند - مصرع

اینجا نرسد زورق هر سودائی

دانستم هر جنس مردم که نشسته اند هر کسے محرومیت این ندارت ضرورت خواجه اغماز فرمودند تا دانے از میان مردم این سخن گفت که خبرے نداشته اند خواجه بگفت آن نادان التفاتے نکرد ساعتے طریقه مراقبه تاملے فرمود پس آن درویشے بزرگے پرسید همیں لفظ من باز گردانید که چه سر بود قاضی پاے افتاد و شیخ خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے آن بزرگے جواب فرمود شیخ قطب الدین در مقام کبریا بود - این سخن اشکال گونه دارد چه باشد اگر محدث خوانی مخلوق گوی متصف بصفات باقی دائم شود گویند رسول الله صلی الله علیه وسلم فرموده است که تخلقوا باخلاق الله واتصفوا بصفات الله میان آن صفت یکے متکبر است چو سالکے متجلی بصفت تکبر شود هر آئینه کبریا بر سر او بر او رواین چه باشد که متصف بصفات شود گویند آهن سرد است و سیاه است در آتش افتد سرخ شود و گرم شود عین آتش نماید اینجا چه گویند

نارٌ وصفاً حدیدٌ ذاتاً کار بجائے کشد تا ز ذاتاً حدیدٌ وصفاً
شود این سخن چہ معنی دارد آہن را ور آتش اندازند چندان بدمند آہن تمام ذرات
شود آتش گردد و بہوار و دبہ کرہ تاری بپیوندد آنگہ درست آید نار وصفاً و ذاتاً یعنی
وہم آن بود کہ حدید بود چون بحقیقت باز گشت آنچہ بود ہمان شد میگوید تعالی
الکبریا ردای روے مرید پیدا بیوشد سبحان خالق در صورت انسان کہ محدث
زائل فانیست تجلی کبریا کرد کہ گمان برد کہ این شخص متجلی بہ صفت کبریا است
بادشاہ مالک الرقاب فی لیلتہ مظلمتہ بلباس گدایان بر ابواب گردد بر کالہ نانے
خواہد کرا گمان رود کہ این بادشاہ مالک رقاب الامم است اکنون چہ میگوئی کبریا ردا
شدیا نہ و ہمین صورت است کہ گویند الشیخ یحی و یمیت ہر آئینہ
چون صفت احیا برو متجلی شود او متصف بصفت احیا شود پس شیخ یحی و یمیت
باشد بدان کہ شیخ احیاے اماتت میکند این فعل فعل خدا میکند این شیخ صورت
دہی بیش درمیان نیست چہ گمان رود درین جہان و دران جہان جمال حضرت
راکسے بدین چشم بیند این بیغولہ وحدقہ کہ بر سرتست این چشم فیض آن بصیر سمیع
میگیر دبدان فیض می بیند۔ آفتاب با چشم گوید کہ ترا شرم نمی آید کہ میگوئی کہ من می
بینم در قدرت تست کہ می توانی دید مستفیض فیض من شوی تو نمی بینی فیض من
می بیند ما رای اللہ غیر اللہ ہمین معنی دارد۔ مسکین معتزلی را ہمین گمان افتاد
تا آنکہ از جمال حضرت الوہیت محروم گشت۔ مسکین فقیہ را ہمین وہم بود کہ در
دار فانی جمال باقی کے توان دید و ہیچ ندانستہ اند کہ او را کسے ندید جز او۔ خود را خود
دید خود با خود عشق بازد بغیر خود نپردازد۔ سید جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام رضی اللہ
عنہ روزے اہل بیت خود را جمع آورد تا آنکہ موالی ہم با ایشان گفت سخنے دارم
ہرچہ باشد حق بگوئید واگرنہ حق اللہ در گردن شما ماند سید فرمود ہر عیبے کہ در من باشد

بر روے من بگوئید تا در ازالت آن بکوشم ہمہ بہ یک زبان در مدح وثناے
او مبالغت کردند پس آن گفتند یک سخنے الست نمیتوانیم گفت گفت ہمان می
باید گفت گفتند ہمہ آراستہ مگر آنکہ اندک کبرداری گفت آرے وقتے کبرداشتم
کبریاے او آمد بجاے کبر من نشست اینکہ امروز می بینید این کبر من نیست کبریاے
خدا است چہ باشد این سخن کبریاے او آمد بجاے کبریاے من نشست درین
معنی دو احتمال است یکے آن کبر من متصف بکبریاے او شدہ است مانند حدیدۂ
ذاتاً نار وصفاً ومعنی دوم کبریاے او کبر مرا از جان وجہان من از بیخ و بنیاد برکند
ہوا داد خانہ خالی شد کبریا بجاے کبر نشست این را چہ گویند نارؒ ذاتاً حدید وصفاً
بدان معنی کہ بالا گفتم این بدان ماند آہن را در آتش اندازند اینجا اشکالے دارد
اگر در بیان شروع کنم قصہ مطول گردد والسلام

حدیقہ ہفتم

در نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے وبیان وزن اعمال وچیزے از تمثلات

یکے را خواہند منصب شیخوخت بنامش مسلم نویسند او را ہمہ عبادات وطاعات
وحسنات ومبرات ہنات وزلات در میزان الاعمال فرستادہ آن قدر مریدان
از مرد وزن کہ باو پیوندند ایشان را نیز باہمہ عبادات وطاعات ذنوب زلات
در میزان الاعمال فرستند این شیخ را وباہمہ او کہ گفتیم در پلہ نہند کذلک مریدانش
را در پلہ وزنے کنند اگر پلہ این شیخ از پلہ مریدان گران آید شیخوخت بنام او مسلم شود
وآنکہ گویند فردا گناہان مریدان در پلہ پیر خواہند نہاد ہم بدین معنی است۔ اینجا
امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنہ شاہدے عادلے است بگواہی
او این اثبات شود دیگر امیر المومنین حسن وحسین علیہما الصلوۃ والسلام ورضی اللہ

عنہما ہر دو علاحدہ کاغذے بنویسند کہ ما گواہی میدہیم این مرد مستحق شیخوخت است فردا
آمنا وصدقنا مقام شفاعت بدو ارزانی باشد اینجا پرسند وزن اعمال از طاعات
وعبادات وحسنات وزلات وغیرآن ہمہ اعراض باشد عرض شد مثلاً شئے گشت
وزن او چہ صورت دارد ومیزان عبارت ازچہ چیز است این سخن نازک است
درہر جایے نگنجد ودرہر گفتارے درنیاید وہر ذہنے وصاحب ورا یتے فہم نکند
میزان عبارت از دوپلہ است وہرپلہ راسہ ریسمان بستہ باشند وتعلق کردہ بدو
سوراخ کہ آنرا عین المیزان نامند ومیان آن چوب ہم بستگی ہست کہ آنرا لسان
المیزان گویند اکنون این وزن چہ معنی دارد واین میزان چہ معنی دارد واین کفتان
چہ معنی دارد محمد غزالی گوید تراچہ گمان رود کہ میزان الاعمال برین صفت کہ گفتیم
این چنین است آنجا پلہ کجا ریسمان وچوب چہ معنی دارد این را میزان العروض
تصور کن یعنی چنانچہ راستی وکثری نظم را وزیادتی وکمی او بمیزان العروض معلوم
شود این وزن اعمال راہمین باشد این سخن حکماے اسلامیہ است وشیخ محمد ؒ معنی وارد
بن ناصر خسرو تلمذی کردہ است مضنون علی اہلہ از تصنیف خواجہ محمد است
این سخن را آنجا اثباتے درستے کردہ است آرے این سخن را ازروے عقل
ابی ؟ نتوان گفت امابدان کہ این وزن اعمال براے جزا است تا بندگان
یکدیگر بدانند ہرچہ برما میرود ہمہ باستحقاق ما میرود امامیزان العروض صاحب نظم
براے تحقیق آن نظم راخود وزنے کند خود بداند راستی وکثری کجا زیادت کجا
وکم کجا او تعالیٰ عالم بہمہ است بجزئیات وکلیات اوراچہ احتیاج وچہ حاجت
بدینست کہ وزن کند تا بداند زیادت کیست وکم کیست ولاحول ولا قوہ الا باللہ
انہ عالم بالجزئیات وکلیات گاہ تقدیر ہریکے رانخواست خود چنانچہ خواست کرد
فعلی ہذا این گفتار حکمارا علما باللہ وزنے نہند ودو پلہ نسنجند انشاء اللہ درین

بیان شروع کنیم و باللہ التوفیق سخن بحق گذاردہ شود۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمود من رای رویا کسہ فلیقصہا اعبرہا او صلی اللہ علیہ مطلع بر نسبت
ہر چیزے است و ر دیا نسبت دارد بر حسب آن او تعبیرے میکند و تعین یکے
نسبت از نسبت باقیات آن از معجزہ وکرامات او است مردے در خواب
بیند کہ عورتے حمیلہ آنرا انبشکر شیرینے میدہد معبر تعبیر کند کہ او را از دنیا چیزے رسد
و این دنیا بد و حال نماید یکے تمثل بصورت عورت کند دوم بحقیقت خود پیدا آید
آن عذرہ باشد اگر مردے بیند کہ خاشاک و قذرہ میخورد معبر تعبیر کند کہ او از دنیا
بکمالیت او برخورد و ہمبرین منوال حال میزان الاعمال را تصور کن حق سبحانہ
صورت میزان را ہمبدان مثال کہ صورت ترازوے این جہان است
پیدا آوردہ است و اعمال کہ اعراض اند تمثل بصور کند اعمال حسنہ را شئے جمیلے
ہمیے جوانے خوب روئے پر اندامے زیبا شکلے چنانچہ یکے گوید۔ **بیت**

آن یار گل اندام چنان نشست بر دلم　　کہ بہر نشست دیگرے جائے نماند

و اعمال سیہ را صورتے قبیحے زشتے مردار وشے در غایت زشتی سیہ
پُر لب پست بینی بلند رخسار الّا فعلی ہذا ہر جا کہ زشتی است یکجا جمع کن چنانکہ گنگی
لنگی صورت اعمال قبیحہ را بدین تمثل کند و در غایت تنکی و سبکی این ہر دو صورت
را در پلہ بنہد وزن کند کہ گران آید و کہ سبکی و ہر یک را چنانچہ پرکالہ کاغذے کہنہ
سیاہے زشتے و چنانچہ طبق زر ہر دو را وزن کنند چونہ باشد ہمبرین مثال تصور
کن گران کہ آید و سبک کہ و بندگانرا فہم دہد کہ او بداند کہ این صورت اعمال
سیۂ من است و این صورت اعمال حسنۂ من و ہر یک باخود بداند کہ این صورت
حسنۂ من و این صورت اعمال سیہ من است بعد وزن او خود داند کہ من مستحق
چیستم تعذیب یا تنعیم و آنکہ بر و تعذیب شد او داند کہ من مستحق آنم ہمانچہ مستحق

بودم ہمان پیش آمد وکذلک العکس وآنکہ اوبداند کہ صورت حسنہ من دلیل برین
کرد کہ آن صورت اعمال حسنہ من است اوبداند وتعالی این صورت را
احسن الصور گردانیدہ است نیست مگر بفضلہ وکرمہ وآنکہ گویند اعراض راجوہر
سازند ہمبرین معنی است اما ایشان ازین بیان غافل اند دنیا غرضے وتمثیلے
کہ گفتیم یکے مبنی ازحقیقت دوم مبنی برابصار وزن ہمبرین قیاسات کہ گفتیم فافہم
واغتنم عاقلان را اشارت بندہ است اگر بحقیقت نظر شود ہمہ وجودات
جز تمثلات نباشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادم سخن بازگشت کہ جز از شخصے
کہ بانتہائے معارف رسیدہ باشد کہ پیش ازان فہم نیست عبارت ازان این
سخن است ما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما
اثنیت علی نفسك میدانی کہ نخست چہ گفت اعوذ بعفوك من
عقابك از فعلے بفعلے پناہید پس آن گفت اعوذ برضاك من
سخطك از صفتے بدامان صفتے متعلق شد ازینجا ترقی کرد بذاتش رسید گفت
اعوذ بك منك وما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت
کما اثنیت علی نفسك اے مسکین آئی دانی کہ من درین جملہ مختصر
صفت بہشت وصفت دوزخ وصفت تنعیم وصفت تعذیب بتمام وکمال
بیان کردم علما باللہ دانند کہ چہ گفتم خدا اے ترا علمے روزی کند۔ بیت

توچہ دانی کہ باتو نگذشتہ است — شب ہجران وروز تنہائی

وقتے بامعشوقہ بخلوت یکے گشتہ دوگانگی بماندہ است وگہے ہجران
وگہے فراق را احساس نکردہ ازین سخن ترا چہ خبر اگر ازین ماثور ترا آشنائی
رسیدہ باشد بدانی ماثور این است یا نور یا نور النور یا منور النور
یا نور السموات والارض ۔ ھیہات فہیہات شعر

کے بود ما زما جدا ماندہ من و تو رفتہ و خدا ماندہ

والسلام

حدیقہ ہشتم

در بیان معنی نماز بجماعت و در بیان اسرار ارکان صلوۃ

چنین گویند کہ این حدیث مصطفی است نیت المومن خیر من
عملہ یا نیت المرء خیر من عملہ عمل مربوط بنیت است کہ مردے نماز
گذارد چنانچہ قیام و قرأت رکوع و سجود بتمام بجا آرد او را نیت ادائے صلوۃ
نبودہ باشد لا فرضاً ولا نفلاً آن صلوۃ را اعتدادے نباشد مردے ہذلے کرد
لا ثواب ولا عقاب فیہ اگر فرض کنیم چند نفرے در یک صف نماز میگذارند
یکے برسم و عادات میگذارد دیگرے برائے نجات میگذارد سیوم برائے
فوز درجات و تنعیم جنات عدن و فردے برائے دیدار حضرت میگذارد
وعداً او نقداً و یکے دیگرے من حیث انہ الہنا و نحن عبدہ میگذارد و اگر خداوند
نماز ہر یکے قبول فرماید نماز ہر یکے بحسب نیت او باشد و او کہ بریا و زور گذارد
فقیہ گوید لا ثواب لہ ولا عقاب لہ و صوفی گوید او یکے از جملہ مشرکان خدائے
باشد اکنون خیر من عملہ چہ باشد بعضے گویند این از قبیل قلب است یعنی
عمل المرء خیر من نیتہ اگر نیت ہست و عمل نیست چہ سود مند آید پس
عمل بہتر از نیت باشد نیت بہتر از عمل باشد بر نصاب باشد مردے حولان
حول شد بغیر نیت ادائے زکوۃ تمام مال را در راہ خدا بذل کرد ثواب او بیش
و درجہ او برتر گویند۔ درین حدیث زینوا القرآن باصواتکم از قبیل
قلب است یعنی زینوا اصواتکم بالقرآن و ما دیدیم کہ یکے قرآن را

بالحان خوب خواند در دل سامع اثرے بیش و رتبتے برتر باشد قران خواندن
ابو موسیٰؓ اشعری و شنیدن رسول اللہ علیہ السلام و فرمودن او لقد اوتیت
مزمارا من مزامیر آل داود و گفتن ابو موسی اگر دانستمے کہ تو میشنوی
تحبیرا لک تحبیرا کنون چہ میگوی تزئین قران بصوت شد یا تزئین صوت
بقران شد در اعتبارات مختلف سکوت اسلم الطریق و السلام۔

دن نحبر تحبیرا

ن بقرآن باشد

حدیقہ نہم

دربیان مراتب دل و اطوار او و چیزے از عدم خلقت قران

اتفاق علما است کہ نماز فریضہ بجماعت گذاردن سنت موکدہ و جماعت
ہم امام و مقتدی این نیز جماعت باشد زیرا چہ یکے با دوم جمع شد حکم جماعت گرفت
و گویند در اول جمع زوج است و سہ اول جمع فرد است و خواجہ من قدس اللہ
سرہ گفتہ است ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان
او را اجرت چرکین نامند و مشایخ کسے کہ با ایشان پیوند کند اول نصیحت این باشد
کہ فریضہ بجماعت گذاری و بعضے علما نماز جماعت را واجب گویند و میان واجب
و سنت موکدہ صفت موافات باشد اوستاد نا مولانا عماد الدین تبریزی رح
مکلمات گفتے واجبات را مکلمات و بعضے علما نماز بجماعت فریضہ گویند
تمسک بدین آیت کنند وارکعو مع الراکعین اے صلوا مع المصلین و
تشبث بہ حدیث پیغامبر کنند کہ او گفت فارجع فصل فانک لم
تصل و القصتہ علی الشہرت۔ و دیگر گوئیم صورت و ہیئت موجود است
بر انواع است بر تنوع و اختلاف است و ہر یکے بصورت نوعی خویش مسبح
و مصلی رب است تعالی کیسر سر زیر یا بالا آفریدہ است چنانچہ اشجار و اصل فرو داشت

واطراف اوبالا است و بعضے طیور کذلک تسبیح او ہمین صورت نوعی اوست
گویند خداوند فرمود وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ و معنی گویند تسبیح او دلالت
بر وجود صانع علیم قدیم حکیم و دیگر تسبیح دارد مختص بدو اہل کشف و عیان خبرے
ازین بہ یقین دادہ اند۔ حکایت مرتضی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام و مورے کہ
پاے او از بند نعلین مرتضیٰ علی افگار شدہ بود در کتب مسطور است۔ قولہ
سبحانہ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ
بدین مثال شاہدے عدل است وضمیر بحمدہ یا راجع بہ اللہ است و این ظاہر
است و مرجع او بشئی ہم درست باشد زیرا چہ گفت و ما من موجود الا
ولہ وجہان وجہ منہ الی نفسہ وجہ منہ الی ربہ پس چون جہت
الی الرب باشد وجہیکہ در شئے بنسبت برب دارد این ضمیر راجع بدانست
معنی این چنین باشد ہیچ چیز نیست کہ او مسبح خود نیست لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا
افتادہ ام بسر سخن باز آیم وجودیت خداے را معکوس میپرستد و وجودیت
درست ایستادہ آن نوع انسان است و وجودیت نگون شدہ میپرستد
وَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ چنانچہ دواب است مانند او وجودیت
و وجودیت کہ افتادہ بشکم میرود چنانچہ مار و اشال آن فَمِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ
عَلٰى بَطْنِهٖ صلوۃ جملہ انواع و اجناس را چیزے است استادہ خاصہ انسانست
آن قیام صلوۃ است رکوع صورۃ چہار پایان نگاہداشت کہ ایشان ہمچنان می
روند و در سجدہ شد آنکہ بشکم میرود صورت او را نگاہداشت و آنکہ سجدہ کرد
صورت معکوس را نگاہداشت کہ خدا یرا بہ راس نگون کردہ میپرستند اینجا
جماعت چہ معنی دارد للہ در من قال بفریضۃ تعدیل الارکان
وبحقہ و بحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد و قالبے دارد و

روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد بر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے
صورت اتحاد بیند خفی با قلب آنچنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے
ہمین مثال است اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت و شناخت رب العزت
جز این نباشد و ہمچنین گویند انا من اھوی و من اھوی انا والسلام

حدیقہ دہم

اجماع بقرآن مفسران و اجماع عقلاے دین است کہ اللسان
ترجمان القلب فعلی ہذا با این کلام سخن چونہ ربط یابد یَقُولُونَ بِاَلسِنَتِہِم
مَالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ از بسیارے مردم کہ ایشان در بیان علمے ادعا و قتی کنند
پرسیدم جز سکوت بر صفت مرد مبہوت نبود اما آنچہ ما را در بیان محققے است
تنبیہے و تشریحے کنیم ولے را ہفت طور است یکے را قلب گویند دوم را فواد
گویند سیوم را شغاف گویند چہارم را حبّ گویند پنجم را خلد گویند ششم را انہ جہ
گویند ہفتم را اجمال گویند و جز این نامہا دیگر ہم ہست آن ہم ازین ہفت بیرون
نیست اینکہ مردے چیزے کہ در دل باشد در زبان غیر آن گوید در پردہ آن
پردہاے دل است کہ گفتار غیر آنست مرد حافظ کلام اللہ میخواند و در دل او
حکایتہاے دگر میکند آن حکایتہا میان این ہفت پردہ در پردہ ہست عاشق مبتلا
قَدْ شَغَفَہَا حُبًّا از چہارم پردہ است حب غیر حق تا چہارم پردہ است و
حب اللہ جز در فواد و قلب نیست غیر حق درین حریم گزرے ندارد اگر حافظے
قرآن را بدین صفت خواند آنچہ بزبان میگوید دل ہمان گوید عنقریب کشف اسرار
قرآن بروے جلوہ کند بلکہ حرف خود را دربرا و برا دادہ در زمان لطیف از
الف دالم تا سین والناس حرفاً بعد حرف مع ادا نہ بصفت مخارجہ مرتب

بغیر خطاے وخللے وسہوے وزللے دست دہد این معنی بکرے است مخول
علما باللہ را انجو نا بہ دست دہد تا کدام نیک بخت باشد کہ این عروس ازلی در
بر او بر او شیند سنائی رحمتہ اللہ علیہ برین جملہ اشارتے فرمودہ است بیت

عروس حضرت قران نقاب آنگہ براندازد   کہ دار الملک ایمانرا مجرد بنید از غوغا

اینجا معلوم میشود کہ قرآن مخلوق است یا غیر مخلوق کلام نفسی او بدین
صفت است کہ گفتیم او تعالی ازلا وابدا درکلام است سکوت برو روا نیست
واگر حدوث وزوال آید وجمیع کلام او عربی وعبری انجیل وزبور ہمہ یک حرف
است وآنکہ او بدین طی حروف رسیدہ صفتے از صفات او متصف گشت گفتار
او این چنین نیست کہ او تعالی گوید بسم اللہ چنانچہ معاوم مردم است اول با بعدہ سین
بعد ازان میم آن مردم کلام او شنیدہ اند کہ قصص را بدان مجلدات مستغرق شود
یک حرف گفتہ اند واگر آنرا در کتابت وگفتار آرند کتاب خانہ پر شود بعضے
محققان ہم ازین گفتہ اند کلام لیس بحرف ولا صوت ولا غیر حرف
وصوت شعر

سخن کوتاہ کن گیسو دراز را   چو میدانی کہ محرم در جہان نیست

اینجا عبارت دست نمیدہد اینجا جز از غموزے ورموزے واشارتے
ولحظے نیست عبارت بے کم است روندہ بپا استادہ است این عالمان جاہل
واین پیران نابالغ وطفلان سپید سر وسپید ریش سیاہ کار اند فہم نکنند تو سخن
گرد آر شعر

مرد معنی را طلب از این میان   اہل صورت را نباشد اعتبار

والسلام

دو حدیقہ کہ بعد اتمام این نویسانیدہ بودند این است

حدیقہ اول

دربیان ازلیت وابدیت محبت حق اختیار کردن عاقل محبت را

اہم الہام واکرام المرام محبت اللہ است تعالیٰ عن الزوال والانصرام و
محبت اسباب ومواجب علی انواع مرد حکیم عاقل وشخص علیم فاضل فکرتے گمارد کہ
عمر عزیز را درکدام کلام کارو در چہ مطلوب صرف باید کرد معلومش شد کہ ہمہ در ورطۂ زوال
وفنا است احسن الاشیا واجمل المطالب عبادت رب است سبحانہ وآن نیز
در ورطۂ عدم است امروز شخصے للہ فی اللہ صلوٰۃ راکہ حسنۂ لعینہا است بحق شرایطہا
وارکانہا بجا آورد وآنرا خداوند سبحانہ قبول کرد فردا آمنا وصدقنا جزاے آن
دہد اما صلوٰۃ در ورطۂ خیال افتاد وہی دار انعام واکرام لا دار تکلیف
وتعنیف واگر کسے گزارد یکے از ملذذات ومرغوبات بود اما نماز رفت برین
قیاس ہرچہ این جہلے است مال وجاہ وقوت وعیش وتمتع جز خیالبازی نیست
صلوٰۃ کہ حسنہ لعینہا است جاہ ومال اوگفتیم دگر چیز یرا چہ عبرت باشد امامحبت اللہ
سبحانہ بصفتہ ازل وابد است وازلی وابدی دوستی اوکذلک پس مرد حکیم
سلیم ہمہ را پشت دادہ روے بمحبت آورد حکیم سنائی میگوید بیت

گرت نزہت ہمی باید بصحراے قناعت شو ۔۔۔ کہ آنجا باغ در باغ است وخان در خان وادر وا
ور از زحمت ہمی ترسی زنا اہلان بر صحبت ۔۔۔ کہ از دام زبون گیران بعزلت رستہ شد عنقا
مرا بارے بحمد اللہ زراہ ہمت وحکمت ۔۔۔ بسوے خطۂ وحدت برد عقل از خط اشیا

حکیم سنائی چنین فرمود کہ حکمت وہمت این تقاضا کرد جز خداوند سبحانہ را
طالب را نباشد عمر جز براے او صرف نکنند ہان وہان بسے کلام ما را اصغاے
کن واہتمام تمام در اعلی علیین فہم خود منقش ومثبت ساز کہ طالب محب وعاشق

بتلا وراے این ہمہ است القائر من اللہ ور دلش طالب سبوحی و قدوسی کہ وجودش وراے ہمہ وجودات است و از جملہ نسبت و اضافات بیرون ہست استاد فقیہ وجیہہ مذکر و مفسر و محدث ناصح با وے پند دہد یا ابن لنسار الحیض این التراب و رب الارباب و این الماء والطین من حدیث رب العالمین۔
تو چیستی و کیستی قدم بر خط عبودیت استوار میدار و امید وار باش فردا ترا نجاتے شود و اگر فوز درجات و دخول جنات ترا میسر آید ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و این مسکین نیر با خود فکرتے گمارد کہ نصاح بحق نصیحتے کردہ اند تو معجولی مجمولی استغفر اللہ ترا با وے چہ نسبت برائے محب راجنسیت شرط است مصرع

دلا دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشان

دل را از آن باز آرد ثانی حال بنمازے بتلا وتے تا بچہ مشغول نظرے گمارد چہ بیند کہ دل ہمانجا گرفتار است لابد و لا حیلت و لاجرم فریاد بر کرد با ہمنشین چنین گوید۔ بیت

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ   این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

این رباعی در حال او باشد۔ رباعی

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ   وردے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنبیل بدست دل دیوانہ دہم   تا از در تو در د کنم دریوزہ

خواجہ من قدس اللہ سرہ این مصرع را "تا از در تو درد کنم دریوزہ" چند بار گردانیدہ و گفتہ کہ تا از در تو درد کنم دریوزہ مشتاقے و بتلاے اسیرے گرفتارے این بیت را بسیار بار با خود میگفت۔ بیت

محمد راز حال او چہ پرسی   گرفتارم گرفتارم گرفتارم

مطربان قوالان این رباعی را ترانہ میگفتند۔ رباعی

جانے ویدی غریبکے لویکے　　کورانه خزدنے خرے نه سگکے
نگذارندش هیچ کلبه شکے　　باین همه مفلسی گرفتاریکے

محمد حسینی باخود میگفت آها فاها آن عزیز بزرگوارمنم والسلام

حدیقه دوم

دربیان اختیار کردن طالب راه ارادت وطلب تجلی درسلک این مجموعه منسلک گرداند تا تضییع آن لازم نیاید وهدیه بقدر مهدی درے وردرگاه آن مقرب وهادی باشد۔

محمد حسینی میگوید اگر طالب راقوم پرسند که چه موجب بود که راه ارادت اهل تصوف اختیار کردی ودرحکم ایشان درآمدی وآنچه فرمودند توآن کردی والبته جان وجهان خویش فدائے خاکپائے ایشان ساختی او شاید با محرم این گوید که محبت حق در دل من افتاد شدید اکہ جمال کمال حق در دل من افتاد من دران متحیر گشتم هرچند که دل را ازین خطره بازمی آرم بازمی آید واگر از متفقه ومحدثه میپرسم ایشان باجمعهم انگشت سبابه خود را بدندان میگیرند که هرگز این سخن مگوکه وعده است فردا آمنا وصدقنا اهل بهشت را بعد اکمال نعم ایشان را این دولت دهند که جمال لایزال مشاهده ایشان شود اما این که تونقد میطلبی درین جهان دنیا استغفار کن بره توبه گذر خود را از خطره وصال باز آر از هر نوع عذر بخواه ومن خود را این چنین میکردم که مالتراب ورب الارباب واین الماء والطین من حدیث رب العالمین وفقیهان ومحدثان ومفسران همین تعلیم کرده اند باز دل را خواهان آن می نیم خود را مضطر ومتحیری یا بم عین آن میشود که شاعرے گفته است ۔ بیت

دل را ز عشق چند ملامت کنم که هیچ　　این بت پرست کهنه مسلمان نمیشود

درین گرداب حیرت که لا بدله و لا سبیل الیه افتاده دست و پاے میزدم همدرین ورطه بودم ناگهان شنیدم که طایفهٔ صوفیان ازین نشانے میدهند و ازین نوع بیانے میکنند و بدین دعوی هم دارند تا آنکه این دو بیت میخوانند - بیت

آنانکه ریاضت کش سجاده نشینند ... باید که خدا را بنمایند و به بینند
در خود نه نمایند نه بینند به تحقیق ... از اهل سموات که یا جوج نشینند

بحضرت جناب عالیه ایشان غلطان آمدم و جبین خویش را بر آستان ایشان سودم اصفاے در ستے نماے کردم در گوش من افتاد یکے میگوید لیس فی جبتی سوی الله دیگرے میگوید انا الحق دیگرے میگوید سبحانی ما اعظم شانی با خود گفتم این نباشد جز آنکه از دیدار او نصیبے گرفته اند هر آئینه پر ایشان آمدم خود را در سلک ایشان منسلک کردم و آنچه ایشان میگفتند آثار و علامت آن پیدا دیدم این اختیار را تصوف من موجب این بود که بیان شد و شیخ رحمته الله علیه خود با من ارشاد کرد بهزار ایثار للمهتدی هولاء القوة لاجل کذا و کذا لا حول و لا قوة الا بالله این ره طالبان نیست ره عاقلان است والله اعلم والسلام

وجود العاشقین

المعروف بہ

رسالہ عشقیہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان
جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بے حد و ستایش بیعد مرقادر مطلق و حاکم برحق را و جانان عاشقان
و محبوب جملہ جہان را و درود بے قیاس مراحمد حق شناس را کہ محب درگاہ محبوب
شہنشاہ معین العاشقین و ممد المحققین و التابعین و اصحابہ المقربین باد و آلہ الامجاد

بعد سپاس حق و درود برحق سخنے چند از عشق بے پایان خاک و بفوت
جان پاک بعنایت ہو اللہ و بہ اشارت حسبی اللہ در قلم آوردہ میشود تا محبان را
محبت بیافزاید و دوستان را دوستی رہ نماید و این خاک را نیز بہ دعاے خیر یاد باشد
تا بدولت آن یار قدیم و شفقت ہمراہ مقیم درین خاک باشد مستقیم درین باب
امید الی اللہ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَتِ اللہ است۔

بدانکہ اے عزیز درین جہان ہمین سہ چیز است وراے این ہمہ ناچیز
یعنی عشق و عاشق و معشوق ہمین ظہور و ہمین بطون ظاہر عبارت خلق و باطن
عبارت خالق و این ہر دو در مرتبۂ ذات یکے باشد اگرچہ بسیار است چنانچہ
احد یعنی لا احد الف بمعنی عشق و حے بمعنی عاشق و دال بمعنی معشوق در جمع
توحید ہر سہ یکے باشد چنانچہ دریا و موج و کف ہر سہ حقیقت دریا است
و یکے است۔ اکنون کسے را کہ این در بکشاید من و تو نماند آدم یکے باشد یکے
کما قال اللہ سبحانہ و تعالی وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ اے صفت

الاواحد لا۔ یعنی نیست صفت ذات ما مگر یکے چنانچہ قال النبی علیہ السلام العشق نار اذا وقع فی القلب احرق ما سوی المحبوب معنی چنین باشد کہ عشق آتش است چون افروختہ شود در دل مردم بسوزد ہرچہ غیر دوست بود یعنی غیر بود بزرگے میفرماید ے

جہان عشق است دیگر زرق سازی ہمہ بازی است الا عشقبازی

چون این آتش ترا حاصل شود ہیزم تن تو سوختہ گردد آنگہ تو نہانی عشق ماند تو ندانی عشق داند چون خود را بخود باختی از خودی خود خلاص یافتی چنانچہ عشق دل منزہ است از آب و گل یعنی جان باز در عشق سرافراز دو چشم خود بخود ہمی مالد و بما ہمین نالد ے

مجنون عشق را دگر امروز حالت است کاسلام دین لیلی دیگر ضلالت است

سر محبوب مجنون داند اما عقل عاقل اینجا کور ماند زیرا کہ عشق سہ حرف است عین عبارت از نفی عقل و شین عبارت از نفی شرک و قاف عبارت از نفی قالب یعنی چون عشق آید این ہر سہ چیز فراموش گرداند چنانچہ مصلح الدین از عشق صادق شیخ سعدی میفرماید ے

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے کہ در دست چوگان اسیر است گوے

و نیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تا کہ شوق پیدا آید دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب سیوم حقیقت یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب چہارم معرفت یعنی محو کردن مراد خود را در مراد محبوب پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر و ہم در باطن موجود مطلق داشتن ہمین محبوب را۔ چون این پنج مرتبہ تمام شود کار بہ اتمام رسد آخر ہمین عشق محبوب ماند و موج عاشق و معشوق در بحر

عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرمودہ العشق کالطھر بین الدمین
یعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی عورت میان دو خون است یعنی
اول ہم عشق بود و آخر ہم عشق باشد زیرا کہ ہر وجود یکہ ہست بیرون از عشق نشدہ
است بغیر از عشق نتواند ماندن پس اول و آخر ظاہر و باطن ہمین عشق است

الوجود بین العشقین کالطھر بین الدمین ؎

چیست آدم چیست حوا عشق بس — گرچہ آید صد ہزاران پیش و پس

چون بیان عشق و مرتبۂ عشق تمام شنیدی و دریافتی اکنون بکمال ہوش
بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز این عشق مانند تخم است و او را درختے است
کہ آنرا وجود گویند و قالب نامند و تن خوانند و این درخت درون و بیرون گرفتہ
و این درخت پنج بیخ است یکے عقل دوم وہم سیوم روح چہارم علم پنجم جان و این ہر
پنج را حقیقت گویند و ازین پنج بیخ پنج شاخ ظاہر شدہ یعنی از عقل بینائی
و از وہم شنوائی و از روح بویائی و از علم گویائی و از جان توانائی و ازین پنج شاخ
پنج برگ بر آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از بویائی حسد و از گویائی غضب
و از توانائی کبر است و این ہر پنج بمعنی نفس است و آن پنج بمعنی دل است و
این ہر دو در مرتبہ ذات یکیست باشد و این را شریعت گویند چنانچہ بزرگے فرمودہ
است ؎

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے است — مرد معنی را در ینجا کے شکے است

چون بیخ با شاخ و شاخ با برگ شنیدی و دریافتی اکنون گل با میوہ و میوہ
با تخم با ہوش بشنو و دریاب۔ بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہا است یعنی طاعت
و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت و این پنج را در معنی طریقت گویند و درین گلہا
میوہا است یعنی شفقت و محبت و رحمت و برکت و ہمت و این پنج در معنی عشق یکے

باشد که اورا معرفت گویند و در میوه تخم است که آنرا وحدت گویند زیرا که همون تخم اول است که آنرا عشق خوانند العشق هو الله که از وہمہ ظاہر شدہ است بلکہ ہمو است کہ بدین خود را جلوہ دادہ است دایم وقایم است چون بیخ با شاخ وشاخ با برگ وبرگ باگل وگل با میوہ ومیوہ با تخم یعنی شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت ووحدت۔

چون این جملہ شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب کہ وجود این درخت از طبایع اربع عناصر واربع نام است یعنی حرارت ورطوبت وبرودت ویبوست یعنی گرمی وسردی وتری وخشکی یعنی آتش وباد وخاک وآب این ہشت یعنی چار است برون ودرون این وجود عدم ہرچہ ہست ہمین چہار است۔

چون این شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز جنبش این درخت بازی شہوت است وقال واستواری این درخت خیال وحال وحیات این درخت بیداری وہوش وممات این درخت خواب و فراموشی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النوم اخ الموت یعنی خواب برادر موت است۔

چون حیات وممات این درخت شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب کہ نہال این درخت در فنا است کہ آنرا بقا گویند و وجہ اللہ خوانند و ذات اللہ نامند کما قال اللہ تعالی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ و این فنا یعنی بقا است و این درخت درون وبرون گرفتہ وظاہر وباطن پیوستہ بلکہ عین درخت شدہ و یکی گشتہ و دو نماندہ۔ اکنون بہ بین کہ جملہ این درخت بقا است کہ آنرا عشق نیز گویند کہ این درخت عشق لاحد ولانہایت لامثل ولاغایت خود بخود شکل وصورت صد ہزاران ورنگہاے بیشمار دارد وحدہ لاشریک لہ۔

واین جملہ چون شنیدی و دریافتی اکنون کمال آن با ہوش بشنو و دریاب

معشوق عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا — تو خود بخود نگنجی ہجران چہ کار دارد

بدانکہ اے عزیز این درخت ہمین وجود و ہستی تو و شکل این درخت ہمین افعال و اوصاف تو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اے علی صورت الرحمن اکنون بہ بین تو کہ عین بقائی بلکہ عین عشقی و مطلقی و مقیدی مطلق جز تو کسے نیست فی الجملہ توئی کہ خود را بخود گذاشتی دوئی و جدائی نیست ؎

وجودے ندارد کسے جز خدا — ہمانست باشد ہمیشہ بجا

تماشاے خود را بخود می نمود — ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون نفس خود را چنین شناختی عین بقا گشتی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عرف نفسہ بالعجز والفناء فقد عرف ربہ بالقدرت والبقا چون نفس خود را فنا شناختی بقا یافتی چون فانی فی اللہ شدی باقی باللہ گشتی چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

ہر چند کہ پر دردی کے محرم ما گردی — فانی شو فانی شو تا محرم ما گردی

چنانچہ آوردہ اند در دل درویش اہل فنا ندا شد جَرِّدْ جَرِّدْ یعنی مجرد شو مجرد شو ہمہ موے اندام او ریختہ شد۔ زہے مقام حیرت درویش کہ در حیرت بماندہ چنانچہ در خبر است الحادث اذا قرن بالقدیم کشف لہ اثر یعنی نمک در آب انداز ند جملہ آب شود و اثر نمک نماند اکنون تو نمانی عشق ماند و تو ندانی عشق داند ؎

دریاے کہن چو بر زند موجے نو — موجش خوانند در حقیقت دریاست

درین جملہ جا نہا چنان گم شود کہ گفت و گوے و جست جوئے نماند کما

قال النبی علیه السلام من عرف الله کلّ لسانه چنانچه شیخ سعدی فرماید

چو بلبل روے گل بیند زبانش در نوا آید   مرا از دیدن رویت فرو بست است گویائی

اما اینجا گفته میشود به اعتبار کمال شوق دوست یعنی من عرف الله طال لسانه چنانکه باد صبا آید انچه بسته در حال بکشاید و این بیت بر زبان سراید

عجب نیست که سرگشته بود طالب دوست   عجب این است که من واصل و سرگردانم

چون این جمله تمام فهم کردی اکنون بهوش باش و نگاه دار که اے عزیز در وجود تو سه مقام است اول و اوسط و اسفل یعنی ناف نفس که مرتبهٔ اسفل است تعلق به دوزخ دارد درین دیو و پری و مار و کژدم و آتش و سردی و آنچه لوازم دوزخ است و اجناس سقر درین مقام است و این مقام ظهور ابلیس است۔ و مقام اوسط سینه است تعلق به بهشت دارد یعنی زمین بهشت مقام حور و قصور و اشجار و اثمار و ناز و نعمت و انچه لوازمهٔ بهشت است درین مقام شاه عشق بنام محمدؐ ظهور است۔ و دل مقام اعلی که تعلق همه بحق دارد که احد است درین مقام ملایکه و عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و آفتاب و ماهتاب و ستاره و انچه لوازم نور حق است درین مقام است و شاه عشق درینجا بوصف الله ظهور است۔ چون این جمله کمال میوهٔ عشق و وصف عشق است بلکه همواره است که خود بدین طریق است اما بمقامے نام دیگر است قال النبی صلی الله علیه وسلم انا نبی تمام مافی وراء العرش احد وفی السماء احمد وفی الارض محمد وتحت الثراء محمود یعنی همون احد در مقامے نام احمدؐ و محمدؐ و محمودؐ دریافت۔

چون این مقام شنیدی اکنون با هوش بشنو و دریاب اے عزیز آدم

وعالم جملہ عشق است وقدیم است اول وآخر ندارد وتو آمدہ است ؎
این جہاں صورت است ومعنی دوست و. بہ معنی نظرکنی ہمہ اوست ؎
نقشے نمودم من عیان درصورت انسان نہان
ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش بروبردار ما
ونخواہد رفت بلکہ دایم وقایم است کما قال اللہ تعالی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اے لَمْ یَخْلُقْ وَلَمْ یُخْلَقْ یعنی نہ آفریدہ است ونہ آفریدہ شدہ است ہمچنان است ھوھوھو اینجا فَہِمَ مَنْ فَہِمَ چنانچہ بزرگے فرمود ؎
عشق سلطان است درہردوجہان عقل را مدخل نباشد اندران
زیراکہ این دریا است خون خوار وبے قعر وبے کنار ھی این رابیان توان گفت واگرکسے سوال کند کہ ھی ضمیر مونث است پس مشابہت حق تعالی چون توان کرد جواب آن است کہ درشب معراج تجلیات حق سبحانہ تعالی حضرت خواجہ عالم را علیہ افضل الصلوۃ والسلام بہ صورت مونث شدہ بود۔
چون این جملہ شنیدی ودریافتی اکنون بشنو ودریاب بدانکہ اسے عزیز این ماندن تو درچہ است ودرچہ ماندہ یعنی محبت درمحبت ماندن است کہ آنرا عشق نیز گویند درمحبت ماندہ زیراک بیرون محبت ماندن ممکن نیست ہرکرا دوست داری وبہرچہ روے آری آنکس نیز توئی کہ خود را بخود دوست داشتہ باشی وہرچیز را کہ بینی ومحبت داری آن نیز توئی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی بعین ربی دیدم خدا را بچشم خدا حدیث دیگر رایت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورت من صورت امرد شاب قطط یعنی پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیدم پروردگار خود را دران شب معراج بہ خوب ترین صورت جوان کہ زلف او پیچ درپیچ بود امامحمدؐ

علیہ السلام خدا ے عزوجل را در خود دید چنانچہ در آیت شاہد است کما قال اللہ تعالیٰ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی من در ذاتہاے شما ام ومی بینید شما دیگر شاہد است ما رایت شیئًا الا ورایت اللہ فیہ یعنی ندیدم من ہیچ چیز را مگر دیدم خدا را در ان چیز شاہد دیگر انا واللہ فی الوحدت واحدا یعنی من و خدا در وحدت یکے ام۔ ے

احمد است اینجا احد اے مردکار   دایما در عشق باشی بیقرار

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست چنانچہ بزرگے فرمودہ ے

اے خدا چون توی غم و شادی   تہمت ما د توچہ بنہادی
ہم تو لیلیٰ و ہم تو مجنونی   ہم تو شیرین و ہم تو فرہادی

بزرگے دیگر فرمودہ ے

خدا بود عاشق بخود اے گدا   جہان کرد آئینۂ خود نما
تماشاے خود را بخود می نمود   ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون این محبت را بشنیدی و دریافتی بدانکہ اے عزیز این محبت را آب حیات میگویند و جاے این در ظلمات است یعنی درون چشم زیرا کہ محبت از چشم پدید آمدہ است اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست وچیست کہ صاحب وجود تو و مالک تن تو ہمان تخم اول است کہ جملہ از و ظہور است چنانچہ عبداللہ انصاری در مناجات خود میفرماید الٰہی ہستی وجود خود چہ نازم مرا دیدہ دہ کہ آن نظر بہ ہست تو سپارم این را دایم و قایم نگاہ دار و خود را بخود بین و خود را بخود جلوہ کن و خود را بدین لباس روبا ز چنانچہ بزرگے فرمودہ است ے

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست   با دیدہ مرا خوش است چون دوست درو ست

از دیدہ و دوست فرق کردن نہ نکو است | یا اوست بجاے دیدہ یا دیدہ ہمو است

اے دوست ترا بہر دو کان میجستم | ہر دم خبرت زاین و آن میجستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی | خجلت زدہ ام کز تو نشان میجستم

چون صفت چشم نام شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب
بدان کہ اے عزیز این نور حقیقتہ ریح است کہ آنرا روح نامند کہ الارواح
مراکب من السمایہ یعنی دم بقدم آمیختہ و یکے شدہ و یکے گشتہ است چنانچہ
بوے در گل و مسکہ در شیر **بیت**

بندہ با حق ہیچو شیر و روغن است آمیختہ | این ہمہ شیر است و روغن ہم توی لا یبصرون

اما حقیقتہ دم است کہ آنرا روح خوانند و نور گویند کما قال اللہ تعالی
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذرہ نور و روح را بہ عبارت واشارت
گفتہ شدہ است اما بحقیقت نام و نشان ندارد و حد و رسم نیز ندارد ذاتے
است نا محدود و نا متناہی و بحرے است بے پایان و بے کران و این ذات نور
علی الدوام در تجلی خویش است چنانچہ بزرگے فرمودہ **بیت**

بے نشان شو در رہ نام و نشان | تا جمال خویش را بینی عیان
پس گل آدم ہمین دم خاک باد | ظاہر صورت چہ بینی ہر چہ بینی یاد باد

چون این شنیدی و دریافتی اکنون با ہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز
ہمین دم و قدم یعنی روح و ریح را خدا و رسول گویند ظلمت و نور خوانند جبرئیل و میکائیل
و اسرافیل و عزرائیل نامند بہشت و دوزخ جن و انس وحش و طیور و کفر و اسلام
خوانند دین و دنیا کعبہ و بتخانہ گویند۔ **بیت**

مسجد و دیر توئی کعبہ و بتخانہ یکے است | ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغاے تو بود

و این حقیقت عشق است کہ خود بخود چنین است ظاہر و باطن خود است

ہر چہ شد شدن تواند و ہر چہ کرد کردن تواند و بداند کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ شعر

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز کہ حقیقت کند بہ رنگ مجاز
عشق میباز دخدا با خویشتن شد بہانہ درمیانہ مرد وزن

این مثنویات کہ گفتہ شد ہمہ درباب عشق درج کردہ شد واللہ اعلم بالصواب۔

مثنوی

عشق گوہر بے بہا و بے نشان بہر عشقش ہر دمے تو جان فشان
عشق اول عشق آخر جاودان باخودی خود ببازد ایمان
عشق نور و عشق نار و عشق دار عشق پنج و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آتش آب و خاک درحقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ بر سر خود عشق پوشد صد کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی از دان ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان
عشق شمس و ہم سما و ہم زمین ہم فرشتہ در شمارے در کمین
عشق روشن ہم نجوم و ہم بروج باخودی خود نزول و ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل عشق میوہ عشق تخم و عشق ل
عشق در صورت جمال خود نمود جملہ اشیا درحقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد۔

تمت

رسالہ توحید خواص

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفرالثانی

ولی الاکبر خواجہ صدرالدین ابوالفتح سید محمد گیسودراز بندہ نواز

رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ

اجمعین۔ اما بعد رسالہ در بیان **توحید خواص** ومقام اہل اختصاص۔

بعد از حمد کہ موجود نیست مگر وے و درود بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مقصود

نیست مگر وے آنچہ سوال میکردی وبہ ابتہال در میخواستی کہ چند سخنے در توحید

خواص بنویسم قلم برگرفتم وبتائید ربانی در کتابت آوردم تا شمۂ اجابت سوال

تو کنم وسخ شک وشبہ از دامن یقین تو بہ آب تحقیق بشویم وچنانکہ زمانہ وقت

املا کند بنویسم از راہ انصاف کہ ہم دل سامع باشد کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْریٰ

لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ۔ والموفق ھو اللہ

فصل۔ بدانکہ موجودات عالم بر دو نوع است عالم صورت وعالم

معنی عالم صورت ہمہ ظاہر است وعالم معنی ہمہ باطن۔ عالم صورت بعضے

بدیدۂ ظاہر دیدہ میشود چنانکہ ملکی بعضے بدیدۂ باطن دیدہ میشود چنانکہ ملکوتی۔ و

آنکہ عالم معنی است آن دیدہ نشود مگر در صورت پس ظاہر وباطن ہمہ صورت

اوست کہ او خود را بر این صورت ونظاہر مینماید **رباعی**

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیدا است
آن صورت آنکس است کین نقش آراست

دریاے کہن چو بر زند موجے نو موجش خوانند و در حقیقت دریاست

موحدان گویند کہ یک نور است کہ خود را بہمہ صورت نمودہ است و
بہمہ کسوت پیدا کردہ است و بصورت مجنون و لیلی و بشکل وامق و عذرا تجلی
کردہ است و ہمونست کہ بچشم مجنون نظر بر جمال خود کرد و در لیلی دید و خود را دوست
داشت پس ہر کرا دوست داری و ہر کہ روے آری (آنست) روے بدو کاری او
باشد اگرچہ تو ندانی۔ قطعہ

ن: روے بدو آری

میل خلق جملہ عالم تا ابد گر بباشد ور نباشد سوے تست
جز ترا چون دوست نتوان داشتن دوستی دیگران بر بوے تست

نظر مجنون بر حسن لیلی بر جمالیست کہ جز آن جمال ہمہ قبیح است اگرچہ مجنون نداند
کہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال غیر او را نشاید کہ جمال باشد چون غیر او را در حقیقت
ظہور نیست جمال دیگر چگونہ تواند بود۔ رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست
ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ اندر نظر تو آید آن صورت اوست

ن: کاندر

ن: یا شیخ بیان توحید

مردے پیش خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ آمد و گفت یا شیخ بزبان بیان
توحید بکن خواجہ شکر طلبید و آن مرد را پرسید کہ این چیست آن مرد گفت شکر است
پس خواجہ فرمود ازین شکر صورت اسپ و ستور و آدمی بساز آن مرد صورت
ہاے مختلف بساخت خواجہ یک یک پرسید کہ این چیست آن مرد گفت کہ این
آدمی و این اسپ و این ستور است خواجہ فرمود ہمہ را بشکن و یکے کن آن مرد
ہمہ را بشکست و یکے کرد خواجہ فرمود اکنون چیست گفت شکر است خواجہ فرمود
کہ برو کہ بیان توحید تمام کردم۔ قطعہ

یک عین متفق کہ جز او ذرہ نبود چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمدہ

فائدہ اے طاہر تو کہ عاشق و معشوق باطنت مطلوب را کہ دیدہ طلب گار آمدہ
ہمان معنی کہ بزبان موسیٰ علیہ السلام اَرِنِی گفت خطاب لَن تَرَانِی ہم ازو
شنید وہمہ معنی کہ بزبان درخت اِنِّی اَنَا اللّٰہُ گفت بگوش موسیٰ آنرا ہمو شنید قطعہ

چون جمالش صد ہزاران روے داشت بود در ہر ذرہ دیدارے دگر
لاجرم ہر ذرۂ بنود یار تا بود ہر دم گرفتارے دگر

تجلیات اورا نہایت نیست ہر عاشقے از و نشانے دیگر دہد وہر عارفے
ازو عبارت دیگر کند وہر محققے از و اشارت دیگر فرماید اما برین سر عزیز کرا قوت
نکتہ دہند آنرا کہ بدل رسیدہ باشد وحظ دلش دایم ہمین باشد چنانکہ گرسنہ تقاضاے
او بطعام باشد تقاضاے دلش دایم ہمین باشد بزرگے گفتہ است کہ محبت
و معرفت آن باشد کہ خداے تعالیٰ مرمحب وعارف راعیش وغذا باشد
وخورش وے باخیالش بود وگفتن وے باخیالش بود وبودن وے باخیالش
بود جملہ حرکات وسکنات بے او نگذارد اکنون آنکس اہل دل باشد اما دیگرے
نکتہ کہ زمانے دل بحضور محبوب آرد وزمانے دیگر دلش بگریزد چون آہوے وحشی گرفتہ
بخانہ آرند ہمین کہ رہا شد رفت چنین کسے را اہل دل نخوانند اہل نفس گویند وسالک
خوانند وصوفی نگویند متصوف گویند یعنی روندہ راہ صوفیان خوانند صوفی گفتن نتوان
کہ صوفی در نمک زار حقیقت افتادہ نمک شد عوام گاوخراند وعلما باخبراند و متصوفان
راہ روانند وصوفیان رسیدگان حق اند۔ بیت

تا کے اے عطار زین حرف مجاز برسر اسرار توحید آے باز

مارا چون قلم در صحراے وحدت روان است فرقہا کفرہا باشد چون یک
نور است کہ محیط است بہمہ صور تہا پس اورا نور مطلق گویند وتوحید مطلق این
است کہ چیزے از چیزے وراہے از راہے وکارے از کارے وصحبتے از

حاشیہ: نازہ وگفتن وے بودن وے باخیالش وگفتن وے باخیالش بود

صحبتے جدا نکنی و پشت بچیزے ندهی و روے بچیزے دیگر نیاری که چون روے بچیزے مقید آری بے شبه پشت بدیگرها کنی از توحید مطلق بیرون افتاده باشی مسلمان حقیقی اوست که بتوحید مطلق رسیده باشد و آنکه بتوحید مقید ماند مسلمان مجازی باشد نه حقیقی اگر نمیدانی که چه میگویم در چشم من درآ و بین که همین است . نظم

آفتابے در هزاران آبگینه تافته ۔ پس برنگ هر یکے تابے عیان انداخته

جمله یک نور است لیکن رنگهاے مختلف ۔ اختلافے این و آن را درمیان انداخته

بر هر که این درِ حقیقت کشاده شد اضافت من و تو از و ساقط شد و نسبت از ان من و تو از و طرح افتاد از هفتاد هزار حجاب از ان نور و ظلمت که پیش سالک است من بنده یک نقطه ام که بتو نمایم و راه صد ساله بیک ساعت گم کنم گوش دار که این جمله همین غافل بودن تست از محبوب تا غفلت از تو برخاست حجاب نیست اما آنچه حجاب نورانی و ظلمانی که گفتم میتواند بود که نماز و روزه و تلاوت قران و لذات عبادات که ترا از دیدن محبوب و یاد آوردن او باز دارد این همه حجابهاے نورانی باشد و حجابهاے ظلمانی همه مشغولی بهواے نفس است و چون گفتیم که یک نور است حجاب نور و ظلمت چه معنی دارد آرے چون تو بآن نوری و لمحه از او غافل نه ترا حجاب نیست چون غافل شدی محجوب گشتی از حجاب بیرون باید آمد حجاب و معصیت تو همه غافل بودن تست از محبوب و اگر توی پس غیری او را حجاب میشود بدانکه چون همه یک نور است واو راحد و نهایت نیست پس هرچه هست در عالم صورت و معنی صورت اوست و او بهیچ صورت مقید نیست تو به تو از آن نست که از قید بیرون آئی و در توحید مطلق افتی . بیت

حجاب روے تو هم روے تست در همه حال ۔ نهانی از همه عالم زبس که پیدائی

همین که پردهٔ پندار از غیر در صحراے دل تو آمد دوئی پیدا شود و حجاب روے نمود۔ بیت

دوی را نیست ره در حضرت تو　　همه عالم توئی و قدرت تو

چون پندار غیر و دوئی از ساحت دل تو برخاست دل بزبان حال این گوید۔ رباعی

روزت بتو بودم و ندانستم　　شب با تو غنودم و ندانستم
ظن برده بودم که من بودم و تن　　من جمله تو بودم و ندانستم

خدایا مارا از پیش ما بردار و خود را برخود پیش دیدهٔ خود دائم و قایم دار این چند سخنے یادگار این درویش برابر جان خود بداری و بهمه کس ننمای و کسیکه در طلب این باشد در هفته بمطالعه این رساله خالی نگذاری که فائده خواهد داد انشاء الله تعالی بمنه و کمال کرمه۔ تمام شد رساله توحید خواص تصنیف حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بنده نواز قدس الله سره العزیز

رسالہ منظوم در اذکار

از افادات

حضرت قطب الواصلین سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ منظوم درازکار

از تصنیف حضرت خواجہ خواجگان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز

رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر و ناظر تو حق در دل بدان — ہم بدان با خویش او را ہر زمان

رفع وسواس است توجہ پیر نیز — ہم ازین گردی تو واصل اے عزیز

عین خا خود را اگر دانی دلا — محو گردی از خودی خود در خلا

عین خا دانی کنی ہر جا نظر — از برائے محو خویش است سر بسر

ہم لا جل اثبات حق است ہر زمان — ہم بدان باشی تو مثل عاشقان

اے تو با ہر جز و خود خا را بدان — ہم بہر از جز و کل اشیائے آن

تا مغیث خا شود مکشوف ہم — خا شود معشوق تو اے محتشم

هرچه در ره در نظر آید بدان — ذات او تا غیر او بینی همان

فعلها را جمله فعل او بدان — فاعل او هست کس نه درمیان

آئینه روشن بہ بین تو بعد ذکر — خا بدان خود را و کن در خویش فکر

آئینه درهم بہ بین تو خویش را — کن تصور روی خا در خود دلا

این برای رویت حق است آن — گیر لازم طالبا در هر زمان

کل شئ هالک دان جز خدا — غیر او چیزے ندانی دلها

این برای محو خود راهست بدان — کوششے کن اندرین محنت بجان

دران

کن تصور من همین هینم عین — تا که گردد کشف بر تو فرض عین

هم تصور کن تو با خا و بہ عین — تا که بینی بر تو انیست فرض عین

اندرون نون تصور کن تو خا — قبلۂ خود تو بہر وقتے بجا

تا حضور دل شود اندر نماز — در نمازت حاصلت گردد نیاز

هم تو در نون کن تصور یار خویش — شین کاف زین چون ششہ بہ پیش

دنخہ

هم یقین دان پیش او استاده ام — بندگان چون در سجود افتاده ام

هم همین هینم یار خویش را — میکنم هم انکار کار خویش را

منتظر باشی که این دم بایقین — یا من آید در سخن آن نازنین

جمله حرف قاف اے قاری بدان — صورتے دارند و شکل دلستان

قایم است این جمله حرف قاف بین — هم بحق در وقت تالی ذو الیقین

منتظر باشی بدان صورت که آن — قایمت بینی تو آن صورت عیان

چون که آن صورت تجلی حق است — چون بہ بینی تو شوی مست الست

چون کنی تالی تلاوت همچنین — هم کلام الله بدل خوانی ازین

خارقے اید بدست و وقتے — ختم قرآن تو کنی در ساعتے

هم همین خویشی بود تو عین خا   هم بدانی تا شود مکشوف خا
اندرونِ دل تصور کن تو خا   تا شود قلب ترا رویت ابا
هم بدان حق را تو میم خود دوام   هم تو میم این همه عالم تمام
تا که کشف این شود اے خوش پسر   نیک بختی آن شنو پند پدر
گر تو میخواہی حضور اے جان پیر   باش دایم در خیال دلپذیر
هر چه در خا بگذرد آنرا بدان   خا و دال و هم الف در هر زمان
عالم غیبت چو آید در نظر   کن تصور جمله را خا سر بسر
هر چه بینی منتظر باش اے پسر   قاف آنچه آیدت اندر نظر
جمله را دان تو صفات و سرِ ذات   هم ازین ها میشود کشفِ صفات
دال الف تا جمله عالم را بدان   منتظر تا آن بباشی هر زمان
این برائے کشف ذاتست اے پسر   اندرین محنت بخور خون جگر
اسم الف در دل تصور کن مدام   هم به آب زر نوشته والسلام
ور همین خواهی به بینی آن جمال   باش اندر میم رانی کل حال
تو میا و رهم بجیزے سر فرو   چون در آئی آن درا هر دم برو
گر روی در لامکان بینی لقا   تو همین کن باش جویان ورا
مطلع بر کاف و ہا یا عین صاد   هم شوی آن منقص کهیعص
فتح باطن میشود از ذکر دال   چونکه آنست از نهی خوش خصال
میشود دل را حضور از ذکر فا   هر شبے بسیار گو آنرا بتا
ذکر حدادی خلا چندان بگو   تا دلت روشن شود اے حق جو
ذکر چار و هم سه را با کن حضور   تا چهار اطراف سه بینی تو نور
خاصه لیبسو در از اہل عیان   ذکر پنج رکنی تو گوی هم بجان

هم بذکر خا شود حاصل حضور — دل شود ذاکر ازین هم جمله نور
هم بذکر لام و او آخر بدان — میشود کشف سماوات اے جوان
ذکر الف هم لام دہا ذکر خفی ست — دایم الاحوال گوید گر ولی است
ذکر کشف کاف در نون با حضور — کن تو چندان تا شود کشف قبور
ذکر ابدالان کسے گوید مدام — او شود ابدال هم صاحب مقام
هم برائے استقامت آن مقام — ذکر دوم ابدال گویند بر دوام
ذکر یا ہو هم بوصف کو کنون — از دہانت تا که نور آید بیرون
ذکر ہو دو رکنی اے مست فنا — گو برائے محو خود را دایما
ذکر ہو در چار رکنی اے عزیز — محو کلی تا شوی بس گو تو نیز
هم بلا کیفے بہ بینی نور حق — گر تو گوئی بس تو ذکر انہما
ذکر با آخر که یاست اندر حجاب — گو که تا گردد دعایت مستجاب
ذکر الف آخر یاست اے گونہان — تا شود کشف سماوات اے جوان
کشف تو چندان که ذکر بند دست — خاصهٔ شیخ فرید اجهودن است
ذکر خا آخر که با خوشدل رباست — بهر قطع طمع جمله جز خدا است
ذکر بیچون چار رکنی گو دلا — بهر کشف پاک ذات حق را
ذکر حق استاده گو اے نور نور — تا تمام اندام تو گیرد حضور
ذکر یا و آخرت یا اے عزیز — هم دو رکنی است بگو آنرا تو نیز
ذکر یا آخر که دالست اے نگار — بهر دفع سر و پیست گو بے شمار

ایضاً ذکر الابدال یجلسین
کما هو المعتاد فیمید ید الیمین

تمت

رسالہ مراقبہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان

جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

بدان کہ بدرستی کہ راہ سالکان طریقت اول مجاہدہ بعد او مراقبہ بعد او مشاہدہ وبعد او مکاشفہ۔ اما درین کتاب مقصود بہ مراقبہ بود کہ مرتبہ اول بیان کردہ شدہ۔

و مراقبہ در لغت بر گردن شتر سوار شدہ سوے دوست رفتن است و در اصطلاح سلوک گردن نہادن بحضور دوست و دوست را در چشم داشتن۔

و انواع مراقبہ بسیار است و درین کتاب بر سبیل اختصار سی و شش مراقبہ ذکر کردہ شدہ تا طالب زود بمقصود در رسد۔ و این کتاب را مراقبہ خوانند۔

مراقبہ اول آنست کہ خود را دایم الحال حضور او داند و رائین حاضر داند بر حکم نص اَلَمْ تَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی آنکس کہ گناہ میکند نمیداند بدرستی کہ خداے می بیند بلکہ او بتحقیق حاضر است می بیند ہر فعلے کہ انسان میکند۔ و این مراقبہ آنست کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ را تعلیم کردہ بود ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

یعنی اینک عبادت بکن تو اے محمدؐ خدا را چنانستے کہ می بینی تو او را پس اگرچہ تو او را نمی بینی او ترا می بیند و این را مراقبہ **حضوریت** گویند۔

مراقبہ دوم را **قلبی** گویند و آن آنست کہ ہمہ وقت او را در قلب داشتن چنانکہ قولہ تعالیٰ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ این آیت اشارت بدین مراقبہ است یعنی آن خداے است کہ موجود است در آسمان ہا و در زمین و از آسمان قلب یعنی دل تصور کن و از زمین قالب کالبد دل بدان یعنی ہمہ وقت بدان کہ وجود در دل و در کالبد دل است۔

مراقبہ سیوم را **قربت** گویند آنست کہ ہمہ وقت او را نزدیک خود داشتن چنانکہ قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنی ما نزدیکتریم مر شما را از شاہ رگ شما۔ و حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اشارت کردہ اند مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل شئی لا بمزایلۃ۔ یعنی بدرستیکہ آن خداے تعالیٰ با ہر شئی موجود است نہ باتصال آن و بغیر ہر شئی است نہ بانفصال مانند در آئینہ۔

مراقبہ چہارم را مراقبہ **معیت** خوانند۔ آنست کہ او را دایم باخود شناسد چنانچہ قولہ تعالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ یعنی ان خداے تعالیٰ است با شما ہر جا کہ باشید شما۔ این ایت اشارہ بر مراقبہ است۔

مراقبہ پنجم مراقبہ **احاطت** خوانند و آن آنست کہ او را بداند در تمام ذات خود و در ذات غیر در گرفتہ است چنانکہ قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ یعنی خداے تعالیٰ شامل درہم ایشان چون آب در جامہ پس در تمام ذات خود را احاطت او بداند۔

مراقبہ ششم را مراقبہ **افعال** خوانند یعنی ہر شے را با فعل آن شے

کہ بیند خداوند تعالیٰ را خالق آن شمارد و بدو نہ خلق خالق پیدا کند چنانکہ قولہ تعالیٰ
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی خدائے تعالیٰ آفرید شمارا و فعل شمارا
پس در ہر فعلے او را پیدا کند بس و فعل آن رمزے بخدا مینماید۔

مراقبہ ہفتم را مراقبہ **صفات** خوانند یعنی دایم مشغول بہ بزرگی
او مستغرق شود کہ آنحضرت کریم است ہر چیزے را نعمت میرساند چنانکہ
قولہ تعالیٰ وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یعنی میتواند ہر شی برحمت
و علم او تواناست برحمت و علم آنست کہ شب و روز در دانستگی و خیال در
اوصاف اللہ باشد۔

مراقبہ ہشتم را فنا خوانند یعنی خود را در مقام فنا پذیرد و خود را در مردگان
شمارد و درین مراقبہ الفنا نہ است کہ در مقام عدم وجود افتد پیدا شوم۔ قولہ
تعالیٰ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ
رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنی اے محمد تحقیق تو مردہ است و تحقیق ایشان
مردگانند پس تحقیق شما در روز حشر نزدیک صاحب دعوی میکنید شما۔

مراقبہ نہم **ذاتی** باشد خود را محو کند بریگانگی او آید یعنی پیدا آرد و بریگانگی
او آید یعنی یکے پیدا آکرد و ہمہ ناپید شمارد قولہ تعالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
ایما ئے بر توحید ذات است۔

مراقبہ دہم **سوی** باشد یعنی ہمہ علامت ربوبیت بر مرتبہ بلند تر آرد
و عالم را در مرتبہ فروتر چنانکہ قولہ تعالیٰ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ یعنی
سرانجام می نمایم ما نشانہائے ما در فوقہائے ایشان۔

مراقبہ یازدہم **شہود** باشد یعنی بداند کہ او ہمہ وقت حاضر است
و در الوہیت او ہمہ عالم گواہی داد ندکہ او شاہد و مشہود است ہم درو مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۲ دوازدہم وجودی باشد یعنی ہمہ جا او را بداند بر حکم اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی ہر جا کہ باشید شما پس آنجا ذات اللہ موجود است ہم درو مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۳ سیزدہم سرادق است یعنی در تصور دل پردہ ازو بہر رنگے کہ باشد اما رنگ زرد بہتر در ون دل مقر بود او قصد کند و مستغرق شود قولہ تعالی اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنی نمی بینی تو اے محمد سوے پروردگار خویش چگونہ دراز میکند سایہ را پس استمداد ظل پردہ اوست وجود شمس شود مقصود است۔

مراقبہ ۱۴ چہاردہم جمال باشد یعنی خیال در جستن او کند مستغرق شود فَاَمَّا اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ ہر چونکہ باشند از مقربانست پس در راحت اند ایشان جز آن مراقبہ است۔

مراقبہ ۱۵ پانزدہم مصدر و مرجع باشد یعنی در خیال غرق شود کہ ہموست پیدا آرد و برد وَھُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ۔

مراقبہ ۱۶ شانزدہم ارتسام است یعنی چہار سورہ در خیال بلفظ کشادہ تر بگذارند تمام با معنی والعصر والضحی واللیل والشمس۔

مراقبہ ۱۷ ہفدہم امانت باشد یعنی خود را از این بداند و آنچہ پیش خود است امانت شمارد و این مقام تسلیم است وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا یعنی بار امانت آدمی گرفت و حال اینکہ در جہل تاریک بود۔

مراقبہ ۱۸ ہیجدہم پیر است یعنی در خیال طاعت پیر شود مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ نزدیک قاضی القضات پیر در دل مرید خود

رامی بیند و مرید در دل پیر خدا سے رامی بیند۔

مراقبہ [۱۹] نوزدہم آینہ است یعنی شب و روز در خیال خود و صراط مستقیم خود جوید و اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خود نمائی کند۔

مراقبہ [۲۰] بستم اشیا باشد یعنی بداند در خیال کہ خالق ہمہ اشیا اوست ہر چہ کند او کند۔

مراقبہ [۲۱] بست یکم ہویت است یعنی تمام در محو غیر ذات اللہ کہ کونہ وجود کہ ازان مراقبہ است

مراقبہ [۲۲] بست و دوم ہیبت باشد در خاطر گیرد کہ ہمہ درون عرصات عرش ایستادہ و دست ہم بستہ با سلوک پر ہیبت ترسان و لرزان و پریشان حکم قضاء اللہ بر طریق جہات کشادہ ہہابت در رساند کہ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی کشادہ در خاطر دارد کہ فرمان در رسیدہ کہ من کدام است ملک امروز خدا سے راکہ او تنہا بے وزیر و شریک و شکنندہ مقصود شما است در حساب و عذاب غرق شود

مراقبہ [۲۳] بست و سیوم وجہ اللہ باشد یا تصور وجود کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تسلیم کند یعنی ہم در ہلاک پذیرد و وجود او را بقا و خود ہم در و شود۔

مراقبہ [۲۴] بست و چہارم خاتم است راست بہشت و چپ دوزخ تصور کند و خداوند محاسب بداند۔ این مراقبہ نیست مگر تشویش در تشویش سخت نیکو۔

مراقبہ [۲۵] بست و پنجم عرش باشد غایت مرتبہ او تصور کند کہ او بر عرش است۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اما ازان شتاب میکند کہ

کہ چنین مربع می شنید و میفرماید کا ستوائ ھذا۔

مراقبہ ۲۶ بست و ششم وراء است یعنی خود را در مقام نسیان انداختن پس در آنجا عینے شہودے وجودے نیست لذتے و ذوقے و فنائے وبقائے نیست ازل و ابد نہ۔

مراقبہ ۲۷ بست و ہفتم محاسبہ کہ خود را در آنجا حساباً ویسیراً دارد بضمانت بایستد۔

مراقبہ ۲۸ بست و ہشتم صور و اشکال است استغفر اللہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صدق آن کشادہ کردہ کہ چنین صور در صحرائے وجود آید تصور کند اما درین چون بزہ کار نیست۔

مراقبہ ۲۹ کرام بست و نہم وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ در تصور کند کہ آدمی را تعظیمے و تعظیم بخشیدہ۔

مراقبہ ۳۰ سی ام نزاہت است کہ در تصویر پاکی خود باشد تا با قدوس پیوند و پاکی را راہ نماید۔

مراقبہ ۳۱ سی و یکم خدا باشد یعنی ہیچ وجود در دل موجود نہ بیند و آن صفت ہویت است لا الہ الا ھو درین کار بیشتر میبرد۔

مراقبہ ۳۲ سی و دوم فردانیت است و آن در تصور است با احد و فرد و صمد و نیز عمل این مراقبہ است۔

مراقبہ ۳۳ سی و سیوم صمدیت است لا انفصل ولا وصل ولا قراب ولا بعد در صمدیت صرف جولانی کند۔

مراقبہ ۳۴ سی و چہارم عین باشد عین الاعیان خود را بینائے آن کردہ اند یعنی ذات از عین حضور در تصور کند۔

مراقبہ سی و پنجم [۳۵] وحدت خوانند کہ حضرت علی علیہ السلام میفرماید العلم نقطہ کثرہا الجہل چنانکہ مردمان العلم کلمۃ بل حرفۃ بل نقطہ۔

مراقبہ سی و ششم [۳۶] کثرت تصور کند میرود میگیرد تا آنکہ وہم پرواز اعلی علیین واثر او بیند بلکہ برتر بیند وزہے اثر مراقبہ کہ کسے را ازان خبر نباشد محمد حسینی بسیار این حسبنا اللہ اکنون سخن کوتاہ کن والسلام

رسالہ اذکار چشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اذکار چشتیہ از افادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدان بدستیکہ اذکار ہمہ مروی اند از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعضے ذکرہا تعلیم کرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ وبلال وبعضے ہر ایک را بدین۔

روزے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را فرمود کہ یا علی بنمایم ترا راہے کہ بہ بینی بدان راہ خداے عزوجل را گفت علیؓ نعم یا رسول اللہ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بگو لا الہ الا اللہ پس گفت علی رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایم میگویم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بگو چنانچہ من تعلیم کنم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کردند امیر المومنین علیؓ وبلالؓ را۔

وبعضے ازان اذکار دو حلقی است بگوید لا الہ حالیکہ آغاز کنندہ باشد قول لا الہ از ذہن قلب چنانستے کہ بیرون می آرد از قلب غیر خداے را و بگرداند وگردن سوے جانبے است ہمچون حلقہ تا بسینہ وباز بگرداند سر وگردن

راسوے جانب چپ وبزند ربط بر وہن دل از آنجا کہ آغاز کردہ بود بقول الا اللہ چنانستے کہ درمی آرد در دل نورے از انوار خدا تعالی وظاہر کند بجنبش سر گردن را بہر دو حلقہ وتصور کند بآن اول کہ حلقہ اول راست کہ دنیا پس می اندازم از دل میکشم ولفظ دوم را کہ حلقہ دوم راست عقبی تصور کند کہ از دل کشیدہ دور میکنم وخداے را در دل جا ئیگیر میکنم وبلند کند آواز ربط وقصد کند کہ آواز ربط بود الا اللہ از درون دل بر آید وہم در آن دل بنشیند وتصور کند در حال ہر ذکر باشد خداے عزوجل حاضر است و بالحضور او تعالی نشستہ ایم وواقع چنین است وہمین مراقبہ است وہمین تصور در مراقبات دیگر نیز کند وازین تصور غافل نباشد ویقین داند کہ خداے عزوجل حاضر وناظر وقریب است از رگ شہ رگ ہم واگر نہ ذکر ہیچ فائدہ ندارد ونگاہ دارد دل را از خطرات وطریق دفع خطرات توجہ والتجا سوے شیخ مرشد کند وبسیار توجہ سوے شیخ در حال دفع خواطر دارد وبعضے ازان دو حلقی ظاہر کند بجنبش سر وگردن را ظاہر نکند ربط یعنی قولاً الا اللہ را وبعضے ازان نہ ظاہر جنبش را ونہ ربط را واین ہر دو نوع را خفی نامند واول را جلی نامند وہمچنیں در جمیع اذکار خفی باشد

ایضاً اگر ہر دو ذکر یعنی جلی وخفی با حبس تمام نفس باشد خطرات دفع وددر جمیع اذکار قصد حبس نفس کند درین تاثیر بسیار است واگر ذکر در جمیع احوال خود حال اکل وشرب وغیر ذلک حبس نفس کند زود تر بمقصود رسد۔

وبعضے ازان اذکار فنا وبقا است نفی واثبات آورد وبر دسنے نامند وبعضے ازان حدادی است وتصور در حالت اذکار بدرستی کہ نیست معبود مگر اللہ چنانچہ ہست ونیست موجود مگر اللہ۔ بندگی میان بڑہ[۵] ابن مخدوم

۵۔ مراد ازین حضرت سید اکبر حسینی فرزند کلان حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز اند کہ مشہور بہ مخدوم سید بڑے بودند۔ ع ح

سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند کہ ہمچنین شنیدہ ام از شیخ خود و مخدوم خود کشف
مزید بر حسب تصور معنی طریق ذکر فنا و بقا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و بلال رضی اللہ عنہ را تعلیم کردانیست کہ
بزند ربط اول بر دہن دل پس بجہت قبلہ در آن فرو کنندہ باشد سر خود را
سوے زمین باز بزند ربط بر دہن قلب اولا بر جہت راستا باز بجہت
چپا در دہن قلب و جلوس اذکار ہمچون جلوس کہ در صدر گفتہ شد اما میباید کہ
دہن قلب و محل قلب شناسد کہ حرفت این بنیاد افعال صوفیہ است ازین
حاصل میشود۔ نزدیک قلب پرکالہ گوشت است مثل صنوبری یعنی کہ گوشہ
جاے روح حیوانی کہ بدو تعلق کردہ است و روح انسانی کہ نام نفس ناطقہ است
عند الحکما و روح الروح اعظم است عند صوفیہ و آن فیض حق سبحانہ و تعالی و
امر از امرہاے او و شان از شانہاے اوست و ہو غیر مخلوق و آن ہر
دو مخلوق اند و موت عبارت است از زہاق روح حیوانی اتفاق
بین الحکما والصوفیہ و روح انسانی نیز و نزدیک امام محمد غزالی رحمتہ اللہ موت
عبارت است از قطع تعلقات روح حیوانی و کذا نزدیک تابعان امام
مذکور داین پرکالہ گوشت نہادہ شدہ است در جانب چپا بیس ضرب و
ربط ذاکر برو واقع میشود آنچہ او از میکرد جنس پیہ و غلیظ است میسوزد و سبب
این دو غلیظ بستہ شدہ است قلب۔ ہم ازین جہت گفتہ شدہ است وقتیکہ
فارغ شود صوفی از ذکر و در مراقبہ رود و حبس نفس کند شتاب شتاب دم نکشند
و از بسیاری ذکر دہن قلب کشادہ میشود و آنکہ اعداد ذکر دو لکھ یا نصد کرت
است و از ان فنا و بقا و جز آن دو ہزار کرت و تا سہ ہزار است ہر چند
ہر ذکر زیادہ شود مراد زود تر حاصل شود زیادہ ذکر حاصل شود و ہر ذکرے کہ شتاب

بنا یدکرد تا آنکہ از ہزار بار کم نکند باز بگزارد۔ بعضے از آن طرق ذکر فنا جلوس وفنا مثل جلوس صلوۃ است مگر زانوے راست استادہ کند وسینہ خود را دراز کند سوے قبلہ و ربط زند اولا بزانو و ربط دوم بر قلب۔ وبعضے ازان ذکر فنا وبقا این کہ استادہ شود بر سر دو زانو دران حال دراز کنندہ باشد وسینہ خود را نزدیک ربط سوے قبلہ اولا وبعد سوے قلب دوم بار آئین ذکر از اذکار ابدالان است۔ بندگی میان بڑے ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ذکر ظاہر شدہ بود مخدوم ما را انچہ ظاہر شدہ بود

وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ ایستادہ شود و پاے راست را پیش نہد پس رکوع کند بر یک زانو و بزند و ربط در حال رکوع سوے جہت اسفل پس استادہ شود و بزند ربط سوے قلب۔

وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ استادہ شود و نہد پاے راست را پیش پس پیش شود نزدیک ربط اول دران کہ اوا زباشد جہت بال بعدہ پس آید نزدیک ربط ثانی و بزند ربط بر دل۔ وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ بنہد چہار مصحف کشادہ کردہ یکے سوے راست ویکے سوے چپ ویکے در پیش ویکے در کنارہ پس زند ربط اول بر مصحف راست پس بر مصحف چپ پس بر مصحف کنارہ پس بر مصحف پیش درین ذکر تجلی قرآن میشود مر ذاکر را اما باید کہ ذکر کند۔ وبعضے طریق فنا وبقا آنست کہ بنہد ذاکر پیش خود یک مصحف را پس بزند ربط بر آن مصحف بعدہ بر دل خود و درین ذکر تجلی رب تعالی وتقدس است۔ وبعضے طرق ذکر فنا وبقا آنست کہ بنہد آتش و آنرا پیش خود بر انگشت پس زند ربط اولا بر نار پس بر دل خود درین ذکر ظہور انوار از دہن و دل ذاکر است آتش در جمیع امور ذکر ہا شرط است فافحفظ وہمچنین شرط است در جمیع ذکر ہا کہ

توجہ تام کند سوے مقصود خود بطریقے کہ نگذارد در خاطر غیر مقصود خود و تصور کند در قلب حضور خویش۔ و شرط دیگر آنست پاک بودن از منہیات شرع۔ کسے را کہ مرذوق شد این پس وادہ شد نیکی بسیار۔ بندگی میان بڑے این بندگی مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ العزیز میفرمایند کہ مخدوم ما فرمودہ اند ہر کرا طہارت نفس و توجہ تام باشد و بکند آنچہ گفتہ شدہ است از اذکار و مراقبہ حاصل شود مقصود او البتہ بہر فعلے و شغلے و کسے را باشد خواہ سلطنت و امارت و قضا و تجارت و درس و فتوی زبان نکند او را چیزے پس فہم کن و غنیمت پندار و بعضے طریق فنا و بقا بشان غلطیدہ بر قفا بزند ربط او لا سوے راستا بعدہ جانب چپا۔ بعضے از طریق فنا و بقا بر نقش ہندی بروجہ نہند سینہ خود را بر خوب دان را س نقش است پس بزند ربط او لا سوے بالا دران حال کہ بر کنندہ باشد سر خود را بعدہ جہت اسفل نظر کنندہ باشد زیر محل استلقاے خود۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند و بگیرد انگشت نر پاے راست بدست راست و نر انگشت پاے چپ بدست چپ و بجہد از نشستگاہ خود سوے راستاے خود و بزند ربط دران حال باز سوے نشستگاہ بجہد و بزند ربط باز جانب پیش خود بجہد و بزند ربط۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند ذاکر چنانچہ جلوس ذکر کہ بالا گذشتہ بزند اول طرف راستاے خود باز طرف چپاے خود باز طرف دل خود این ذکر را سہ رکنی میگویند۔ و بعضے از طریق فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول جانب راستاے خود و باز جانب چپاے خود باز جانب دل باز جانب پیش خود و نام این ذکر چہار رکنی خوانند۔ و بعضے از طریق فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول از طرف اول راستاے خود باز طرف چپاے خود باز طرف بالاے خود باز طرف دل خود باز طرف پیش خود درین حال

فروکند سر را سوے زمین ونام این ذکر پنج رکنی است۔ وبعضے از طریق ذکر فنا وبقا آنست اینکہ بنہد ہر پنج انگشت یکبارگی اول برجبہ خود باز برکتف راستاے خود باز برکتف چپاے خود باز بردل خود ونام این ذکر محبوبی خوانند۔ وبعضے ازان اذکار جبرئیل است وسہروردیہ واز شیخ خالد است۔ برین طریق بگوید لا الہ دراز کند گردن را طرف راستاے خود از اسفل سوے بالا وبزند ربط بقول الا اللہ بردل ونام این ذکر یک رکنی است۔ وبعضے ازان اذکار کروبین وجبروتین است کہ آغاز کند لا الہ از دل سوے بالا ودراز کند پس بزند ربط ہم بردل بقول الا اللہ۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ابدال است بدین طریق دراز کند دودست خود را جہت بالا چنانستے کہ میگیرد چیزے را از ہوا از نورہاے خداے تعالی وباندازد در دہن وبزند ربط بقول الا اللہ تا براند اختنی در دہن استادہ شود بردو زانو وبجنباند خود را فطاہر گرداند نشاط آن قدر کہ ممکن باشد واین ذکر استادہ ہم میکنند ونظر کند در وقت انداختن در دہن سوے کنارہ خود ودر وقت انداختن است چیزے سوے بالا کند۔ و بعضے ازان اذکار نیز ذکر ابدالی است بدین طریق بنشیند چنانچہ جلوس ذکر است پس دراز کند دست راست خود جانب پیش وخود نیز میل کند سوے بالا ومشت بند دو در وقت گفتن لا الہ چنانستے کہ میگیرد غیر خداے ومیکشد از دل برون می اندازد پس دست کشادہ کند باز مشت بند د چنانستے کہ میگیرد از نورہاے خداے تعالی باندازد در دہن وبگوید الا اللہ وبزند ربط وہمچنین بگوید بدست چپ وبدین دو ذکر تاثیر بسیار است اگر مداومت کند بدین ذکر واکثر درین ذکر حضور وشہود ابدالایان حاضر میشوند وذکر میگویند باذاکر۔

بدان یدرستیکہ جمیع اذکار اگر دایم کند ذاکر را اثر کند و میگردد ذکر قلب پس ہمیشہ ذکر کند دل ذاکر ذکر بشنود و کسیکے نزدیک ذاکر باشد او ہم بشنود پس آن روح میگردد ذاکر وبندگی میان بڑہ ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ شنیدہ ام از مخدوم خود کہ میفرمودند کہ ذکر بزبان تعلق است و ذکر بقلب وسوسہ است و ذکر بروح مشاہدہ است و ذکر بسر معائنہ است و ذکر خفی معاینہ میان ہر یک درجات است و حالات کہ بشناسد آنرا اہل آن۔ اللہم ارزقنا۔

وبعضے ازان اذکار انا فیہ دھو فی بگوید اول انا و اشارت کند سوے دل بفرو کرن سوے دل پس سر بدارد سوے آسمان بگوید فیہ و متصل با این بگوید پس ربط بزند سوے دل فی و بخواند در اثناے ذکر انا من اھوی ومن اھوی انا و اگر بخواہد این مصراع را طریق انا فیہ الی آخرہ ذکر بگرداند وبعضے گفتہ اند اگر بخواہد کہ بگوید بر طریق این ذکر انا انت انت انا و بزند ربط کہ در ذکر انا فیہ الی آخرہ۔ و اگر بخواہد کہ انا ھو و ھو انا و ہمچنین ملہمہ گشتہ اند برین ذکر بعضے صوفیہ۔ اگر بخواہند کہ بزبان ہندوی بگوید بدین طریق بگوید ہوں توں توں ہوں و ربط انا فیہ الی آخرہ بزند۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو ھو است بدین طریق اول ازجانب پیش بفتح الواو پس ازجانب بر دل ہو پس ازجانب راستاے خود ہُوَ بفتح الواو پس ازجانب چپا بفتح الواو و بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو بدین طریق آغاز کند اول ازطرف راستا بگوید ہُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل بگوید ہُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان ذکر ھو بدین طریق بگوید اول روے سوے بالا آورد ہُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل و بگوید ہُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار بسکون الواو بگوید درحال کشیدن دم و گذاشتن دم تامل کند معلوم خواہد شد کہ این شی غریب

وعجیب است ونیز مر جبرئیل علیہ السلام گفتہ شدہ است بدرستیکہ او دم میکشد
ومی برد درون وبرون ہر روز و شب بست وچہار ہزار دم است پرسیدہ
میشود از ہر دم بدو سوال یکے آنکہ درچہ کشیدی دم را دوم آنکہ درچہ گذاشتی
دم را گفتہ شود کہ من ذکر میکنم بقول ہو کشیدن نفس و در گذاشتن در ہر دو طریق۔
وبعضے ازان اذکار ذکر یا ھو جانب راست وجانب چپ یا وجانب
پیش وجانب فرود وایں ہر چہار بسکون الواو بگوید۔ وبعضے ازان اذکار لا
ھو الا ھو است بدین طریق بگوید اول آغاز کند از سر دل بقول لاہو
مد کند گردن وسر را سوے بالا چنانستے کہ بیرون میکند از دل ما سوے اللہ
را پس آن ربط بزند بر دل بقول الا ہو۔ وبعضے ازان اذکار تجلی ذات است
وطرح کند الف ولام ونقط۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف روح است ہر روح کہ باشد در ہر مقام
کہ باشد می باید کہ بگوید اول یا رب بست ویکبار وبنشیند چنانچہ می نشیند
براے ذکر ہا را پس بگوید یا روح یا روح الروح ویزند ربط بر دل پس
سر بر کند سوے بالا وبگوید یا روح ما شاء اللہ۔ ودیگر تلقین ذکر کردہ اند بندگی
میان بڑہ ابن بندگی حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز
بعضے متعلقان را بست ویک کرت واگر خواہد ربط عکس کند درین پس در مراقبہ
رود وحضور دارد وبرابر دارد قلب وروح خود را سوے مطلوب تا پیدا
می شود او را البتہ سوال کند از روح آنچہ خواہد۔ وبعضے گفتہ اند کہ بگوید سوے
آسمان اول یا روح سوے قلب دوم بار یا روح الروح۔ ہمچنین تلقین کردہ
اند بندگی میان بڑہ را حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز۔

وبعضے ازان اذکار کشف قبور و معرفت اہل قبور از نیک نیک بخت

است یا بدبخت است و این ذکر بعینہ ذکر کشف روح است۔ وبعضے گفتہ اند کہ برود مرید سوے قبر ابتداے حال بنشیند برابر روے میت از قبر پس ذکر کند و مراقبہ کند اما اگر کامل شود محتاج نباشد سوے قبر رفتن بلکہ بشناسد احوال مردگان ہر جا کہ خواہد در راہ یا در بازار یا در خلوت۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف قبر است بنشیند نزدیک قبر بر کند سر خود را سوے آسمان و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید اکشف لی پس زند ربط ثالث بر قبر برابر روے میت پس بگوید از حال خود۔ وبندگی میان بڑہ این حضرت مخدوم سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ہمچنین تلقین کردہ اند مرا بندگی مخدوم و من کرات و مرات مشغول بودہ ام۔

وبعضے ازان اذکار ذکر اجابت دعوت است و ذکر استغفار میت است و آن اینست کہ گوید سوے راست یا قریب و سوے چپ یا رقیب و سوے دل یا محیط و سوے علو بالاے سر سوے آسمان یا مجیب و وقت یا مجیب گفتن بر دو زانو استادہ شود ہر دو دست بردارد سوے آسمان و فرود برد بر روے ہمچنین بسیار نزدیک اختتام و حاضر دارد در دل مقصود و مراد خود را البتہ ہر مرادے و مقصودے کہ باشد بر آید وبعضے مریدان را مکان یا محیط یا مجیب وبعضے مکان یا محیط یا رفیق تلقین کردہ اند۔

وبعضے ازان اذکار ذکر دیگر است از براے اجابت دعوات و ہو اذکار صاحب الفصوص۔ بزند ربط اول سوے راست پس بگوید یا رب ثم الی الیسار ہکذا پس سوے قبلہ ہمچنین پس سوے آسمان بگوید یا ربی و دفعتیکہ تمام مانند ذکر اول۔

وبعضے ازان اذکار ذکر النور است بدین کہ بگوید در جانب راستا یا نور ودر جانب چپا یا نور ودر دل یا منور ذکر کند ہر روز بدین طریق۔ وبعضے ازان اذکار ذکر الحق است بگوید کلمہ الحق چنانچہ در چہار رکنی میگویند ولیکن ربط آخر بر دل زند واگر خواہد بطریق چہار رکنی ربط بزند ودرین ذکر تجلی میشود مر ذاکر را شئی پوشیدہ از جلال پس کسیکہ تحمل کند این را وصابر باشد بر آن بگردد لائق مرادہاے بسیار وامورہاے شریف واگر بخواہد طریق سہ رکنی بگوید اول سوے چپا پس راستا پس بر قلب بگوید و ضرب آخر حقی۔

وبعضے ازان اذکار ذکر حق حقی تو آغاز کند بحق از راستا پس بگوید حقی طرف چپا پس بزند ربط بر دل بقول تو۔

وبعضے ازان اذکار بزبان ہندوی است بسہ رکنی اول راستا بگوید اُوْھی ھَے چپا بگوید اَیْ ھِی ھَے وبر دل بگوید اَیْ ھِیْنَ ھَے۔

وبعضے ازان اذکار ہندوی است بنشیند مربع بر نہج جلوس جوگیہ وبر کند چشم سوے آسمان وبگوید اُوْھی ھَے الف مرت آخر بر دو لطا ہر گردد مر ذاکر را حالتیکہ بر شود خانہ چون از ذکر باز ماند بر حالت خود بیاید چنانچہ بود۔

وبعضے ازان اذکار ذکر شیخ است بگیرد نام آن شیخ را بر کند روے سوے بالا بر ابر پس بزند بر دل ہمچنین ذکر کند ہزار بار این اصل است اگر زیادت بہتر است مر ذاکر را واین ذکر نیز از طریق حشام است۔

وبعضے ازان ذکر دفع امراض واسقام از جہت دردہا نیز۔ بگوید طرف راستا یا احد ودر چپا یا صمد وبر دل یا فرد وجہت بالاے سر خود یا وتر واگر بخواہد کہ در محل یا فرد یا وتر بگوید ویا در محل یا وتر یا فرد بگوید ہمہ جائز باشد۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف حقایق اشیا است وآن ذکر یا احد یا صمد

است پس بنشیند چنانچہ از جہت ذکر می نشیند پس ربط اول در طرف پیش سوے بالا بگوید یا احد بزند ربط بر دل بگوید یا صمد و اگر بخواہد راستا و چپا بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر فہم کردن تجلیات از جمالیت و طریق آن است کہ وقتیکہ بہ بیند چیزیرا تفکر کند درو و بگوید یا رب فہمنی یا ہو پس رجوع کند سوے فکر و فہم آن چیز نصیب گرداند اللہ تعالی فہم او را بفضل خویش۔ وبعضے ذکر فنا و بقا در حالت راہ رفتن است اگر شتاب روان میشود بگوید در وقت نہادن ہر قدم اگر آہستہ و با وقار روان شود بگوید نزدیک قدم راست لا و نہادن قدم چپ الہ باز نزدیک راست الا باز نزدیک قدم چپ اللہ بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر العروج بر سماوات است برین بگوید یا علی یا عالی یا رافع یا رفیع۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف العرش و استوی است آغاز کند از جہت آسمان و بگوید یا من استوی علی العرش و بزند ربط بر دل نزد گفتن العرش چنانچہ ذکر میگویند جبروتین و کروبین۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف الملکوت است و حاضر شدن ملایک است و درین ذکر کشف روح نیز است و آن این است بگوید از جانب راستا سبوح و در جانب چپا قدوس باز سوے قبلہ سر بالا کردہ رب الملئکۃ باز سوے دل بگوید والروح و اگر خواہد کہ آغاز کند در راستا بگفتن سبوح و در چپا بگفتن قدوس باز از راستا ہم بدین طریق و بگرداند سر را طریق حلقہ سوے بگفتن رب الملئکۃ و تمام کند بر دل بقول والروح۔

وبعضے ذکر زبان ہندوی بر طریق پنج رکنی است راستا بگو اینہان

تون ودر چپا بگوید اونہان تون بالاے سر سوے آسمان بگوید اونہان تون۔ واین ذکر منسوب سوے شیخ المشایخ شیخ فرید الدین اجودھنی است بندگی شیخ فرید الدین این ذکر بسیار میکردند۔

وبعضے ازان اذکار ذکر یا احد یا صمد یا فرد یا وتر است آستین پیراہن دست چپ بکشد بر کتف انداز دو بنہد قدم راست خود را شتاب شتاب بگوید یا احد پس چپا بگوید یا صمد باز طرف راست یا فرد باز طرف چپا یا وتر بلند گوید و پاے راست چنانچہ میکند نزدیک است پس رجوع سوے مکان ہمچنین واللہ اعلم بالصواب مرتب شد۔

تمام شد رسالہ اذکار چشتیہ

شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ز دریاے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو

تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین یا کریم

شرح بیت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ از زبان معجز بیان خوارق بنیان حضرت صدر شریعت بدر طریقت غواص بحار معرفت شاہباز بلند پرواز مسند نشین سربناز ابو الفتح الولی عین علی میران صدالدین محمد گیسو دراز الملقب من عند اللہ تعالیٰ بہ گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔

امیر خسرو دہلوی فرماید

زدریاے شہادت چون نہنگ لا بر آرد ہو
تیمم فرض گردد نواح را در عین طوفانش

بدان اے برادر فہیم و دانا ے مستقیم کہ درینجا مراد از "دریاے شہادت" عالم ظاہر است کہ آنرا ملک ناسوت گویند و ہر ظاہر را باطن است الی تسعة ابطن وکنایہ از "نوح" سالک است۔ چون بکرم اللہ تعالیٰ سالک مسلک قدم صدق در سفر باطنی نہد این وجود ظلمانی ظاہری کہ کنایہ از دریاے شہادت است

فانی گرداند یعنی تبدیل اخلاق کردہ چنان شفاف صاف کند کہ عکس پذیر شود
تا بطفیل حبیب اے محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی وجودش
درگرداب ضلالت و ندامت نیفتند۔ خوش گفتہ است کسے کہ گفتہ ؎

چون ترا پاک از تو بستانند دولت آن دولت است و کار آن کار

بعدہ عالم ملکوت کہ باطن اوست ظاہر شود و دران اسرار لاہوتی کہ اشارت
از "نہنگ" است ظہور پذیرد چنانکہ یکے غواص درین دریاے آشنائی
شنائی کردہ جواہر مراد خویش دست آوردہ چہ خوش سرفرازی و دلربائی میکند
گوش یگانگی و اخلاص بشنو ؎

رسیدم من بدریاے کہ موجش آدمی خوار است
نہ کشتی اندران دریا نہ ملاحے عجب کار است

چون بکرم حق سبحانہ و تعالی عاشق صادق و طالب فایق قدم طلب پیشتر نہد
یعنی میخواہد کہ درین دریا شنائی کند از کمال سطوت او تعالی بندہاے کشتی
وجودش ہمہ جدا شوند بعدہ از تلاطم امواج نور سبوحی و قدسی تا بے نیازی کہ مراد
ازان "طوفان" است ظہور پذیرد یعنی تجلی شود و در آن محو فی محو و طمس فی
طمس و رمس فی رمس گردد کما قال الجنید رضی اللہ عنہ الحادث
اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر۔ امینی قدس اللہ سرہ
العزیز از دریاے وحدت چہ خوش گوہرہاے بے بہاے آوردہ در گوش
جان منسلک کن۔ **مثنوی**

عشق است ز عالم الہی معلوم کسے نشد کماہی
ہرکس کہ رسید گشت خاموش وآنکس کہ چشید گشت مدہوش

چون بکرم اللہ تعالی و بطفیل حبیب اللہ محمد رسول اللہ صلوات علیہ وآلہ سالک

واصل درین مرتبت و رتبت رسید و آنکہ عنایت کہ مشاطۂ بارگاہ الوہیت اوست آمدہ کشتی طلبش را بر جزیرۂ اخلاص فرود آوردہ و در حجرۂ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ نشاندہ جامہاے معشوقی و محبوبی کہ تعریفش اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ است در خلق الطاف و اشفاق آوردہ وجود سالک واصل خاکی کہ مراد ازان "تیمم" است بپوشاند و تاج محبوبی کہ وصفش یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ است با دریے بہاے کہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفہم غیری بر سرش نہد و قباے عاشقی صادقی کہ خیاط ازل بمقراض فنا فی اللہ تقطیع کردہ و بسوزن بقا باللہ و بریسمان شریعت و بخیۂ طریقت و بفراویز حقیقت دوختہ و بجواہر اخلاق محمدی مرصع کردہ بود بدان مشرف ساختہ و بعطریات سروریات الٰہی معطر کردہ بر براق وحدت بلجام خدائی پاے در زین دلربائی آوردہ بر کاب شوق و راحت سوار کردہ و عنان مراد با چابک انکسار بدستش سپردہ و چتر معرفت بدست توفیق الٰہی دادہ بر سرش گرفتہ وجود نقیب وار انی انی کنان پیش شدہ در کوشک صمدیت کہ مقام معشوقان و محبوبان درگاہ الوہیت اوست از آنجا فرود آوردہ بر کشتی وصال بہیتال نشاندہ گلہاے انوار محمدی بر چہرۂ مبارکش ایثار کردہ و وقت وصال بدست مغنی اسرار وحدت سپردہ جلوہ دہد کہ الانسان سری وصل بی۔ چنانچہ درین مقام حضرت سرور پیغمبران و امام واصلان و تاج سر ہمہ محبوبان و معشوقان بر تخت نبوت نشستہ بزبان مبارک چہ درریزی و گہر افشانی میکند در رشتہ جان منسلک کن قال علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب ولا نبی مرسل۔ و حضرت سرور اولیا علی مرتضی علیہ السلام نیز درین مقام

برکرسی خلافت نشستہ بزبان دربار گوہر نثار میفرماید لوکشف الغطاء
ماازددت یقینا۔ آہ یکے بیچارۂ نیستے نابودے مبتلائے متحیرے
چہ خوش اشارتے نظارتے میکند بگوش استغراق بشنوے
درمیان صد ہزاران گر یکے راشد وصال زندۂ جاوید گشتا اگرچہ حیران شدچہ شد
و دیگرے عاشقے واصلے چہ خوش نظرے ظاہرے می آورد بگوش معرفت
بشنوے

اے نسخۂ نامۂ الہی کہ توئی وے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون زتو نیست انچہ درعالم ہست درخود بطلب ہرانچہ خواہی کہ توئی

چنانچہ درین مقام حضرت سرورعالمین وامام الواصلین رسول رب العالمین
علیہ السلام میفرماید من رانی فقد رای الحق انا احمد بلا میم
سبحان اللہ عاشق مبتلائے وواصل منتہی را لابد است کہ درین مقام قرار
گیرد یعنی درین مقام جمع الجمع متوطن شود زیراکہ درین مقام طالب مطلوب
شدہ ومطلوب طالب۔ پس ازین روبر سالک واصل "یتیم" فرض گشتہ
یعنی درعین تجلیات انوار معشوقی ومحبوبی کہ در ظاہر خاکی باو تعالی اگشتہ باقی
ظہورکردہ است وفیض او رنگ آمیزی نمودہ است درآن حال باو تعالی
مبتلائے جمال خویش باید شد کما قال الجنید رحمتہ اللہ علیہ
النہایت رجوع الی البدایت خوش گفت کسے کہ گفت ے
دانی چہ رازہا است درین پردۂ وجود کین جلوہ ہائے خویش خدائی خود نمود
سبحان اللہ وبحمدہ کثیرا ازین مقام زیادہ ترچہ باشد من عرف
اللہ کل لسانہ درین مقام است اگراین واین فافہم واغتنم
من ذاق عرف ومن عرف وصل ومن وصل لا یرجع

چنانچہ یکے واصلے و بتلاے دیوانہ باخداے خویش گشتہ یکے بزبان ہندوی
خوش دہرہ میفرماید بگوش وصال بشنو دہرہ

ہیرت ہیرت اے سکہی ہون ہی گی ہیراے
بوند جو پڑی سمند میں سوکیوں ہیری جاے

سبحان اللہ کدام جلوہ گریست این بکمال کرنگ و بحب جیبک این جلوہ
وصال گوہر مثال برین بساط بانبساط میسر گرداناد بحرمت محمدؐ و آلہ
الامجاد وختم بالخیر والصواب والیہ المرجع والماب۔

تمت تمام شد بالخیر والکرام

برہان العاشقین

المعروف بہ

قصہ چہار برادر

و مشہور بہ

شکار نامہ

از افادات

حضرت برہان الکاملین الواصلین سید السادات ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

و

شرح این مقالہ مستطاب

از بزرگان سلف

۱۴۰۱

برہان العاشقین

از تصنیفات حضرت خواجہ بندہ نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز حسینی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ والہٖ اجمعین
قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند ویکے برہنہ بود۔ آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت بباز ار رفتیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم لبست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند یکے دو خانہ و دو گوشہ نداشت آن برادر زردار برہنہ آن کمان بیخانہ وبیگوشہ بخرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے پر و پیکان نداشت آن تیرے پر و پیکان را بخریدیم و بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت آن برادر زردار برہنہ کمان کش تیر انداز از ان کمان بیخانہ وبیگوشہ آن تیرے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیانہ نداشت صید را بدان

گمند بے کرانہ وبے میانہ برمیان بستیم خانۂ می بایست کہ مقام کنیم وصید را
پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند ویکے سقف ودیوار نداشت
درآن خانۂ بے سقف وبے دیوار درآمدیم دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ
حیلہ دست نمیرسید مغاکے چہار گز زیرپاے کندیم دست بہ آن دیگ رسید
چون شکار پختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض
دارم برادر کامل مکمل درکمین نشستہ بود استخوان شکار را از دیگ برآورد بر
تارک سروے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بر سرآن
درخت زرد آلو رفتیم خربزہ کاشتہ بودند بفلاخن آب میدادند از آن درخت
باذنجان فرود آوردیم وقلیہ زردکے ساختیم وباہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند
کہ آماس شدند پنداشتند کہ فربہ شدند بدر خانہ نتوانستند رفت ودرنجاست
خود ماندند وما بہ آسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم وبردرخانہ بخفتیم وبسفر
روان شدیم۔ والوالالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

شرح برہان العاشقین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائے سخن بنام یکے — در دو عالم یکے ست نیست شکے
او یکے و صفات او بسیار — لیس فی الدار غیرہ دیار

ایہا الاحباب ھذا الجواب آنچہ گفت:-

ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ اللہ اعلم العقل والنفس والطبیعت والہیولی۔ یعنی ما چہار ارواح بودیم اول روح ربانی۔ دوم روح حیوانی سیوم روح ملکوتی سمائی۔ چہارم روح انسانی قدسی ربانی۔ یعنی این چہار برادر از پردۂ خضرائے افلاک بگنبد غبرا متوجہ گشتیم بامر اِھْبِطُوْا از آسمان بہ ارض افتادیم بطلب صید معرفت صفات و محبت ذات احد پاک از قربت بہ بعد افتادیم و از جمع بتفرقہ چوں سرّ کنت کنزا مخفیا وقوف داد ندعزت معشوق تیغ عشق عاشقانرا شہید گردانید تا گنج بیغما شود۔ آنچہ گفت کہ

بہ بازار شدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم قضا رسید بقدرت کشتہ شدیم از آن چہار مقتول بست و چہار زندہ مقتول خاستیم

جمادی

بر سر چار سوے جنونی بقبضهٔ بے نیازی چون عقل مجازی و علم لاینفع ریختند و از
خاکے که بدان چون گل شد آئینه دل ساختند بفعل مقتول شهید اول چهار
عقل یعنی حسی و غریزی و طبیعی و حقیقی و چهار نفس اماره و لوامه و ملهمه و مطمئنه و چهار
جنس حیوانی و جنی و ملکی و انسانی و چهار نوع کافر و فاسق و منافق و مومن و
چهار عنصر باد و آتش آب و خاک و چهار طبع بلغم و صفرا و سودا و خون۔ آنچه گفت
که سه برادر جامه نداشتند یعنی حیوان و نبات و معادن لباس استعداد
کمال نداشتند افراط و تفریط در اختلاف و نزع سردی و خشکی گرمی و تری دور
گروه برانگیخته و هر یکے بدامے آویختند ما گفتیم از سما سوے ارض فنا دیم و باز از
ارض میرویم بسما۔ آنچه گفت یکے برهنه بود آن برادر برهنه درستے
زر در آستین داشت۔ یعنی که آن برادر انسانی از لبس غرور و تلبیس
شیطانی برهنه بود نقد درست ایمان در آستین عنایت داشت که عنایت
الازلیت کفالت الابدیت در وسط حال مجردی بنزد عارف مخلص ندائے
فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ شنید خطاب لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا را اجابت کرد در اجتهاد و جهد سعی کردیم
بحکم لیس۔ آنچه گفت که ما چهار کمان دیدیم سه شکسته و ناقص
بودند یعنی اعتمادے نمی شائیست۔ اول کمان رسم و عادت ابناے روزگار
هر کسے بقیاس اقواس بے قیاس اساس نهاده بودند مانند قدرت عامیانه
ناقص و بے بنیاد۔ دوم کمان تعصب و کنایت که بطریق فهم و خیال خود چیزے
گفتیم مثال هفتاد و دو فرقه کلهم فی النار۔ سیوم کمان اسنادها و منقولات و
معقولات و مخالفات و روایات و مسائل و رسائل که برهم می بندند و
طریق را مشوش و مشترک میگردانند۔ چهارم کمان قرأت و شرایع و سنن که

ع بدان

قوس مستقیم است اما این کمان بقوت بازوے ہرکس نیست۔ آنچہ گفت کہ یکے کمانہا دوگوشہ وخانہ نداشت یعنی این کمان قرآن بحریست کہ کرانہ ومیانہ نداشت قولہ تعالی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّی رب نور قران کمان دہری را تیر زبان وکمان دولت را تیر قلم باید۔ وآنچہ گفت کہ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند اول تیر بخل دوم تیر قہر سیوم تیر خشم وکبر کہ اینہا بوقت مرگ تباہ میشود قولہ تعالی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ۔ آنچہ گفت کہ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت۔ یعنی امارہ ولوامہ وملہمہ از حیات حقیقی مردہ و بیخبر بودند۔ آنچہ گفت کہ یکے جان نداشت یعنی مطمئنہ کہ بے فرمان حرکت نکند بفرمان جنبد تیر صدق وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ در کمان اخلاص نہادیم وبقوت لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکشیدیم ودر کشا دصید مطمئنہ قید کردیم۔ مرد کہ پیر شود بیک تیر سہ صید تواند کرد یعنی بیک کلمہ لا الہ الا اللہ ہر سہ نفس را بند سازد۔ آنچہ گفت کہ کمندی بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی این صید شہید را شہود شاہد بریم آنچہ گفت کہ چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ بودند کہ کسے از پارہ ہا راست نیشود اول کمند جہل مرکب وجہل بسیط دوم کمند غرور برحمت وپندار طاعت باری سیوم کمند دلیری با امید رحمت وتمناے خیال نومیدی از کرم کریم۔ آنچہ گفت کہ ویکے دو کرانہ ومیانہ نداشت یعنی از عنایت بے نہایت کہ نہ اول پدید بود کہ نہ از کے ونہ آخر پدید کہ تا کے ودرمیان ہیچ حدے وعدے ظاہر نبود یعنی حَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا بدین حبل بر فتراک وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ بستیم وبطریق وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ روانہ شدیم در مقام رضینا

بقضاء الله تعالیٰ ثابت باشوق تَوَکَّلْتُ عَلَی اللهِ بدین کمند بے کرانہ وبے
میانہ بستیم۔ آنچہ گفت کہ خانۂ می بایست تا مقام کنیم واین صید را تا کہ
بپختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بود اول خانہ بدن معلول ن بودند
کہ مقام اضداد شدہ است کہ از معانی مجہول بمرگ درہم افتادہ دوم خانہ امید
بدوستی دنیا دراز امیدی از فراموشی مرگ از غایت غفلت سیوم خانہ قوت
ظاہری ومغرور بہ غش وجود در کاسۂ بدن می پختیم بہ آتش ندامت پختہ شد بہ
وسوسہ شیطانی توہم غرور یعنی کبر وعجب پندار از بالاے دماغ برآمد وبر
مجالس اخلاق افتاد وگفت نصیبے مفروض دارم نصیب من بدہید آن برادر
کہ لباس غرور نداشت واز صفات ذمیمہ برہنہ بود نقد درست ایمان
در آستین غائب داشت وبدان کمان چنان قید کردہ بود وبہ معرفت ساختہ
یعنی آن روح ونفس ناطق تا عقل کل وعلم بالغ وقوت توحید وعمل صالح کہ بہ
حقیقت خلیفہ حق ومنشور قولہ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ داشت
بہ قوت رجولیت کرد کہ استخوان مخالفت وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
بحکم آیت اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ نفس وہوا وشیطان
ودنیا گرد کہ درخت مکرد تَخْرُجُ فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ
رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ازپاشنۂ عقبۂ عاقبت کاروے بیرون آمد۔ یعنی
این دعویٰ معنی کہ اول کردہ بود قولہ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ طمعہ ایمان
کند ضعیف کہ در دل پوشیدہ کہ در آخر آشکارا کردیم کہ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ
كَانَ ضَعِیْفًا گذر کرد گشت راجع شد واز تیر تقدیر اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِیْنَ لاجرم باصل خویش راجع شد کل شیٔ یرجع الی اصلہ
سنجد مگر کہ سرداشت مفرد محکم ما از عقبہ عاقبت کاروے بیرون آمد وبیجان

زرہ وہرزہ کاران زر دار گذاشتیم کہ الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب آنچہ
کہ گفت کہ چندان بخوردند کہ آماس گشتند پنداشتند کہ فربہ شدند
تا ازیشان ہراس کردیم کہ مبادا ہمچون ایشان در ہراس گردیم ایشان فربہی
از لاغری وآماس از شکم تہی بازنداننند۔ وآنچہ گفت کہ از خانہ بآسانی بیرون
آمدن نتوانستند در نجاست خود ماندند یعنی کہ در ضرب والنازعات
در رنج جان کندن وحسرت خان ومان ماندند وجان ایشان را بسختی برمیکشید
چنانچہ سکر موت از منکرات ایمان لذات نمایند ودر علت سیل واستغراق
ودرد وداغ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذٍ اِلْمَسَاق
در رنج مالا یطاق وعقوبت ہجران وفراق جان از تن ایشان جدا میشوند
وتا قیامت در عذاب القبر گرفتار می مانند نعوذ باللہ منہا۔ آنچہ گفت
وما بآسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم یعنی جواہر انسانی بقوت
جذبہ رحمانی باشارہ اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ آسان از ایشان بہ بستانی روند واز
غلو کہ کید آن خانہ بدن است چون باد بپرورند وضرب اِهْبِطُوْا را ہم از اِرْجِعِیْ
یابند ندائے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ہمچو لبن از میان فرث
دایم مثل گل از گلاب از میان خار چکید آسان بود بہ دشوار۔ آنچہ گفت کہ
بر در خانہ بخفتیم وخوش بسفر روان شدیم ختم شد یعنی در شہر گورستان
کہ فنائے محض است بخفتیم ودرے بر روے خلق ببستیم ودر روضہ بنشستیم
واین بیت مسافرانہ گفتیم بیت۔

شاہ ما چون بعشق میسازد ۔ اِهْبِطُوْا را بہ اِرْجِعِیْ بازد
این سوال وجواب گشت تمام ۔ بر محمد زما درود وسلام

تمت

شرح دیگر برہان العاشقین کہ ناتمام است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبت للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین
قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند
یعنی چہار ارواح یعنی نہ فلک سہ ازان چہار ارواح جمادی و نباتی وحیوانی
سبب کثافت نسبی و اضافی قابل تجلیات نبودند از کسوت عاری بودند
ویکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بنسبت فرط لطافت از کسوت عارض
مجرو و یکتا بود و قابلیت انفکاک انوار الٰہی میداشت۔ آن برادر برہنہ
در ستے زر در آستین داشت یعنی کہ بقیہ از گنج مخفی در آستین وجود
باخود داشت کہ الانسان سری وصفتی۔ بہ بازار رفتیم یعنی بظہور آمدیم
وازمرتبہ احدیت بواحدیت رسیدیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم
قابلیات و استعداد حاصل کنیم یعنی تقاضاے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق یعنی تنورات با ملاحظہ ذات وصفات
تجلیات ذات وصفات۔ قضا رسید ہر چہار گشتہ شدیم یعنی ہر
چہار از اطراف اطلاق بہ تقید آمدیم از ستنی غیر ستو دیم خلقت رسیدیم بخلقت

قتل کنایت از جدائی از مقام اصلی است الفرقت اشد من القتل بست و چہار زندہ بر خاستیم یعنی ہر یکے بر چہار تقیید نسبی و اضافی بہ شستگان صفت متصف شدیم یکے تعین مرتبہ ظہور دوم آنکہ ہر یکے در مرتبہ خود اسمے یافتیم سیوم آنکہ ہر یکے در مرتبہ خود قابلیت یافتیم چہارم آنکہ ہر یکے بعلم رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ پنجم ہر یکے را کثافت نسبی پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم آنکہ داغ خلقت بر ناصیہ ہر یکے فرا پدید آمد و ازین میتواند بود کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ۔

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم	مرا بانیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی	ندانم یا ترا زین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند یعنی جمادی و نباتی و حیوانی زیرا کہ بعض اسمائے صفات بودند آن مظہر جملہ اسمائے صفات ازان جہت ناقص گفت یعنی چہارم استعداد انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات کامل لطافت بود۔ ویکے دو خانہ و دو گوشہ نداشت یعنی ہیچ کجی و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات ماسوے اللہ نبودش و بحقیقت کجی و خمیدگی التفات است بغیر ذات پاک بدانکہ مثال انسان خورشید است کہ وقت استوا بر صحرا ہموار بتابد ہیچ کجی ظل و ظلمت نیست آن برادر زر دار برہنہ آن کمان بیخانہ و بے گوشہ آن استعداد او راہیچ کجی و خمیدگی نداشت حاصل کرد۔ عبارت چنین آمد کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ بخر بدتیرے می بایست یعنی قابلیت می بایست۔ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ازان از حمل بار امانت ابا اور دند و ترسیدند دیگے پر و پیکان نداشت

یعنی قابلیت چهارم انسانی پر وپیکان خودبینی وخودنمائی نداشت۔ آن برادر برهنه یعنی روح
انسانی الطف آن تیر بے پر وپیکان را بتجرید وبطلب صید
بصحرا شدیم یعنی بصحرائے وجود آمدیم یعنی صید حقیقت کار۔ چهار آهو
دیدیم سه مرده بودند ویکے جان نداشت یعنی چهار مراتب عالم
دیدیم و سه مرده بودند ناسوت وملکوت وجبروت تا عالم لاهوت، هالک
است کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ در عالم لاهوت بود۔ ویکے
جان نداشت یعنی حقیقت که از و پیدا آید نداشت کل حقایق را نه
ور احقیقت ماهیت گنج مخفی دیگر است۔ آن برادر زردار کمان
کش تیر انداز از آن کمان بیخانه وبے گوشه آن تیر
بے پر وپیکان را بران آهوئے بیجان زد کمندے
می بایست تا صید را بفتراک بندیم چهار کمند دیدیم سه
شکسته پاره پاره ویکے دو کرانه ومیانه نداشت صید را
بدان کمند بے کرانه ومیانه برمیان بستیم خانه می بایست
که مقام کنیم وصید را پخته سازیم چهار خانه دیدیم سه شکسته
و در هم افتاده بودند ویکے سقف ودیوار نداشت در
آن خانه بے سقف وبے دیوار در آمدیم دیگے دیدیم
بر طاق بلند که هیچ حیله دست نمیرسد مغاک چهار گز
زیر پائے کندیم دست به آن دیگ رسید چون نشکار

پخته شد شخصے از بالاے خانه فرود آمد که بخش من بدهید نصیبے مفروض داریم برادر کامل مکمل در کمین نشسته بود استخوان شکار راز دیگ برآورد بر تارک سر وے زد درخت سنجدے از پاشنۀ پاے او بیرون آمد بر سر آن درخت زرد الو رفتیم خربزه کاشته بودند بفلاخن آب میدادند ازان درخت بادنجان فرود آوردیم و قلیۀ زرد کے ساختیم و به اہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند که اماس شد ند چندان فربه شدیم بدر خانه بیرون نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند و ما با ساقی از کلید آن خانه بیرون شدیم و بر در خانه بخفتیم و بسفر روان شدیم و اولوالالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ

از حضرت ابو صالح محمد عرف شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد والہ اجمعین

اما بعد فلما رای والدی واستاذی ومرشدی جامع الفروع والاصول مہد المنقول والمعقول علم الہدی دافع الردی قدوۃ الانام بدر التمام مربی السالکین مرشد الطالبین سید المحققین ذروۃ المدققین تاج المتقین امام المومنین سراج الدنیا والدین سلطان الواصلین قطب الاولیا ابو صالح الشیخ محمد عرف بشیخ حسن محمد بن شیخ احمد عرف بمیا نجیو بن الشیخ نصیر الدین بن الشیخ مجد الدین بن الشیخ سراج الدین بن الشیخ کمال الدین المستفیض صورۃً ومعنیً من خالہ الحقیقی وابن عم ابیہ الشیخ قطب الاقطاب بلا شک والارتیاب شیخ نصیر الحق والدین محمود الاودھی الچشتی چراغ دہلی

لہ رحلت حضرت شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ بروز شنبہ ۲۸ ذی قعدہ ۹۸۲ھ واقع شد ومزار مبارک اوشان در احمد آباد گجرات است۔ ع ح

ایدہ اللہ اللطیف بلطفہ الخفی والجلی۔ ہذہ الرسالہ التی عبارتہا ہکذا:۔
"ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جا ہا نداشتند یکے برہنہ بود آن
برادر برہنہ در ستے زر در آستین داشت بہ بازار رفتیم تا بجہت شکار تیر و کمان
بخریم قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم وبست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار
کمان دیدیم سہ شکستہ ویکے ناقص کہ دو گوشہ و دو خانہ نداشت آنزا کہ دو خانہ
و دو گوشہ نبود آن برادر برہنہ وزر دار خرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم
سہ شکستہ ویکے پر و پیکان نداشت آنزا کہ پر و پیکان نبود آن برادر برہنہ
وزر دار کمان کش و تیر انداز بخرید بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم
سہ مردہ ویکے جان نداشت آن برادر برہنہ وزر دار وکمان کش وتیر انداز
ازان کمان بے دو خانہ وازان تیر کہ پر و پیکان نداشت برآن آہو زد
کمندے می بایست کہ صید را بفتراک بند دچار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے
دو کرانہ ومیان نداشت آنزا کہ دو کرانہ ومیانہ نبود ازان صید برمیان بستیم
خانہ می بایست کہ مقام کنیم وشکار ریختہ بسازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم
افتادہ ویکے سقف ودیوار نداشت آنزا کہ سقف ودیوار نبود درآمدیم
دیگے می بایست دیگے دیدیم بر طاق بلند ہیچ دست نمیرسد بعدہ چہار گز
مغاک زیر پایے کندیدیم آنگہ دست برآن دیگ رسید چون شکار ریختہ شد
مردے از بالاے آن خانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم بعدہ آن
برادر برہنہ زردار کمان کش وتیر انداز کہ درکمین نشستہ بود استخوانے از
دیگ برآورد وبرکرد وبرنارک سرآن مرد زد درخت زرد آلو سنجد از پاشنہ
پاے او برون آمد برآن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند وبغلاخن آب
میدادند ازان درخت دامن بادنجان فرمود آوردیم وقلیہ زردکے ساختیم

وباہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند که آماس کردند از خانہ بیرون نتوانستند رفتن وما بآسانی از کلدان آن بیرون شدیم وبر در خانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم ارباب تصرف والو الالباب تعرف وسرداران فقرا این حالات باز دانید"

انتهت مشكلا لا يفهم منها اكثر الناس حرفا و لا يجدون لها في هذه الديار شرحا فشرحتها كفصل الخطاب شافيا الصدور الطلاب لان فوايدها اكثر من ان يحصى وعوايدها اوفر من الرمل والحصى ـ

عبارت الشراح مع المتن ہکذا :ـ

ما چہار برادر بودیم یعنی چہار عناصر کہ از نہ دیہہ از نہ فلک ظہور یافتیم چہ ہیولی عناصر یکے بود از تاثیرات افلاک چہار گشت سہ جامہا نداشتند یعنی لباس نداشتند کہ بدان از صورت اصلیہ خود بدر آیند اگرچہ فی الجملہ اختلاطے بود چہ کرۂ ارض وکرۂ آب وکرۂ ہوا خلوصیت از ہر یکے رفتہ واختلاطے پیدا گشتہ چنانکہ در علم حکمت مکدر گشتہ ـ ویکے برہنہ بود کہ عنصر نار است ہیچ وجہ خلطے ندارد ـ آن برادر برہنہ در سے زر در آستین داشت یعنی بعد از پوشیدن جامہ مزاج تاثیر وے غالب از ہمہ چہ نسبت بروح دارد وببازار ترکیب رفتیم تا بجہت شکار روح تیر وکمان کہ اسباب تعلق روح اند ومتعلقات وے اند بخریم ـ قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم صورت اصلیہ من نماند وامتزاج یافتیم وبیست وچہار زندہ برخاستیم از ہر یک شش شش پیدا شد حواس خمسہ وروح حیوانیہ زیرا چہ ہر یک را

دخل است درو۔ آنگاہ چہار کمان دیدیم کہ چہار اخلاط است صفرا و
سودا و خون و بلغم سہ شکستہ کہ بدان تیر انداختن نہ* و یک
ناقص کہ دو گوشہ و دو　　نداشت ہمین قبضہ داشت و قابلیت
داشت۔ آنرا کہ دو خانہ و دو　　گوشہ نبود آن برادر برہنہ
زردار خرید آتش بصفرا تعلق گرفت۔ تیر می بایست تا شکار بروح بدان
تیر بدست آریم چہار تیر دیدیم کہ قوای اخلاط اند سہ شکستہ بدان شکار ممکن
نہ کہ قوائے سودا و بلغم و خون اند و یکے پر و پیکان نداشت کہ ناقص است
تمام وے ممکن نہ و آن قوت صفرا است آنرا کہ پر و پیکان نبود آن
برادر برہنہ و زردار و کمان کش و تیر انداز بخرید کہ آتش است
بطلب صید بصحراے ظہور شدیم و مرکب گشتیم۔ چہار آہو دیدیم
نفس جمادیہ و نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ سہ مردہ و یکے جان نداشت
کہ روح انسانیہ است چون بجسم تعلق گیرد در تصرف آید۔ آن برادر برہنہ و
زردار و کمان کش و تیر انداز ازان کمان بے دو خانہ و ازان تیر کہ پر و
پیکان نداشت بر آن آہو زد۔ روح تعلق بگرمی دارد۔ کمند می بایست کہ صید روح
را بفتراک بندد۔ چہار کمند دیدیم کہ کلیتین و جگر و شش و قلب سہ
پارہ کہ بدو بستن آن شکار میسر نہ و یکے دو کرانہ و میان
نداشت کہ آن قلب است شکل صنوبری دارد و پس میان و کرانہ
نباشد چہ مدور را کرانہ و میانہ کو۔ آنرا کہ دو کرانہ و میانہ نبود ازان
صید بر میان بستیم روح انسانیہ بدان تعلق گرفت۔ خانہ می بایست
کہ مقام کنیم و شکار را پختہ سازیم روح انسانیہ بکمال خود رسد۔ بعدہٗ

---

* در نسخہ منقول عنہ چند الفاظ اینجا غائب اند۔ ع ح

چهار خانه دیدیم چهار کرهٔ عناصر۔ سه در هم افتاده که کرهٔ آب کرهٔ ہوا
و کرهٔ آتش در و مسکن نتوان کرد و یکے سقف و دیوار نداشت که کرهٔ ارض است
آنرا که سقف و دیوار نبود در آمدیم و مسکن خود ساختیم۔ دیگے می
بایست که دران دیگ شکار روحی را بپزیم بکمال خود برسد دیگے
دیدیم بر طاق بلند که افلاک اند و کمال آن شکار بر قواے آں موقوف
است ہیچ دست نمیرسد۔ بعده چهار گز مغاک زیر پاے
کندیدم ہر یک عنصر را مقدار گز اعتبار کردیم یعنی قواے علویه بے قواے سفلیه
تاثیر نمیکنند آنگه دست بدان دیگ رسید۔ چون شکار ریخته شد
مردے از بالاے آنخانه برون آمد که بخش من دہید
نصیبے دارم یعنی مرضہاے که آسمانی اند پیدا شدند بعده آن برادر
برہنه زردار کمان کش و تیر انداز که در کمین نشسته بود
که گرمی آتش است استخوانے از دیگ بر آورد و بر کرد بر
سر و تارک آن مرد زد یعنی اصل دفع امراض از روح است که نسبت
بگرمی دارد به استعانت قواے علویه و سفلیه که استخوان عبارت ازوست۔
درخت زرد آلو سنجده از پاشنهٔ پاے او بیرون آمد بعد
ازان دفع مرض صحت پیدا شد بر آن درخت رفتیم خربزه کاشته
بودند و بفلاخن یعنی منجنیق که با و سنگ می اندازند آب میدادند یعنی
قوتہا و نباتہا در زمین میرویند پرورش وے بہوا است ازان درخت
دامن بادنجان فرود آوردیم یعنی چیزہائیکه قوت انسان میشود پیدا
شد و قلیه زردے ساختیم و اہتمام مہیا کردیم و باہل دنیا گذاشتیم
که ہر که خدا را خواہد از ہمه باز ماند چندان خوردند که آماس کردند

ازلا یدیات تجاوز کردند و بدنیا مبتلا شدند و از خانہ بیرون نتوانستند
رفتن و ما بہ آسانی ازکلدان آن بیرون شدیم و بر در خانہ
کہ دنیا است بخفتیم یعنی دنیا را ترک کردیم و بسفر آخرت روان شدیم
اے ارباب التصرف والوالالباب تعرف و سرداران
فقر این حالات باز دانید۔ للہ الحمد والمنہ

تمام شد

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ

از

میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میگوید موضح این کلمات گرامی عبد الواحد ابراہیم بلگرامی
کہ سخنہاے اہل تحقیق ہر چند بروجہ ہزل و مزاح واقع شود بیہودہ نیست کہ
الفقراء ہزلہم جد وجدہم جدٌ و از مصلحتے و منفعتے خالی نبود
واین بزرگوار[2] عبارتے بطریق تعجب فرمودہ است تا افہام ملول عوام راغب
تر باشند وآن تعجب ایشانرا بر استدراک معانی باعث تر آید زیرا کہ طبائع
مجبول است بر رغبت ادراک چنین تعجبات و امثال ذلک۔ واین فقیر
بقدر فہم رکیک خود شرح آن باز نمودہ است و توجیہے کہ ناموجہ افتد از
خوانندگان ماًمول است ؎

گرہ کشائے ورقہاے غنچہ باد بہار — بہوش گر شنوی فیض طبع درویش است

---

[1] رحلت اوشان شب جمعہ سوم رمضان ۱۰۱۷ھ و مزار اوشان در بلگرام است۔

[2] یعنی حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ

تو حل عقدۂ اشکال خود ز دل میجوے   کہ بر دوام گرفتار عقدۂ خویش است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین۔ قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔

ما چہار برادر بودیم یعنی ما چہار روح بودیم جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ از نہ و بہ از نہ افلاک کہ عالم علویات است۔ ے

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

سہ جامہ نداشتند یعنی سہ از چہار ارواح کہ جمادی و نباتی و حیوانی است بہ سبب کثافت نسبی و اضافی قابل تجلیات نبودند و ازین کسوت عاری بودند و یکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بسبب فرط لطافت از کسوت عوارض برہنہ و یکتا بود و قابلیت انعکاس انوار الہی میداشت آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف در ستے زر یعنی تعبیہ از گنج مخفی در آستین وجود با خود داشت کہ الانسان سری وصفتی۔ ببازار رفتیم یعنی ببازار ظہور آمدیم و از مرتبۂ احدیت بوحدت رسیدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم یعنی تا بجہت شکار تجلیات ذات و صفات قابلیت و استعداد حاصل کنیم قصنا رسید یعنی قضائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر چہار از صرف اطلاق بتقیید آمدیم و از مستقر غیب بمستودع فطرت رسیدیم و بحقیقت قتل از جدائی مقام اصلی است کہ اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ بست و چہار زندہ

برخاستیم یعنی ہر یکے ازین چہار بتجرد تقید نسبی و اضافی تشنگان صفت متصف شدیم۔ یکے تعین مرتبہ ظہور دوم ہر یکے در مرتبہ خود اسمے یافتیم و سیوم ہر یکے در مرتبہ خود قابلیتے گرفتیم چہارم ہر یکے بعلمے رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافتے نسبتی پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم داغ خلقیت بر ناصیہ ہر یکے فرا پیدا آمد و ازینجا پے توان برد بر اشارت کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ؎

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم	مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی	ندانم تا ترا زین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ سہ شکستہ و ناقص ازان گفت کہ استعداد قابلیت عرفان نداشتند و یکے دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی چہار استعداد انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات است قابل لطافت بود و دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی ہیچ کژی و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات بما سوی اللہ نبودش و بحقیقت کژی و خمیدگی التفات بغیر ذات پاک است۔ و بدانکہ مثال استعداد انسانی چون خورشید است کہ وقت استوا بر صحرائے ہموار بتابد کہ آنجا ہیچ کج ظل و ظلمت نیست آن برادر برہنہ زر دار یعنی آن روح انسانی الطف با تعبیہ گنج مخفی آن کمان بے خانہ و بے گوشہ را بخرید یعنی آن استعداد را کہ ہیچ کژی و خمیدگی نداشت حاصل کرد و عبارت چنین مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ تیرے می بایست یعنی قابلیتے می بایست چہار تیر

دیدیم سه شکسته بود یعنی چہار قابلیت دیدیم سه شکسته ازان گفت که ازحمل امانت سر باز زدند و ترسیدند و یکے پر و پیکان نداشت یعنی قابلیت چہارم انسانی که حامل بار امانت بود پر و پیکان خود بینی و خود نمائی نداشت بطلب صید بصحرا شدیم یعنی بطلب صید حقیقت کار بصحراے وجود آمدیم چہار آہو دیدیم سه مرده بودند یعنی چہار مراتب عالم دیدیم سه مرده بودند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت که نسبت با عالم لاہوت ہالک اند کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ و یکے جان نداشت یعنی یکے که عالم لاہوت بود جان نداشت اسے حقیقتے که بر و پیدا آید نداشت بلکه خود ہمین حقیقت است کل حقایق را نه که او را حقیقت دیگر است۔ آن برادر زر دار کمانکش برہنه تیر انداز یعنی آن روح انسانی با تعبیه گنج مخفی ازان کمان بے خانه و بے گوشه یعنی با ستعداد ے کامل الطف با قابلیتے تمام که ہیچ کثری و خمیدگی نداشت آن تیر بے پر و پیکان یعنی آن قابلیت بے خودنمائی و خود بینی را بر ان آہوے بیجان زد یعنی بر آن مقام حقیقت الحقایق ربط داد و عبارت چنین آمد ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی بیت

زہے بلند کمانے که در صفت دعوے ہمه نشانهٔ او قلب قاب قوسین است

کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی رابطه می بایست تا آن مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مربوط آن باشد بر قرار و بر دوام۔ چہار کمند دیدیم سه پاره پاره بودند و یکے دو کرانه و میانه نداشت یعنی چہار رابطه دیدیم یکے کمند عبادت ظاہری دوم کمند عمارات و آبادانی باطنی سیوم کمند فنا فی التوحید چہارم کمند فنار الفنا۔

سہ پارہ پارہ بوند زیرا کہ در کمند عبادات ہمہ تاب خودی ودوی است
ودر کمند عمارات باطن بیخ شرک است شبلی قدس سرہ فرمودہ التصوف
شرك لانہ صیانت القلب عن الغیر ولا غیر بزرگے دیگر
فرمودہ است افنیت عمرك فی عمارت الباطن فاین الفناء
فی التوحید۔ ودر کمند سیوم کہ فنا فی التوحید است شعور باقی است
وتا شعور باقی باشد تفرقہ باقی باشد۔ از جنید قدس اللہ سرہ العزیز پرسید ند چہ
گوی در حق مردے کہ از ہستی ہیچ ندارد مگر مقدار رختہ خرما گفت المکاتیب عبد مابقی علیہ درہم ؎

تا کہ تو دم میزنی ہمدم نۂ تا کہ موئے ماندہ محرم نۂ

چہارم کمند فناء الفنا کہ عین بقا است۔ دو کرانہ ومیانہ نداشت یعنی کرانہ ازل
وابد ومیانہ حدوث وامکان صید را بدان کمندبے کرانہ وبے میانہ
بر بستیم آن صید لاہوتی بدین کمند باز بستیم ؎

با تو قرب قاب قوسین آنگہ افتد عشق را کز صفات خود بعد المشرقین افتی جدا

خانۂ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم یعنی ضابطہ
می بایست کہ قرارگاہ مقام فناء الفنا باشد تا رابطۂ آن رتبۂ لاہوتی بدین ضابطہ کامل
واکمل بود۔ چہار خانہ دیدیم یعنی چہار ضابطۂ ذکر دیدیم یکے ذکر لسانی دوم ذکر
نفسانی سوم ذکر قلبی چہارم ذکر روحانی سہ درہم افتادہ بودند ویکے
سقف ودیوار نداشت۔ یعنی سہ ذکر را ضابطہ درہم افتادہ بود کہ ذکر
اللسان لقلقہ وذکر النفس وسوسہ۔ اما ذکر قلبی متضمن حرف وصوت است
واین سقف ودیوار اصل ذکر است۔ چہارم ذکر روحانی کہ اصل ہمہ ذکرہا
است ودر وے ہیچ حرف وصوت نیست ازان گفت کہ یکے سقف ودیوار

نداشت دران خانۂ بے سقف و دیوار در آمدیم ۔ دیگے دیدیم
بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بآن دیگ نمیرسید ۔ یعنی دیگ
عشق و محبت کہ بدآن ہر خامے را توان پخت و یا دیگ اخلاق کہ بدان مقام
تخلقوا باخلاق اللہ حاصل مینوان کرد و آن دیگ بر طاقچہ بلند
سعادت ازلی و مشکوۃ رفیع عنایت لم یزلی نہادہ بود کہ رایگان باو دست
نمیرسید ۔ مغاک چہار گز زیر پاے کندیدیم دست بآن دیگ
رسید یعنی در زمین نفس چہار گز مغاک کندیدیم ۔ اول گز توبۂ نصوح دوم گز
صدق و اخلاص سیوم گز تواضع و عجز و بیچارگی و شکستگی چہارم گز نیستی و فنا ۔ آنگاہ
بحکم من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً و من تقرب
الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً دست ہمت بآن دیگ رسید ۔ و
گویند چہار صفت از طبائع اربعہ کہ در آدمی پدید آمدہ است اول کبر
کہ نتیجۂ آن آتش است دوم شہوت کہ ثمرۂ آن باد است سیوم حرص
کہ شیمۂ آب است چہارم امساک کہ صفت خاک است ۔ این صفات
از پاے کندیدیم ۔ چون شکار پختہ شد یعنی اتم و اکمل شد کہ بعبارت
چنین آمد اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا شخصے از بالاے خانہ فرود
آمد کہ بخش من ہدہید نصیبے مفروض دارم یعنی بعد تکمیل این حال
چنین خطرات آشکارا شد چہ عارفے کامل و مکمل باید بابصیرتے تیز ترکہ
بر و این خطرات باریک ظاہر گردد و معلوم شود کہ الشرک فی امتی
اخفی من دبیب النملۃ التی تذہب فی لیلۃ مظلمۃ علی
صخرۃ السوداء مورچہ سیاہ در خانۂ تاریک بر سنگے سیاہ میرود معلوم

است کہ چہ حد بصیرت باید کہ آنرا بہ بیند یا یدو عبارت کند فَكَشَفْنَا عَنْكَ
غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یا حاسد قدیم شیطان کہ از بالاخانہ
سماوات فرود آمده است بدعوی در آمد کہ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا یا خطرۂ نفسانی تقاضا کرد کہ لنفسک علیک حق یا خطرہ جاہ
کشید لقولہ علیہ السلام آخر ما یخرج من رؤس الصدیقین
حب الجاہ۔ برادر کامل یعنی آنکہ بمقام تمکین چون خورشیدی تافتہ
ونجوم خطرات وساوس را بنور روحانی دریافت ومکمل یعنی پیشوا سے
حقانی وعالم ربانی بود ودر مقام بلند وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى زبان کشادہ
ودر صدر مسند مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى پہلوے صدق واخلاص بر داده
درکمین نشستہ بود یعنی درکمین خطرات بود استخوان شکار از
دیگ بر آورد استخوان شکار کنایہ از شرک خفی است یعنی چنانکہ بعد
پختہ شدن گوشت وگداختن آن استخواںہا کہ ناخوردنی است ظاہر میشود
ہمچنین بعد از کامل ومکمل شدن سالک این پوشیدگیہا کہ نامحمود وحجاب
راہ است معلوم میگردد بر تارک سروے زد زیرا کہ این وساوس
وخطرات کہ از شیطان ونفس برمی خواست ہمہ بر سر ایشان زد۔ درخت
سنجدے از پاشنہ پاے او بیرون آمد پاشنہ پاے کنایہ از
زمین شور است کہ آنجا ہیچ نمیروید چنانکہ در پاشنہ پاے ہیچ موے نمیروید
ودرخت سنجدے کنایہ از خس آن زمین شور است یعنی آن خطرۂ خبیثہ
پس میگوید قلوب این عرفا ہمچو بلدہ طیبہ پاک وصاف گشتہ است
پارۂ زمین شور اگر درمیان بود کہ از وا این چنین خطرۂ خبیثہ روے نمود کہ
ہرگز بکوشش طیب نگردد وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا

بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم یعنی بر سر آن درخت مرتاض زرد و نزار
شده رفتیم و اورا نه پاے کردیم خربزه کاشته بودند و بفلاخن آب
میدادند یعنی آن هنگام دیدیم اهل دنیا را که خربزه اعیان دنیا از معادن و نبات
وحیوان و انسان در پاے این نفس و هوا کاشته اند و بفلاخن رجوع و قبول
پرورش میدهند از ان درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیه
زردکے ساختیم یعنی باذنجان زینت و زخارف دنیا آنچه تعلق باآن
درخت سابقه داشت همه فرود آوردیم و بآن چهار اعیان که معادن و
نبات وحیوان و انسان بود قلیه زردکے ساختیم یعنی قلیه زرد روی آخرت
پنداشتیم تا از وعید این ایت سلامت گذشتیم که زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ
ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا و باهل دنیا گذاشتیم چندان
بخوردند که آماس گشتند یعنی متاع دنیاوی را چندان بنظرف و استعمال
در آوردند که مریض گشتند و دلهاے ایشان را مرض معنوی درگرفت که
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ عبارت از احوال ایشان آمد و طرفه تر آنکه ایشان
پنداشتند که دین و دل را پرورش میدهند که درست و مستقیم شده باشد
و پنداشتند که فربه شدند یعنی پنداشتند که به پندار دین پروری
قوی حال شدند و ندانستند که آن همه نفس پرورست که سمن کلبک یا
کلک عبارت از احوال ایشان است از خانه بیرون نتوانستند
رفت یعنی از خانه طبیعت بیرون آمدن نتوانستند که لا یلج ملکوت
السماء من لم یولد مرتین ؎

توکز سراے طبیعت نمیروی بیرون   کجا بکوے طریقت گذر توانی کرد

در نجاست خود ماندند یعنی الدنیا جیفۃ وطالبها کلاب و
شر الکلاب من وقف علیها بزرگان گفته اند دنیا چون نجاست
عین است وخلق چون حدث ونفس چون جنابت وما به آسانی از
کید آن بیرون شدیم وبر در خانہ تخفیتیم یعنی بحکم قافلہ سالار علیہ السلام
کہ سیروا سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ
قال المستظهرون بذکر اللہ سبکبار گشتیم وما بآسانی از عقبات
طبیعت برگذشتیم مصراع

جریدہ روکہ گذرگاہ عاقبت تنگ است

وبسفر روان شدیم یعنی بحکم فرمان قدیم کہ یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا
قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ
بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ ما در خانہ طبع وہوا نیاسودیم وبسیر
معنوی روان شدیم۔ ارباب تصوف واولو الارباب
تعرف ستر این حالات را باز نمایند۔ نظم

چون بناے خلقتم ایزد نہاد   آمدم اول باقلیم جماد
وزجمادی مردم نامی شدم   بعد ازان حیوان انعامی شدم
وصف حیوانی رہا کردم چو باز   آمدم در نوع انسان سرفراز
باز بگذشتم زانسانی صفت   در ملک راندم براق معرفت
وزملایک چون گذشتم در علو   کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَہٗ

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از سلطان الاولیا صاحب القطبیۃ الکبریٰ حضرت میر سید محمد کالپوی قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"قوله تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۔ ما چہار برادر بودیم از انہا سہ برہنہ بودند ویکے جامہ نداشت آن برادر برہنہ قدرے زر در آستین داشت ۔ بباز ار رفتیم تا برائے شکار تیر و کمان بخریم ۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے ہر دو گوشہ وہر دو خانہ نداشت آن برادر برہنہ زر دار کمان بے گوشہ وبے خانہ را بخرید ۔ تیرے می بایست ۔ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے پر وپیکان نداشت ۔ تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم ۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت ۔ برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز از ان کمان بے گوشہ وبے خانہ آن تیر بے پر وپیکان را بران آہوے بیجان زد ۔ کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم ۔ چہار کمند دیدیم سہ

پارہ پارہ بودند ویکے ہردو کرانہ و میانہ نداشت۔ صید را بآن کمند بیکرانہ
و بے میانہ بربستیم۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم۔ چہار خانہ
دیدیم سہ درہم افتادہ بودند ویکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے
سقف و بے دیوار در آمدیم۔ دیگے دیدیم برطاق بلند نہادہ کہ ہیچ وجہ وحیلہ
دست بآن دیگ نمیرسید چہار گز زیر پاے کندیدیم تادست بآن دیگ
رسید چون شکار پختہ شد شخصے از بالاے خانہ بیرون آمد و گفت کہ بخش من
بدہید کہ نصیب مفروض دارم برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان
شکار از ان دیگ برآوردہ بر تارک سر وے زد۔ درخت زرد آلو از پاشنہ
پاے وے بیرون آمد۔ برسر آن درخت رفتیم۔ خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن
آب میدادند۔ از ان درخت بادنجان فرود آوردیم و قلیہ زردک ساختیم
و باہل دنیا گذاشتیم۔ چندان بخوردند کہ آماسیدند۔ پنداشتند کہ فربہ شدند از
خانہ بیرون نتوانستند رفت۔ در آنجا در نجاست ماندند و ما باسانی از کید
آن بیرون آمدیم و بر در خانہ بخفتیم و بسفر روان شدیم۔ ارباب حقیقت
و اولوالالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت آل و اصحاب مقتدا و اضح
راے باطن آراے سالکان مسالک باد کہ روزے این بندہ بیکار
سید محمد والہ خاکسار تنہا نشستہ بود ناگاہ دو تن از فقرا وارد گردیدند یک
ورق کاغذ مرقوم مشتمل بر تمثیلہاے اسرار کہ عقل باسانی حل آن نتواند نمود آوردند
و گفتند کہ این ورق را از ملفوظات زبان گوہر فشان سید محمد حسینی گیسو دراز

نور اللہ مرقدہ یافتیم وبخدمت فضلا وعلما بردیم واستکشاف معانی آن کردیم
فرمودند کہ این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی نداردوکلام
سید محمد گیسو دراز نخواہد بود۔ ازآنجا پیش فقراے صاحب ارشاد ومشائخ
پاک اعتقاد بردیم والتماس حل این رموز مشکلہ کردیم جواب دادند کہ این عبارت
اسرار عاشقان حق ومستان جام معرفت مطلق است وغیر از ایشان کسے
را دسترس برادراک مقاصد آن نیست۔ پس ماچون از ہردو جانا امید
شدیم این ورق پیش شما آوردیم کہ بدانیم چرا کہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
این کلمات را مہمل نفرمودہ اند البتہ فائدہ درآن درج کردہ باشند۔ اکنون
شما چہ میفرمائید۔ گفتیم اے درویشان این ورق کاغذ بما سپارید وبعد از دو
سہ روز تشریف آرید تا فکرے درآن نمایم اگر بعقل قاصر بندہ درآید براے
شما شرح این کلمات بیارایم واین عقدۂ مخفی بر صاحبان فطرت بکشایم
گفتند کہ مقصود ہمین است۔ پس قلم برگرفتم وتوفیق از حق خواستم وبابدا دروح
پرفتوح آن بزرگوار شرح کلمات مذکور باین نوع آراستم۔

قولہ تعالی وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ۔ تقدیم این آیت برکلمات مقصودہ براے تبیین حقایق
درپردۂ تمثیلہا وترغیب تفکر واستدراک آن مطالب است۔ ومعنی
آیت اینست کہ ما تمثیلہا را مثل میزنیم براے ناس تا فکر وغور درآن
نمایند وازین مثلہا مدعا را بکشایند۔ حق اینجا ناس فرمود انسان نگفت
چرا کہ انسان دیگر است وناس دیگر۔ بدآنکہ آدمی چہار گونہ است انسان
وآدم وبشر وناس وبراے ہرنامے مقامے است یعنی در ہرمکان کہ
میرسد یک صفت تازہ درو پدید میشود ومناسب بآن صفت موسوم

میگردد۔ پس در وقتیکہ روح مجرد بود و ہنوز بقالب جسمانی اتصال و اختلاط نیافتہ بود ہرگاہ کہ امانت را قبول نمود انسان گفتہ شد قولہ تعالی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ بعد ازان چون خاک خمیر شد و قالب مرتب گشت نام او آدم کردند قال النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کنت نبیًا و آدم بین الماء و الطین۔ بعد ازانکہ از نفخ روح امتزاج علوی و سفلی باہم مرکب شد و لطافت نور روحانی و کثافت ظلمت جسمانی ہر دو شریک شدند در آن صورت بشر گفتہ شد قولہ تعالی اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ بعد از آنکہ ظہور غفلت و نسیان در و پیدا شد و عہد فراموش کرد و حرف شیطان را شنیدہ گندم خورد آن زمان ناس گفتہ شد یعنی نسیان کنندہ قولہ تعالی وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّہِمْ لَکٰفِرُوْنَ۔ پس کسیکہ شقی و سراپا بد است مثل کفار و فاسق او ناس است و کسیکہ اوصاف حمیدہ کم دارد و اخلاق ذمیمہ بیشتر مثل راقم حروف۔ و دیگر مسلمین او بشر است او در قید بشریت ماندہ و کسیکہ اخلاق ذمیمہ کمتر و اوصاف حمیدہ بیشتر دارد و در عبادت الہی سرگرم است مثل مومنان صالح و عابدان قانع او آدم است کہ آثار آدمیت از و ظاہر میگردد۔ و کسیکہ نفس او مطمئنہ شدہ باشد و از کدورات بشریت پاک گردیدہ و در عبودیت و محبت الہی و فنائے خود بدرجہ کمال رسیدہ مثل انبیا و اولیائے کامل او انسان است۔ انسان شدن مشکل است بلکہ آدمیت ہم کمیاب است و عالم پر از ناس و بشر است۔ پس خلاصہ مقصود ازین تقریر آنکہ خلقت انسانیت کہ حقیقت روحانیست اول شدہ و خلقت آدمیت و بشریت و ناسیت کہ حقیقت جسمانیست و

از امتزاج قالب صورت یافته بعد ازان شده ـ لهذا سید حسینیؒ اول از حقیقت روحانی شروع نموده میفرماید که ما چهار برادر بودیم مراد از چهار گونه ارواح است نباتی وحیوانی وانسانی ناطق که آنرا نفس ناطقه گویند وانسانی قدسی ـ اگرچه محققان در ارواح اربعه جمادی را دخل نموده روح انسانی همه را یک قسم شمرده اند لیکن در روح جمادی فقط قوت ثقل جسم است که مثل ارواح دیگر قوت نشو و نما ندارد و مقصود درین مقام آن ارواح اند که استعداد قوتها و قابلیتها دارند و آن نباتی وحیوانی وانسانیست ـ و آن ارواح انسانی یکسان نیست در عوام الناس دیگر است و در انبیا و اولیا روح کامل دیگر ـ و سید محمد گیسو دراز از ارواح اربعه یکے را کامل ومکمل شمرده یعنی روح انسانی که در هر کس کامل نمی باشد بنا بر آن دو قسم تفریق یافت ناطق و قدسی ـ اما روح نباتی یعنی اشجار و گیاهها تنها قوت نباتیت دارد که نشو و نما و صفا و طراوت است ـ و روح حیوانی یعنی روح بهایم وطیور با وجود قوت نباتیت قوت حیوانیت هم دارد و آن اکل و شرب و خواب و بیداری و توالد و تناسل است که در نباتی نیست ـ و روح انسانی ناطق با وجود قوت نباتیت وحیوانیت قوت انسانیت نیز دارد و آن ناطقه ومیزه است که در نباتی وحیوانی نیست ـ و روح قدسی یعنی روح انسانی کامل با وجود قوت نباتیت وحیوانیت وناطقه هر آئینه قوت قدسیه نیز دارد که آن صفات ملکی وکشف معاملات غیب است که در آن سه ارواح نیست ـ پس میفرماید که ما چهار گونه ارواح بودیم رباعی

ده بار بگفتمت که نه بار بگیر بگریز ز هشت و هفت زنهار مگیر
شش پنج و چهار و سه و فا نکنند بگذار دو دی را و یکے یار بگیر

مراد از دہ براے بیت و نہ مراد از نہ طبق آسمان و ہشت مراد از ہشت بہشت
است و ہفت مراد از ہفت دوزخ است و شش مراد از شش جہت
است و پنج مراد از حواس خمسہ است و چہار مراد از اربع عناصر است و سہ
مراد از موالید ثلثہ است و مراد از دو دین و دنیا است و مراد از یک اللہ
است **از نہ دہ** یعنی از نہ فلک چرا کہ ارواح افلاکی اند و اجسام خاکی۔ اما
افلاک سبعہ از قمر تا زحل و مشتری مشہور اند و ہشتم فلک منازل و نہم فلک البروج
عرش و کرسی را شمردہ اند و نہ فلک مقرر نمودہ اند اما ارباب عرفان کہ بدیدۂ
باطن دائرہ وجود را دیدہ اند عرش و کرسی را ما وراے فلک المنازل
و فلک البروج مشاہدہ نمودہ اند و نہ فلک را غیر از عرش و کرسی شمردہ اند۔
سہ برہنہ بودند یعنی ناقص بودند و از لباس کمالیت عریان و آن روح
نباتی و حیوانی و انسانی ناطق است کہ آنہا ہنوز بدرجہ لطافت نرسیدہ
اند کہ اوصاف قدسیہ ندارند بنسبت بروح قدسی بیجا ماندہ اند۔ **و یکے جامہ
نداشت** یعنی جسم و جسد نداشت و آن روح قدسی است یعنی روح انبیا
و اولیا کہ آلودہ بکدورات جسمانی نیست برخلاف آن سہ قسم ارواح کہ متعلق
بہ ابدان اند و روح قدسی موصوف بفیضے است کہ از جناب قدسی میرسد و
چون روح انسان مورد فیوض قدسی میشود آن وقت موسوم بقدسی
میگردد پس نسبت بآن سہ ارواح از کثافت جسمانی پاک است۔ **آن
برادر برہنہ قدرے زر در آستین داشت** مراد از زر گنج مخفی
است بموجب حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق یعنی بودم من گنج پوشیدہ پس بدرستیکہ دوست داشتم
اینکہ شناختہ شوم پس آفریدم خلق را تا شناختہ شوم۔ شناسائی آن گنج مخفی

چنانچہ حق شناختن است تنہا روح قدسی دارو پس از گنج مخفی روح قدسی
فیض میباید بنابران زر در آستین داشت ۔ بہا زار رفتیم یعنی بازار کثرت
تعینات و تنوع ممکنات کہ از تصرف اسما و صفات حضرت واحدیت
در دائرہ وجود در آمدہ اند ۔ تا براے شکار تیر و کمان بخریم مقصود از
شکار مکاشفہ انوار ذات و صفات خالق بے ہمتا است ۔ قضا رسید
ہر چہار کشتہ شدیم یعنی در معرض خطاب آمدیم چرا کہ آیتہ کریمہ وَاِذْ اَخَذَ
رَبُّكَ مِنْ بَنِىْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا چون آفرید
گار مطلق ارواح را پیش از اتصال آن بابدان براے بستن عہد میثاق
در علم خویشتن جلوہ داد ارواح ہیبت آن از ہوش رفتند گویا کہ کشتہ شدند ۔
و بست و چہار زندہ برخاستیم یعنی بعد از انکہ ارواح بخطاب اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ نواختہ شدند در جواب بَلٰى شَهِدْنَا گفتند کہ ایشانرا لذتے
و راحتے حاصل شد کہ گویا باز زندہ شدند و در استعداد خود قوتہا دریافتند
و مقصود ازین بست و چہار آنست کہ در چہار قسم ارواح بست گونہ قوت
یافتیم چون چہار را با بست ضم کنیم بست و چہار میشود ۔ اما ازان بست گونہ
قوتہا در روح نباتی پنج قوت کہ جاذبہ و ماسکہ و نامیہ و ہاضمہ و مولدہ است
اما جاذبہ یعنی نباتات آب و ہوا را در خود جذب میکند و ماسکہ یعنی آنرا ہسک
نمودہ در خود نگاہ میدارد و ہاضمہ یعنی آب و ہوا ہضم میسازد و نامیہ یعنی نمو
میکند و نشو و نما میسازد و مولدہ یعنی برگ و گل و میوہ از آنہا تولد میشود ۔
و در ارواح حیوانی نیز زیادہ بر آنہا پنج قوت کہ آن ذائقہ و شامہ و باصرہ
و سامعہ و لامسہ است ۔ اما ذائقہ ماکولات و مشروبات دارد و تلخ و ترش

وشیرین را از هم فرق مینماید۔ شامّہ یعنی امتیاز بوہا شنیدن میکند۔ و باصرہ یعنی می بیند۔ وسامعہ یعنی صداہا را میشنود۔ ولامسہ یعنی بلمس بدن گرمی وسردی ونرمی ودرشتی را درمی یابد۔ ودر روح انسانی ہم زیادہ برین پنج قوت عقل مدرکہ وتخیلہ وحافظہ وفکر ممیزہ وحسیہ مشترکہ۔ اما عقل مدرکہ یعنی بنی آدم عقل نظری وعملی دارد ودر تعقل می آرد ہر چیز یا وتخیلہ یعنی قوت خیالہاے دور دراز دارد وحافظہ یعنی حقایق اشیا را حفظ میسازد وفراموش نمیکند برخلاف حیوانات وفکر ممیزہ یعنی قوت امتیاز درحقیقت نیک وبد وحق وباطل دارد۔ وحسیہ مشترکہ یعنی چنانچہ حیوانات پنج حواس ظاہر میدارند آدمی زاد نیز پنج حواس باطن ہم میدارد ومشترکہ بحواس ظاہری چنانچہ مولوی معنوی فرماید مثنوی

پنج حسہاست جز این پنج حس — آن چو زر سرخ این حسہا چو مس

حس ابدان قوت ظلمت میخورند — حس جان از آفتابے میچرند

وظاہر است کہ دیدن وشنیدن وچشیدن وبوئیدن ولمس کردن آدمی زاد دیگر است وحیوانات دیگر۔ ودر روح حیوانی قدسی نیز زیادہ بر اینہا پنج قوت اول لطافت وسبکروحی وصافی۔ دویم سیرت ملکی کہ محتاج بخوردن وخفتن وامثال آن نیست۔ وسوم کشف قبور وکنوز یعنی آگاہی از حال دفینہا کہ درخاک اند۔ چہارم مشاہدہ عالم ملکوت کہ عالم غیب وعالم امراست ومکاشفہ عالم جبروت کہ عالم صفات ولاہوت کہ عالم ذات است پنجم الہام یعنی از غیب ملہم میشود باموز مخفیہ۔ پس ارواح اربعہ بابست گونہ قوت بست وچہار زندہ برخاستند۔ اگر کسے گوید از جائیکہ شما خبر میدہید این چہار گونہ ارواح ہنوز در قید جسمانی نیامدہ بودند پس این قوت ہا دراستعداد آنہا شد۔ واین قابلیتہا را درخود یافتند نہ آنکہ این قوتہا از

ارواح بظہور آمدند۔ آنگاہ چہار کمان دیدیم مراد از چہار کمان مجاہدہ و مراقبہ ومشاہدہ ومکاشفہ است اول جہاد اکبر بانفس امارہ یک کمان کشی است۔ دوم در تصور مرشد دینی وغیر آن بمراقبہ خم شدن دیگر کمان کشی است سیوم از مراقبہ بمشاہدۂ اسرار ملکوتی دل را کشیدن و نرم ساختن دیگر کمان کشی چہارم شکار تجلیات بمکاشفہ انوار ذات وصفات نمودن دیگر کمان کشی سہ شکستہ بودند یعنی کمان مجاہدہ و مراقبہ ومشاہدہ چراکہ مجاہدہ و مراقبہ بے مشاہدۂ تجلیات آثاری وافعالی کہ مخصوص بعالم خلق وعالم امر است ناقص است ومشاہدہ کہ شامل بر تجلیات آثاری وافعالی است بنسبت بمکاشفہ تجلیات صفاتی وذاتی کہ مخصوص بعالم جبروت ولاہوت است ناقص است۔ ویکے ہر دو گوشہ وہر دو خانہ نداشت۔ یعنی کمان مکاشفہ انوار ذات وصفات زیراکہ ذات حق از مکان وزمان واز ابعاد ثلثہ کہ طول وعرض وعمق باشد واز جہات ستہ کہ قبل وبعد یمین و یسار وتحت وفوق باشد منزہ ومبرا است پس ہر دو گوشہ وہر دو خانہ نداشت۔ آن برادر برہنہ زر دار یعنی روح انسانی قدسی کہ چیزے از گنج مخفی در دستش بود۔ کمان بے گوشہ وبے خانہ را بخرید یعنی از مجاہدہ و مراقبہ ومشاہدہ بمکاشفہ رسید وآنرا خوش کرد۔ تیرے می بایست برائے شکار کردن تجلیات ذاتی وصفاتی از کمان مکاشفہ چہار تیر دیدیم مقصود از چہار تیر چہار گونہ ذکر است جلی لسانی وجلی قلبی وخفی قلبی وخفی سری چراکہ برائے شکار مقصود تیرے نیست بہتر از نام خدا ویاد خدا۔ اما جلی لسانی آنست کہ کسے یاد خدا بزبان کند ودل از تعظیم واجلال آن نام غافل باشد وجلی قلبی آنست کہ بفرمودہ دل واعتقاد و

اعتراف بر عظمت و اجلال حضرت صمدیت نام حق بر زبان یاد نماید۔
وخفی قلبی آنست زبان زا دران دخلے نباشد بلکہ دل از روے تعظیم و اجلال
درخود ذکر حق نماید۔ وخفی سری آنست کہ زبان دل را ہمدران حال
جنبش نباشد بلکہ روح و سر از جوش محبت بفناے نفس و قالب ذکر محبوب
حقیقی نماید۔ سہ شکستہ بودند یعنی ہر دو قسم جلی وخفی قلبی نیز چراکہ این ہر
سہ ذکر نسبت بخفی سری ناقص اند و انبیا و اولیاے کامل علی الانصال
در ذکر سری مشغول اند۔ و یکے پر و پیکان نداشت غرض از پر و
پیکان یاوری زبان و دل است وگرنہ ذکر خفی سری از ہر دو بے نیاز
است۔ تیر بے پر و پیکان خریدہ لہذا این تیر را برگزید و خوش کرد۔
بطلب صید یعنی تجلیات صفاتی و ذاتی بصحرا شدیم یعنی بصحراے
دائرہ وجود در رفتیم۔ چہار آہو دیدیم یعنی چہار عالم ناسوت و ملکوت و
جبروت و لاہوت زیراکہ شکارگاہ تجلیات جز این چہار عالم نیست اما عالم
ناسوت کہ عالم خلق و عالم شہادت و عالم آثار است شکارگاہ تجلیات
آثاریست و ملکوت کہ عالم امر و عالم غیب و عالم افعال است شکارگاہ
تجلیات افعالیست۔ و جبروت کہ عالم واحدیت و تجلی ثانی و عالم صفات
است شکارگاہ تجلیات صفاتیست کہ مشتمل بر کثرت اضافات و بعد
اعتبارات است و لاہوت کہ عالم احدیت و تجلی اول و عالم ذات است شکار
گاہ تجلیات ذاتیست کہ مخصوص بوحدت و یکتائی ذات است سہ مردہ بودند یعنی
عالم ناسوت و ملکوت و جبروت کہ اینہا نسبت بلاہوت کہ ہویت بحت است مردہ اند
و وجود و آثار و افعال و صفات مشروط بوجود است و یکے جان نداشت یعنی
عالم لاہوت کہ عالم ذات است و این روشن و مبرہن است کہ حیات ذات آن

نہ بہ زبان خفی قلبی

حی وقیوم وابستہ بجان نیست بلکہ او خود حی است وجان آفریدۂ اوست
براور برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز یعنی روح انسانی قدسی
ازان کمان بے گوشہ وبے خانہ کہ مکاشفہ باشد آن تیر بے
پر و پیکان را کہ ذکر خفی سری باشد بر آن آہوے بیجان زد یعنی بعالم
غیب ہویت کہ عالم ذات است الفت گرفت کمندے می بایست
تا صید را بفتراک بندیم یعنی ضرور شد کہ فکر کنیم تا این شکار از دست
نہ رود و باسر روح مکاشفہ ذات وصفات حق پیوستہ ومحکم بستہ باشد چرا
کہ شیطان در کمین است حضرت موسیٰ علیہ السلام گفت کہ مَآ اَنْسٰنِیْهُ
اِلَّا الشَّیْطٰنُ یعنی مرا در فراموشی نینداخت مگر شیطان ہرگاہ کہ آن ملعون
دل موسیٰ علیہ السلام را کہ پیغمبر خدا بود در فراموشی انداختہ بدیگرے چہ رسد نعوذ (ع۵ ہارون)
باللہ منہ ۔ چہار کمند دیدیم یعنی کمند عزلت وکمند خلوت وکمند الفت و
کمند وحدت ۔ اما عزلت گوشہ گیری وکم اختلاطی با خلایق است وخلوت تنہا
در یاد حق بودن است نہ ہیچ کس را پیش خود و ہیچ خطرہ در دل خود راہ ندادن
است ۔ والفت در دام محبت محبوب گرفتار شدن است ووحدت با
محبوب یکے شدن واز خود کلی بر آمدن است سہ پارہ پارہ بود یعنی کمند
عزلت وخلوت والفت چراکہ عزلت وخلوت یقین کہ بے الفت ومحبت حق پارہ پارہ
اند والفت نیز تا بمرتبہ وحدت با محبوب نرسد ناقص است زیرا کہ شان عشق و
معراج آن اینست کہ دو را یکے سازد واز دوئی فیما بین اثرے نگذارد
ویکے ہر دو کرانہ ومیانہ نداشت در فرس قدیم کنارہ را کرانہ گویند
یعنی کمند وحدت کہ عالم یکتائی ذات است یقین کہ کرانہ ومیانہ ندارد و

ع۵ این قول حضرت ہارون است علیہ السلام ۔ در ہر دو نسخہ منقول عنہا از سہو کتابت لفظ "موسیٰ" نوشتہ شدہ است
ع ح

از جہات ستہ و ابعاد ثلثہ مبرا است۔ **صید را بآن کمند بیکرانہ و**
بہیمانہ بر بستیم یعنی برخود لازم گرفتیم۔ **خانہ می بایست کہ مقام کنیم**
و صید را پختہ سازیم یعنی روح را بآن ضرور مند ہر چند کہ قدسی باشد
تا دران صید پختہ شود از قوت روح قوت قلب حاصل آید **چہار خانہ**
دیدیم یعنی عناصر اربعہ کہ خاک و باد و آب و آتش است **سہ درہم افتادہ**
بودند خاک و آب و آتش چرا کہ خاک منہدم میگردد و آب خشک میشود و آتش
می میرد **و یکے سقف و دیوار نداشت** آن باد است یعنی ہوا کہ
سقف و دیوار ندارد و مجسم نیست و سبک روح است۔ **درآن خانہ بے**
سقف و بے دیوار درآمدیم یعنی درخانۂ عشق حق کہ مقام لطافت
است و فی الواقع درخانہ محبت الٰہی جسمانیت نیست و ہوائے آن خانہ
لطافت سبکروح است۔ **دیگے دیدیم** یعنی دیگ عشق کہ ہمیشہ درجوش
است **بر طاق بلند نہادہ** یعنی بر طاق سعادت کہ آن طاق کَمِشْكٰوةٍ
فِيْهَا مِصْبَاحٌ است و در کلام مجید آمدہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ یعنی خدا نور آسمان
و زمین است و تمثیل نور او مثل طاقچہ است کہ درآن چراغ است و آن
چراغ در شیشہ است شفاف مثل ستارہ درخشندہ و مالیدہ شدہ است
از شجرۂ مبارک۔ ارباب عرفان و محققان گفتہ اند کہ روح مومن طاقچہ است
و نور روح محمدی شیشہ است بران طاق و نور وجہ اللہ چراغ است دران
شیشہ کہ بہیچ وجہ و حیلہ **دست بآن دیگ نمیرسد چہار گز زیر**
پائے کندیدیم یعنی چہار گونہ فنا بدست آوردیم۔ اول فنائے استیصال

نفس امارہ و پاک شدن از اخلاق ذمیمہ نفسانی و شیطانی کہ آنرا تزکیہ نفس فرمایند۔ دوم فنائے فانی شدن در تصور مرشد کامل کہ آنرا فنا فی الشیخ گویند۔ سوم فنائے فانی شدن در تصور حقیقت محمدی کہ زبدہ حقیقت انسانیت کہ آنرا فنا فی الرسول گویند۔ چہارم فنائے فانی شدن در مکاشفہ انوار ذات وصفات و قدم بر راہ موتوا قبل ان تموتوا گذاشتن کہ آنرا فنا فی اللہ دانند۔ پس ہر گاہ کہ باین چہار گونہ فنا فانی شدیم تا دست با آن دیگ رسید چراکہ بے فنائے خود دست بنعمت عشق حقیقی نمیرسد۔ چون شکار پختہ شد یعنی ضابطہ بکمال رسید شخصے از بالائے خانہ بیرون آمد یعنی ابلیس ملعون۔ بالائے خانہ برائے آن فرمودہ کہ ابلیس از آتش است چنانچہ خود گفت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ و آتش سرکش است میل بہ بالا میکند پس ابلیس از بالا سر بر آورد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم قولہ تعالی وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ یعنی اشقیا دعوت نمیکنند مگر شیطان مردود را و لعنت نمودہ خدا او را و شیطان در جناب الہی گفت کہ ہر آئینہ میگیرم از بندگان تو نصیب فرض کردہ شدہ یعنی گمراہ میکنم آنہا را در امانی یعنی در آرزوہائے دور و دراز می اندازم و امر میکنم آنہا را بسوئے اعمال خبیثہ و شنیعہ افعال بنابران شیطان خواست کہ خللے اندازد۔ برادر کامل مکمل یعنی روح انسانی قدسی بجندین کمالات رسیدہ در کمین نشستہ بود یعنی از مکر آن ابلیس پر تلبیس غافل نبود۔ استخوان شکار را ازان دیگ بر آوردہ بر تارک سرِ وے

ز و مراد از استخوان شرک خفی است کہ ہر چند آدمی مومن و صالح باشد تا بمقام
وحدت نرسیده است از اثنینیت کہ دوئی است یعنی وہم خودی بر بنیاده شرک
خفی دارد و روح قدسی پاک خازن نقد وحدت است آن استخوان شرک
خفی را از دیگ عشق بر آورده بر سر آن سگ زد۔ درخت زرد آلو از
پاشنہ پاے وے بیرون آمد یعنی شجرہ خبیثہ کہ درخت حب دنیا
است و در دلہاے مردم ریشہ دوانیده از قدم نا مبارک ابلیس پیدا شد
قولہ تعالیٰ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ
رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ یعنی بدرستیکہ شجرہ خبیثہ درختے است بر آمده در
قعر دوزخ یعنی درک الاسفل و طلعت آن مثل سرہاے شیاطین است
بر سر آن درخت رفتیم یعنی نزدیک آن درخت زرد آلو رفتیم و بچشم
عبرت تماشا بین آن شدیم کہ ثمرہ اش زرد روئی دارین است خربزہ
کاشتہ بودند مقصود از خربزہ اہل دنیا است کہ براے لذات جسمانی
بر یکدیگر می افتند و بفلاخن آب میدادند مراد از فلاخن رجوع و قبول
مردم است یعنی اہل دنیا حب مال و جاہ را برجوع و قبول خلق پرورش
میکردند۔ ازان درخت باذنجان فرود آوردیم یعنی باد غرور
را کہ نشان روسیاہی است ازان بزیر انداختیم و قلیہ زردک ساختیم
یعنی قلیہ زردک کہ طلاے زرد است پختیم و با اہل دنیا گذاشتیم کہ اینا
روسیاہی دارین زرد روی ایشان بود۔ چندان بخوردند یعنی آن قدر
از روے حرص دران لقمہ تصرف کردند کہ اما سید ندپنداشتند کہ
فربہ شدند فربہی تن پروران در نظر ارباب بصیرت آماس است کہ
آنہا اشتباه بفربہی کرده اند از خانہ بیرون نتوانستند رفت یعنی

از خانہ دنیا چراکہ گذرگاہ عافیت تنگ است اہل تجرید و تفرید ازین گذرگاہ
تنگ میتوانند گذشت کہ فربہان مال حرام کہ آلودہ بہ علایق جسمانی انداز
خانہ دنیا بر آمدن نتوانستند۔ در آنجا در نجاست ماندند یعنی در نجاست
دنیا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرمایند الدنیا جیفۃ
وطالبہا کلاب یعنی دنیا مردار است وطالبان آن مردار سگانند
وما بہ آسانی از کید آن بیرون آمدیم یعنی بہ امداد فیض قدسی از دست
خطرات شیطانی رہا شدیم و مکر شیطان با ما کار نتوانست کرد قولہ تعالی اِنَّ کَیْدَ
الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا و بر در خانہ بخفتیم دروازۂ بر آمدن از خانۂ دنیا و داخل
شدن در خانۂ عقبی قبر است کہ آنرا اول منزل گویند یعنی از خانۂ دنیا نقل کردہ
در گور کہ دروازہ است خوابیدیم و نہ گفت کہ مردیم چراکہ دوستان خدا موت
اختیاری بدست آوردہ از فنا فی اللہ بمرتبۂ بقا باللہ رسیدہ اند و ہمیشہ زندہ اند میمیر
و رفتن انہا از دنیا انتقال کردن است از یک خانہ بخانۂ دیگر چنانچہ رسول مقبول علیہ
السلام فرمودہ است ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار و پروردگار
عالمیان نیز اشارہ فرمودہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی مگوئید شما
دران کسانیکہ خود را در راہ خدا کشتہ اند مردگان یعنی آنہا را مردہ نگوئید
بلکہ زندہ اند لیکن شما شعور ندارید کہ این معنی را دریابید پس میفرماید کہ
بر در خانہ بخفتیم و بہ سفر روان شدیم یعنی سفر عقبی کہ سفر از فنا فی اللہ
بسوے بقا باللہ است۔ باید دانست کہ ارباب عرفان فرمودہ اند
السفر سفران سفر الی اللہ و سفر فی اللہ یعنی سفر دو قسم
است سفر بسوے خدا و سفر در خدا۔ تا اینجا کہ بیان شد ما چنین و چنان

کردیم اول سفر الی اللہ بود دوم سفر فی اللہ یعنی سفر در خدا آن سفر اول بتمام باخر آمد و این سفر دوم فی اللہ ہمیشہ برقرار ماند۔ ارباب **حقیقت** و **والوالالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند** یعنی اہل سلوک باطنی بتعرف و شناسائی ازین راز تمثیلہا بکشایند و وا نمایند۔ الحمد للہ کہ بروالہ خدا پوشیدہ نماند کہ انچہ منکشف شدہ بود در خدمت اولی الالباب عرض نمود اگر کسے این شرح را پسند نفرماید ما آزردہ نمیشویم بہتر ازین تقریر نمایند والسلام والاکرام۔

تمت

شرح برہان العاشقین

از

مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد حضرت الٰہ و درود بر پیغامبر والاجاہ و بر آل و اصحاب دین پناہ بندۂ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام زبدۃ العرفا باللہ سیدی وسندی ولی اللہ ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم اسکنہما اللہ فی اعلیٰ علیین والحقہ بسلفہ الصالحین وا مینماید کہ بعضے از یاران حل سمرے[1] از اسمار حضرت غریب[2] نواز محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ درخواستند انچہ حاضر الوقت شد بترقیم می آید۔

---

[1] این معما کہ موسوم بہ برہان العاشقین است مضمون متقلے است کہ حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ تحریر فرمودہ اند و این را با کتاب اسمار الاسرار کہ یکے از تصانیف اوشان است ہیچ تعلقے نیست ۔ آن بزرگ را کہ این معما را پیش مولانا محمد رفیع الدین قدس سرہ آوردند غالبا مساحت شد کہ این را سمرے از کتاب اسمار الاسرار انگاشتند ۔ ع ح ۔

[2] "غریب نواز" عموماً حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی را میگویند و حضرت سید محمد گیسو دراز بلقب "بندہ نواز" مشہور اند۔ ع ح

قال العارف المحقق رفعه الله قدره باسمه سبحانه الحمد لله رب
العلمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین
قوله تعالی - وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکه ما چهار برادر بودیم یعنی کون و فساد چهار عنصر بودند از نه دیهه
یعنی در جوف نه فلک سه جامه نداشتند یعنی نار و هوا و ماء سطح ملون که
از نفوذ نظر حائل باشد نداشتند بلکه شفاف اند و یک برهنه بود یعنی
ارض در دید چشم آشکار بود - آن برادر برهنه درست زر در آستین
داشت یعنی زمین فراوان صور و هیئات عرضیه در استعداد داشت
ببازار رفتیم تا بجهت شکار تیر و کمان بخریم یعنی همه در عالم ترکیب
داخل شدند تا استعداد وهبی و کسبی بدست آرند و تحصیل کمالات عالم
تجرد نمایند قضا رسید هر چهار کشته شدیم یعنی به استیلای قوای
فلکی و روحانی از کواکب و ارباب الانواع صور بسایط مختفی و منفعل گشت
بست و چهار زنده برخاستیم بعد از فعل و انفعال بست و چهار
قسم مزاج پیدا شدند هشت مزاج اعتدال و هشت مزاج غیر اعتدال و هشت
مزاج اختلال - بیانش آنکه تکافوی حقیقی حرارت یا برودت و یبوست
یا رطوبت معاً محال است لاجرم مرکب را بجانبی انحراف خواهد بود اگر
بیک کیفیت بود چهار مزاج مفرد است و اگر به دو کیفیت غیر متضاد بود چهار
مزاج مرکب است این هشت مزاج اگر با فعال جنبه مرکب ملایم است
مزاج اعتدال است و اگر مخالف است مزاج غیر اعتدال است و
اگر منافی است مزاج اختلال است. و چهار قسم ترکیب مراد باشد تصویرش
آنکه مساوات چند چند غیر مغلوب در مرکب مقتضی اختلال ترکیب است

بسبب تساوی میول وجزء مغلوب قاصر بر اجتماع نتواند شد لاجرم یکے غالب
خواہد بود پس پنج ترکیب ثنائی دوازدہ محسوب شوند وچہار ترکیب ثلاثی نیز
دوازدہ ویک ترکیب رباعی چہار ازین بست وہشت دو ثنائی آب و
آتش ودو ثلاثی اینہا با ہوا فاسد است کہ ہوا مغلوب است بسبب رقت
توام سہل الانحراف است وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک غالب
گرفتہ تدافع مغلوب میشود بست وچہار ترکیب باقی صالحہ باشند۔ آنگاہ
چہار کمان دیدیم یعنی بعد از استقرار مزاج چہار درجہ کمال اول طبائع
پیش آمد کہ ہر یکے برائے صدور آثار چون کمال است سہ ناقص بودند
یعنی صورت معدنی ونباتی وحیوانی از وصول بعالم تجرد قاصر اند ویکے
دو خانہ ودو گوشہ نداشت یعنی نفس ناطقہ کہ صورت انسانی است
دو جزء مادہ وصورت دو طرف امتداد نداشت کہ مجرد بذات بود۔
آن برا و زر دار برہنہ آن کمان بے خانہ وبیگوشہ بتجرید
یعنی بدن ارضی نفس ناطقہ را قبول کرد۔ تیرے می بایست یعنی نفس
ناطقہ را برائے ایصال بامور خانہ چہ از ذات خود قوائے ادراک می یابند
چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند یعنی چہار قوت یافت یکے حس مشترک
کہ دریابندۂ صور جزئیہ است دوم وہم کہ دریابندۂ معانی جزئیہ است سوم
عقل کہ دریابندہ کلیات است این ہر سہ شکستہ پاے اند بانچہ نظیر ندارد
ومنتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید ویکے پر وپیکان نداشت
یعنی چہارم کہ نور ایمان از پریدن وزوال وخلیدن وشبہات در ان آئین
است فان الیقین لا یحتمل النقیض حالاً ویا لاً۔ آن تیر بے پر وپیکان
خریدیم وبطلب صید در صحرا شدیم یعنی بہ شرف ایمان صحیح مشرف

گشته بتائید آن طالب کشف حقیقت گشتیم۔ و تحقیق این نکته آنست که هر نوع
علمی که بحصول صورت باشد خالی از کیفیت و طلبیت نیست راه بسوے
بے کیف واصل محض ندارد و وسیلۂ وصول بآنحضرت جز معرفت اجمالی
لحاظی صرف که ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔ **چهار آهو دیدیم**
یعنی بطفیل دوام توجه بعالم اطلاق چهار حقیقت مشهود گشت **سه مرده بودند**
یعنی سه حقیقت که باصطلاح اهل تصوف ناسوت و ملکوت و جبروت
و باصطلاح اهل اشراق برازخ و مثل و انوار و باصطلاح اهل حکمت طبیعت
و نفس و عقل باشند اعدام امکانی اند و در قبضه غیر کالمیت فی ید الغسال
جان هر یکے که مدبر و باطن اوست در و خارج است۔ جان ناسوت
ملکوت و جان ملکوت جبروت و جان جبروت لاهوت است **و یکے**
جان نداشت یعنی چهارم که حضرت لاهوت است مدبر باطن ندارد
بلکه خود قیوم همه و بطن الباطن است و بذات خود زنده و جان همه است
آن برادر زردار برهنه کمان کش تیر انداز از آن کمان
بیخانه و بیگوشه و آن تیرِ بے پر و پیکان بر آن آهوے
بیجان زد یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه
را هدف همت ساخته و آلات و معدات فطری و کسبی فراهم آورده و
کشش و کوشش علمی و عملی نموده و طے مراحل واردات کرده از علم الیقین
بعین الیقین رسید و چون مجذوب سالک بود از راه اندراج النهایت در
یومن وراء الحجب آشنائے حضرت لاهوت گردید۔ **کمندے می**
بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی معامله و علاقه می بایست که
از عین الیقین بحق الیقین بر آید و از تعلق به تخلیق گراید **چهار کمند دیدیم**

سہ پارہ و یکے دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی چہار معاملہ پیش آمد خوف
وطمع و محبت کہ ہر سہ آلودۂ غرض و قابل انقطاع بودند و چہارم فنا فی الوحدت
کہ محل طرفین و وسط ندارد صید را بدان کمندِ بے کرانہ و بے
میانہ بربستیم یعنی بواسطہ معاملہ چہارم اندرون جان را آشیانۂ ہمائے لاہوت
ساختیم و بطریق مطالعہ وحدت در کثرت جمال محبوب در خود دیدیم و از
حق الیقین بہرہ یافتیم۔ خانۂ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ
سازیم یعنی قانون و طریقہ می بایست کہ بواسطۂ ملازمت بر آن از حق الیقین
بحقیقت الیقین و از تخلق بہ تحقیق عروج نمودہ شود و جمیع لطائف و طبقات
را برنگ معرفت منصبغ ساختہ و حجب وجود را فرق کردہ آید چہار خانہ
دیدیم سہ در ہم افتادہ یعنی چہار طریقہ یافتہ شد روش اہل شریعت
کہ مبنی بر تقیح عبادات و اصلاح معاملات و تہذیب اخلاق و تعمیر اوقات
با وراد است و روش اہل عزیمت کہ مبنی بر مراعات پرہیز و حساب
دعوات و خواندن اسما و موکلات است و روش اہل طریقت کہ مبنی
بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر باضربات و تصورات است و اہل
این ہر سہ باہم منازعت و مناقشت دارند و از خرق حجب وجود فرد
ماندہ اند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے
سقف و بے دیوار در آمدیم یعنی چہار راہ اہل حقیقت کہ مبنی بر دوام
شہود و تنزیہ معبود و نفی وجود و بذل موجود و بطفیل جذبہ سلوک و دود است
این راہ از سقف تقلید و دیوار قیود و رسوم برتر است خود راہ تربیت
الٰہی کہ وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی اشارت باوست حوالہ نمودہ
این طریقہ را لازم گرفتیم و درین اثنا ترقیات در اسما و صفات می نمودیم

دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بان نمی رسید یعنی
وصول بتجلی ذات وراء الورا کہ منبع اسما و صفات و معدن ارزاق روحانی
و جسمانی است منظور افتاد کہ تمام قواے بشری ازان قاصر بودند و بجز
غایت انکسار و نفی آثار و اعیان بآنجناب راہ نبود کہ اقرب ما یکون
العبد الی ربہ وھو ساجد رمزے ازآنست چہار گز مغاکے
زیر پاے کندیدیم یعنی چہار درجہ بطون فرو رفتیم و چہار طبقہ را از مالوفات
خود بر کندیدیم و بدن را در ریاضت و نفس را در مجاہدہ و قلب را در مشاہدہ
عظمت و روح را در شعاع احدیت بنوعے از تلاشی محو ساختیم تا بعدم اصلی
لاحق گشتیم و مقام کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو الان کما
کان حاصل شد و اگر خواہی بدن و نفس را یکے گیری و چہارم عین ثانیہ
شماری چنانچہ پیش علماے محققین مسلم است کہ مادام نظر اربعین عین ثانیہ
و از اسمے کہ مبداے یقین اوست بگذرد و خلع طوق استعداد جزئی نمودہ
تا شیون ذاتیہ نرسد بحقیقت تجلی ذات بدون آمیزش رنگ مرات
استعداد متجلی لہ واصل نشود دست بآن دیگ رسید یعنی تجلی حقیقی ذات
میسر گشت و در مرات وحدت مشاہدہ کثرت اسما و صفات الہی و تعینات
و اعتبارات امکانی بحصول انجامید۔ بدانکہ مراد از نفس روح ہوائی است
و از قلب نفس ناطقہ و از روح وجودیکہ وقت میثاق بود و از عین امتیازے
کہ در عالم الہی بود و از شیون ذاتیہ اندراج و اتحاد با ذات صرافت پیش از
تمیز علمی و عملی چون شکار ریختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد
کہ بخش من بدہید کہ نصیبہ مفر و ضہ من دارم یعنی چون عارف
منتہی شد و مظہر مجموع کمالات و متحقق بجمیع شیون و صفات گشت دہر

شانے خط خود از وے بگرفت شان اسم المضل کہ او ابلیس است ظہور کردہ مقابل فقد کہ بتصدیق لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا حصہ من نیز حوالہ کنید برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود یعنی فیض روح القدس کہ مصداق وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ منہ باشد بہر محافظت بمقتضائے فَاِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا آخرین حال بود استخوان آن شکار را از دیگ برآوردہ بر تارک سروے زد یعنی عقدۂ مالاینحل ذو ہنی کہ مقتضائے کثرت اسما است بنا بر غیریت موسوم نمودہ سر دفتر حجاب ساختہ در نظر خلایق علم کرد چون استخوان تحلیل نمیشود و عمود بدن است و این عقدہ نیز نمی کشاید و مدار انتظام نشائتین است تعبیر بہ استخوان پر مطابق است۔ درخت سنجدے از پاشنہ پاے او بیرون آمد یعنی اسفل طبیعیات وجود را کہ قدم شخص اکبر است و مسمی است بہیولی اجسام و نمونۂ وحدت ذات است از نظر مختفی داشتہ و کثرت صوری جواہر و اعراض را کہ بر صفحۂ او شگفتہ و شاخ و برگ آوردہ اولاً موجب تحیر ناظران نمودہ ہمگنان را بوضعے مست و مدہوش ساخت کہ از حقیقت خود غافل بلکہ منکر گشتند چون درخت سنجد مسکر است تعبیر با و مناسب افتادہ بر سر درخت زرد آلو رقلیم یعنی ثانیاً بتقاضاے موافقت و منافقت طبع در طلب مرغوب و ہرب از نامرغوب سرگردان شدند چون رنگ زرد دل فریب است صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ بہ زرد آلو تعبیر رفت خربزہ کاشتہ بودند یعنی ثانیاً گرفتار لذت و حلاوت و منہمک در لغومت و فریب کہ ہمرو خربزہ حاصل است گشتند بفلاخن آب می دادند یعنی تقاضاے نفس و ہوا را با مانی و عقاید باطلہ پریشان

رجا بالغیب پرورش می کردند۔ ازان درخت بازؔ[علہ] بخانہ فرود آمدیم
یعنی کاملان در باطن خود اندیشیدہ نیایش بحضرت عزت بردند کہ بازداشتن
مردمان از مشتہیات محال وصحبت باخلق وتالیف ایشان ازبراے ہدایت
بے زر ودولت دشوار بوسعت خلق ضرور وفتوح ظاہر منظور قلبیہ زردک
ساختیم وبدنیا[علہ] گذشتیم یعنی فتوح ظاہر را فائدہ خلق عوام ساختند وبیشتر لذات
را مباح داشتند چون رنگ زر زرد است بزردک مناسبت دارد۔ چندان
خوردند کہ آماس شدند وپنداشتند کہ فربہ شدیم یعنی طالبان دنیا
بحرص تمام تمتع گرفتند وگمان بردند کہ بہ سعادت رسیدند از خانہ بیرون
نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند یعنی محبت دنیاوی وتیرگی
باطن وآلودگی شہوات واخلاق ذمیمہ وعقائد سخیفہ در دل ایشان قرار
گرفت تا کہ زہد وطاعت بر ایشان سخت دشوار وموت بغایت ناسازگار
وخونخوار گشت ولہاے ایشان باین پلیدی پاے بند ماند ودرین زندان
گرفتار وما باسانی از کید خانہ بیرون شدیم یعنی مثل ما جمعے کہ توفیق
رفیق وطوق جذبۂ الٰہی زیور گردن ایشان بود باسانی از غرور دنیا وفریب
آن برستند وبرجستند واز مکر الٰہی وَ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ
وبتسویل زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ نجات یافتند وبدنیا ویز فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى درآویختند وبپیوستند وبمقر فِیْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ جا گرفتند وبمقصد اقصی رسیدند۔ ارباب
تعرف برین حالات بازنمانند یعنی اہل معرفت باین حمیت گرفتار

علہ در شرحہاے دیگر لفظ "بادنجان فرود آمدیم" است - ع ع
علہ در شرح دیگر لفظ "اہل دنیا" است - ع ع

می شوند کہ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ و درین فقرہ اشارت کہ وسیلۂ نجات از مہلکہ بہتر از علم حقیقت و صحبت اہل آن ہست۔

این است انچہ اندیشۂ این شرمسار بآن رسیدہ تا مراد مصنف چہ باشد واللہ اعلم۔ مخفی نماند کہ نام این رسالہ **برہان العاشقین** بنظر آمدہ چون مشتمل است بر سرگزشت طالب از مرتبہ جمادیہ تا بلوغ باعلی مرتبۂ کمال لہذا التسمیہ باین بجا است۔ والحمد للہ الذی عندہ علم الخفیات ومن جودہ نیل الطلبات۔ والصلوٰۃ والسلام علی محمد صاحب الایات المحکمات والمتشابہات وعلی الہ وصحبہ انجم الہدایات۔ ونسئل اللہ العفو والہدایت فی جمیع الحالات۔ تالیف شد بتاریخ سیزدہم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از فاضل بے عدیل شاعر بے بدیل علامہ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی المتخلص بہ اخگر اطال اللہ عمرہ وادام فیوضہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد للہ الذی ہو ہو ہو لا الٰہ الا ہو۔ وہو الغفور الودود۔ ذو العرش المجید۔ فعال لما یرید جل جلالہ و عم نوالہ۔ والصلوٰۃ علیٰ من کان وجودہ باعثاً لکل موجود و شاہداً لکل مشہود محمد مصطفیٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ معنی طٰہٰ و یٰس۔ مصدر اسرار رب العالمین علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المنتجبین المقربین اما بعد میگوید این ہرزہ گرد بید اسے تصور و فیحاے تفکر در ترا کم گمنامی مستتر مرزا قاسم علی بیگ اخگر کہ خوشہ چین خرمن اہل یقین و فیضیاب نظر اصحاب راسخین است در ینولا رسالہ شکار نامہ مصنفہ حضرت

ولی کامل محقق صوفی صافی مدقق قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بنظر درآمد و این تمام رسالہ ملوست باستعارات دقیقہ وکنایات عمیقہ واشارات انیقہ وعبارات رشیقہ کہ جودت ذہن منتہی چون مبتدی بتدقیق معانی او نارسا ست وتجسسات فکریہ تحقیق مطالب او بیدست وپاست۔ اگرچہ بعضے از صاحبان طبع سلیم ومستعدان عقل مستقیم در شرح آن کوشیدہ اند چنانکہ کوشیدہ اند اما جرعۂ از جام حقیقت آن نوشیدہ اند۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ درین رسالہ فیض استحالہ حقیقت احدیہ وجود واجب الوجود را بطریق تنزلات تا بمرتبہ شہود بصور تہائے بوقلمون بطور چیستان بیان فرمودہ ؎

زدریا موج گوناگون برآمد | زبیچونی برنگ چون برآمد
گہے درکسوت لیلی فروشد | گہے بر صورت مجنون برآمد

و درآخر رسالہ نوشتہ کہ "ارباب حقیقت واولوالالباب معرفت سراین خیالات باز نمایند"۔

بدانکہ وجود من حیث ہو ہو اعم است از ذہنی وخارجی وخاص وعام ومطلق ومقید بلکہ این مجموع مراتب وجود ست اما بشرط ان لایکون معہ شئی مرتبۂ احدیت است ومقام جمع الجمع وبشرط جمیع کمالاتش کہ لازمہ اوست واحدیت در مقام جمع است واز مرتبۂ لابشرط لاشئی مرتبۂ ہویت است کہ تجلی کردہ در مرایائے عالم تفصیلاً ودر آئینہ جامعۂ انسانیہ اجمالاً

شعر

لَقَدْ صَارَ قَلْبِیْ قَابِلًا کُلَّ صُوْرَۃٍ | فَمَرْعیً لِغِزْلَانٍ وَدَیْرٌ لِرُھْبَانٍ

وہر اسمی از اسمائے الٰہیہ او را صور تعینیت معنویہ در علم کہ حکما آنرا ماہیت خوانند

وموقعین ثابت گویند بدانکه اثبت اسما در حروف واثبت حروف در انفاس واثبت انفاس در ارواح واثبت ارواح در قلوب واثبت قلوب نزد مقلب القلوب است

شعر

اِذَا کَانَ ذَا نَفْسٌ یُشَاهِدُ مَا قُلْنَا — وَاِنْ لَمْ یَکُنْ فَهْمٌ فَیَاخُذُہُ عَنَّا

بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم خواجہ میفرماید الحمد للہ رب العالمین الحمد ہوالوصف بالجمیل الاختیاری سواد کان مقابلتہ النعمتہ ام لا والمدح ہوالوصف بالجمیل اختیاریاً کان اوغیرہ وکلیہما الثناء باللسان وبینہما عموم وخصوص مطلقاً۔ ونزد عارفان حمد الٰہی بر سہ گونہ است قولی۔ فعلی۔ حالی۔ اما۔ حمد قولی گفتن ثنا است بزبان حق را یاد کردن بصفات کمالیہ آن چنانکہ در کتاب کریم نازل شدہ وحمد فعلی از انکابست بہ اعمال بدنیہ از عبادات وطاعات وخیرات خالصاً للہ تعالی وہر عضوے را بہر حالے واجبست کہ مطابق احوال خود حمد بگوید یعنے الحمد للہ علی کل حال۔ وحمد حالی آنست کہ بحسب روح وقلب منصف شود بکمالات علمیہ وعملیہ تخلق باخلاق الٰہیہ کند وگفتہ اند کہ حمد حالی حق تجلی ذات اوست در ذات او وآن ظہور نور ازلیست فہوالحامد والمحمود جمعاً وتفصیلاً للہ یعنے حمد مخصوص بہ ذات اللہ است کہ بہ ازاے او نعمت باشد یا نباشد واللہ اسم ذاتست مستجمع جمیع صفات کمالیہ وسایر اسما بطرف او مضاف میشوند ازین جہت جلالت وعلوی مرتبت وعظمت او ظاہر ست۔ واین اسم را شرفیست زاید بر ہمہ اسما زیرا کہ چون الف از اللہ حذف کنند (للہ) باقی میماند کہ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اگر لام اول را حذف کنند (لہ) می ماند وآن نیز از جملہ صفات الٰہیہ است کہ لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وبحذف

لاہم ثانی وثالث یعنی رب باقی می ماند کہ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ولا الہ الاهو
رب انسیت کہ باعتبار نسبت ذات بموجودات ظہور تاثیر بر ربوبیت
میکنند و نسبت ذات باعیان ثابتہ منشاء اسماء الہیہ است و نسبت ذات
بہ اکوان خارجیہ منشاء ربوبیت و بی اضافت ذات اسم خاص حق است
و در حضرت علمیہ ہر چہ ظاہر شود از اکوان صورت اسمی باشد از اسمای
ربانی کہ حق تعالی آن صورت را بآن اسم تربیت میفرماید و اعیان ثابتہ
صور اسمای الہیہ اند و رب مربی مربوبات یعنی موجودات خارجیہ و
مرتبہ الوہیۃ فوق مرتبۂ ربوبیت است و مرتبۂ ذات و صفات و افعال
و ربوبیت مرتبہ اسما و صفات و افعال است عالمین جمع عالم است و
آن بحسب لغت ماخوذ ست از علم بمعنی علامت و گفتہ اند کہ موجود ما سوی اللہ
عالم است و عقلا از تغیر عالم حدوث عالم و از حدوث عالم خالق را قدیم
دانستہ اند و عرفا در لوح وجود ہر فردے از افراد عالم خالق را قدیم پیدا شدہ
اند رباعی لراقمہ

در کالبد خاک ببین ما چونیم | چون سنئے بہ ترانہائے گوناگونیم
نقشے کہ بلوح دل ما پر ساز ست | یک نغمہ راز این گرا ما فونیم

والعاقبۃ للمتقین یعنی استفادۂ عاقبت کہ آن واصل الی اللہ شدنست
مرمتقین یعنی اولیاء اللہ را است کہ از غیر خدا و در دل ایشان بیم و حزنی نیست
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ و آلہ اجمعین معنی صلوۃ دعا و آمرزش و رحمت است یعنی از
بندہ نماز و از فرشتگان دعا و از خدا یتعالی رحمت است و سلام در عربی گردن
نہادن و فرمانبرداری کردن و رسول بمعنی فرستادہ شدہ از جانب حق کہ صاحب

کتاب باشد بخلاف نبی کہ آن اعم است خواہ صاحب کتاب باشد یا نباشد
و عرفا گفتہ اند کہ کمالات الٰہیہ بر دو قسم است قسم اول متعلق بذات احدیہ
و ثانی متعلق باکوان و کمال اول عبارتست از کمال ذاتیہ و آن مرتبہ
ولایت است کہ وجہے با حق دارد و کمال ثانی عبارتست از کمال اسمائیہ
و آن نیز منقسم بدو قسم است اول نبوتست و آن وجہے بود با ملائکہ و قسم ثانی
عبارت بود از رسالت و آن وجہے بود با عالم بشر بطریق انزال کتاب و
رسالت صورت نبوتست و نبوت صورت ولایت و گفتہ اند
الولایۃ اعلیٰ من النبوۃ اذا جمعتا فی شخص واحد یعنے ولایت
بر نبوت راجح باشد ہرگاہ در شخص واحد این ہر دو جمع شوند یعنی ولایت آن نبی
از نبوۃ آن نبی اعلیٰ باشد زیرا کہ نبوۃ متغیر و منقطع باشد۔ چنانکہ فرمودہ لا نبی
بعدی و نفرمود ولی بعدی و نبوۃ متناہی گردد و ولایت نا متناہی است دیگر
آنکہ نبوۃ علم ظاہر است و ولایت معرفت باطن و معرفت باطن مشغولی بحق باشد
و مشغولی بحق اعلیٰ باشد از علم ظاہر کہ اشتغال بخلق دارد و دیگر آنکہ اللہ تعالیٰ را
ولی خوانند نبی نگویند وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ قال الامام علیہ السلام الولایت
احاطت بکل شیٔ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِہِمْ مُّحِیْط۔ و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ
الرسالۃ وجہ النبوۃ والنبوۃ وجہ الولایۃ یعنی رسالت صورت نبوتست و نبوۃ صورت
ولایت و جملہ انبیا مستفیض اند از حق بوسیلۂ باطن و باطن مقام ولایت است
و ولایت بدو قسم منقسم میشود عامہ و خاصہ اما ولایت عامہ مشتمل بود بر اہل ایمان
بحسب مراتب کما قال اللہ تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ و ولایت خاصہ
خاصہ نبی یا قایم مقام او باشد و بواسطۂ ایشان نصیب اولیاء اللہ است
و در زمان فنا در حق و بقا بحق و مراد از فنا فناے بشریت است در درجہ

ربانیہ در آنوقت بندہ باتصاف صفات مید اللہ افعال الٰہیت الٰہیہ گرو
کما قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل
حتیٰ احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ولسانہ الذی
یتکلم بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یسعیٰ بہا وحضرت امام جعفر صادق بحق ناطق
علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ ان للہ شرابا لاولیائہ اذا شربوا سکروا واذا سکروا
طربوا واذا طربوا طابوا واذا طابوا ذابوا واذا ذابوا خلصوا واذا خلصوا وصلوا واذا وصلوا
اتصلوا فلا فرق بینہم وبین حبیبہم واول ولایت انتہائے سیر است از خلق بحق
بہ ازالہ تعین از مظاہر اغیار و خلاص از قیود و استتار و عبور از منازل و مقامات
وحصول علم بر مراتب درجات بواسطہ حصول علم الیقین بلکہ بہ مشاہدت
عین الیقین تا آنکہ بحق الیقین برسد بعضے از عارفین گفتہ کہ مقام ولایت
اکمل و اتم است از مقام رسالت زیراکہ مقام ولایت نبی فی نفسہ اتم و اکمل
باشد از مقام رسالت او بسبب شرف متعلق و دوام او و بجہت آنکہ ولایت
حکم او متعلق است بہ اللہ جل شانہ آنرا در دنیا و آخرت دوام است و رسالت
حکم او متعلق است با خلق و منقطع میگردد بانقطاع زمان تکلیف۔ و ولی ماخوذ است
از معنی قرب الی اللہ کہ آن از ولایت حاصل میشود کہ باطن نبوت است و ولی
باقسام است یکی آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست اما او را خلق ولی نمیدانند
بلکہ خود ہم خود را ولی نمی پندارد دوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست و خود ہم خود
را ولی میداند اما خلق او را نمیداند کہ ولیست سوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولی است و
خود ہم خود را ولی میداند کہ ولیست و خلق نیز میداند کہ ولیست

قولہ تعالیٰ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ حضرت قدس سرہ این رسالہ را باین آیت فیض ہدایت

آغاز فرمودہ و بنا بر آنکہ حق تعالی درین آیت اشارت کردہ است با مثال تا حقیقت طلبان معنی رس در آن فکر کنند و خوض نمایند کہ از امثال بر ممثلات توان رسید و از تشبیہات بہ مشبہات توان پیوست۔ تفکر از باب تفعل است و مجرد این فکرست بمعنی اندیشہ کردن و در اصطلاح منطق ترتیب مقدماتست بہ نہجے کہ قیاس صحیح قایم گردد و در اصطلاح صوفیان اندیشہ کردن در صفات و نعمای الہی و در عینیت و نسبت حق با خلق نہ در ذات جل جلالہ و حضرت رسول علیہ السلام فرمودہ لا تفکروا فی ذات اللہ و تفکروا فی صفات اللہ و نعمایہ و فکر در ذات اللہ تعالی جائز نیست و سعدیؒ میگوید؎

چہ شبہا نشستم درین سیر گم | کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم
توان در بلاغت بہ سحبان رسید | نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار | کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

و تفکر در بدایات توجہ بصیرت است با دراک محتاجہ و در نہایات انتقال بود از معرفت بہ تحقیق و از صورت بمعنی و از خلق بحق چنانچہ گفتہ اند تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین و فکر در صفات او تعالی کردن اولی است بلکہ عین عبادتست فکر کنیک یکفیک و فکر بر چند اقسام است یکی آنکہ سالک فکر کند کہ خلاف شریعت غرا و ملت بیضا از و فعلے صادر نگشتہ باشد کہ موجب معصیت گردیدہ باشد دوم آنکہ سالک فکر کند در اداے حقوق حق تعالی کہ احسانات او بر بندہ لا تعد و لا تحصی است کہ او عاجز ست از احصاے آن

از دست و زبان کہ بر آید | کز عہدۂ شکرش بدر آید

سوم آنکہ سالک فکر کند در صنایع و بدایع ملک و ملکوت کہ از مطالعہ آن استدلال

عظمت و کبریائی حق بر دل سالک صدور کند و ازان سرور حاصل آید
بدانکہ جلیس متفکر نفس است و جلیس ذاکر خود حق تعالیٰ است فاذکرونی اذکرکم۔ ذکر نتیجہ معرفت و محبت است و مقدمۂ وصول الی اللہ و فکر مقدمہ توبہ است فافہم و لا تغفل۔ بعد حمد و صلوٰۃ خواجہ میفرماید

بدانکہ ما چہار برادر بودیم مراد از (ما) ذات احدیت جمع است و این عبارتست از ظہور ذات حق بطریق جامعیت زیراکہ در مرتبۂ احدیت من حیث الذات جمیع اسما و صفات متحد بالذات باشند و احدیت محض بلا تعین اسما و صفات بود و گفتہ اند کہ تعین اول عبارتست از تعین اسم اللہ من حیث الوجود العلمی و ہر اسمی از حیثیت این مرتبہ جامع بود بجمیع اسما و صفات و اللہ عبارتست از ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ و احدیت ذات من حیث الفردانیتہ بدو وجہ بود یکی غیب الذات کہ معنی و حقیقت کہ در غیب الحق بود و دیگر مرتبہ اسماے ذاتست کہ من حیث الوحدت الحقیقۃ الاسمائیہ بود و این مشاہدۂ اسمای ذات بود از مرتبۂ غیب ذات مع قطع النظر عن التمیز و الاختصاص۔ و اسمای الہیہ عبارتست از تعینات ذات حق بوصف خاص علیم و حکیم و قدیم۔ و معنی تعین آنست کہ با و امتیاز شئ از غیر پدید آید بحیثیتکہ غیر درو مشارک نبود و شاید کہ تعین عین ذات بود و گفتہ اند کہ ہمہ تعینات اعتباریہ اند۔ چون تعین واجب الوجود و امتیاز او از وجود بعد از مرتبۂ احدیتہ محضہ احدیتہ جمع است لہذا گفت کہ ما بجمیع وجودہا و صفاتہا چہار برادر بودیم از یک پدر کہ آن ہستی محض است و ہر برادرے را حکمی و اعتباریست اول واجب الوجود۔ دوم ممکن الوجود۔ سوم ممتنع الوجود۔ چہارم عارف الوجود۔ واجب الوجود آنکہ ذات او مقتضی وجود او باشد و در

بقاے خود محتاج بغیر نبود و معنی وجود کون و صیرورت است و عرفا گفته اند که وجوب و
امکان و امتناع امور اعتباریه اند یک دو وچہار را وجودے در خارج نیست
اما سوم کہ آن امتناع است او را ثبوتے نباشد اصلا در ذہن یا در خارج
و عرفا در معنی ممتنع الوجود چیزے بالاتر رفته اند که بیان آن آینده خواہم کرد۔
وجوب اقتضاے لذاته دارد و بی فیض وجود ہیچ شئ موجود نتوانند شد و امکان
سابق بر وجود است زیرا که محوج با یجاد ست۔ و اعیان ممکنه منقسم اند بجوہریت
و عرضیت و مجموع اعیان جوہریت متبوعات اند و اعیان عرضیت توابع۔
جواہر یا بسیطه اند در عقل و در خارج چون عقول و نفوس مجرده یا بسیطه اند در خارج
چون اجسام بسیطه یا مرکب از اجسام بسیط چون مولدات ثلاثه۔ و ہر یکے از اعیان
جوہریه و عرضیه منقسم است با عیان اجناس عالیه و سافله و ہر واحدے نوعے از
انواع۔ و ہر یکی ازین منقسم اصناف و اشخاص است فافہم و متکلمین گفته اند که
وجود واجب نفس حقیقت اوست زائد بر حقیقت نیست۔ اگر وجود زائد بر حقیقت
باشد عارض خواہد بود و من حیث ہو ہو مفتقر بغیر بود و ممکن لذاته گردد و این
امر منافی وجوب ست۔ و نیز گفته اند که وجوب وجود ہم زاید بر حقیقت نیست اگر
عارض باشد زاید لذاته خواہد بود پس معلول لذاته گردد که تا وجود علت یافته نشود
وجود معلول ہم محال باشد و این منافی وجوب بالذات ست و ہمچنان تعین وجوب
نیز زائد بر ذات نیست عین حقیقت اوست و بعضے از متصوفین گفته اند که
واجب الوجود بمعنی لازم الوجود است که بواسطۂ وجود واجب وجود خاکی انسانیت
که این وجود جسمانی بر وجود روح لازم است یعنے بغیر این وجود جسمانی روح را
از عالم غیب در عالم شہادت ظہورے نیست اگر این وجود جسمانی نبودے روح در عالم غیب
پنہان ماندے۔ و اہل تحقیق که ارباب کشف و عرفانند چنین فرموده که وجود

ہمن احدیتہ الکثرت سہ مرتبہ دارد اوّل نور حقیقی مطلق دوّم ظلمت سوّم ضیا۔
اما رویت نور مطلق از ان او کہ مجرد است از نسب و اضافات متعذر است
زیرا کہ طایر عقول و افہام بر پیرامن سرادقات جلال آن نتوان رسید لا تدرکہ
الابصار وہو اللطیف الخبیر لیکن رویت آن نور در حالت تنزل در مظاہر و تعین
و در جہات مراتب نسب و اضافات ممکنست و محققین فرمودہ اند کہ نور
حقیقتے است اجلی کہ شعاع جوہر ہیت او ہمہ عالم را فرا گرفتہ است و اللہ جل شانہٗ
بہ لمعات اسم نور در ہمہ عالم ظہور صفت ابداعیت دارد کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اشارتے بہ آنست۔ و متکلمین گفتہ اند کہ نور عبارتست از ظہور لون
فقط و نیز زعم کردہ اند کہ آن ظہور مطلق است کہ ضو باشد و مقابل او خفاے مطلق
است کہ آن ظلمت است و بین النور والظلمتہ ظل است و ازین جہت است
کہ گفتہ اند مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار زیرا کہ محض تجلی نور ہم دیدہ را خیرہ
کند و بینائی تاب رویت آن ندارد فلما تجلی ربہٗ للجبل جعلہٗ دکا و خر موسیٰ صعقا
و محض استتاریت نیز امتناع مشاہدہ می نماید کہ جہرۃً نتوان دید کہ لن ترانی یا
موسیٰ بسبب خفاے کہ او را در مراتب و اعیانست و ہم در تحق کنت کنزاً مخفیا
مخفی بود کہ مرغ وہم و خیال بر اطراف ظلمت آباد حقیقت ذاتی او پر نمی تواند کشود
تلالا جمال با کمال خود از دریچہ فاحببت ان اعرف بر مظاہر خلقت
الخلق بیفگند بہ ظہور صفات کما لیہ خود در عالم شہود جلوہ فرمود۔ بدانکہ شئی را
ظہورے کہ از ذات خود باشد چنانچہ لمعان شمس و نار آنرا ضو گویند و اگر از جانب
غیر خود باشد نور است۔ گاہے از مضئ ملون تنہا انعکاس ضو بغیر خود می باشد
و گاہے ضو و لون ہر دو منعکس میشوند۔ و ضو کیفیتے است کما لیہ بذاتہا از حیثیتکہ
آن شفاف است و گویند صحت کونیہ شئی اگر توقف مرئیت او باعتبار غیر نباشد

آن ضوبود و الاّ لون است ۔ و شیخ الاشراقیین در حکمت الاشراق فرمودہ کہ
ہر شئ فی نفسہ نور باشد یا ظلمت و نور حقیقت بسیط است و ظلمت عدم نور ست
و نور مجرد مشار الیہ نتواند شد البتہ نورے کہ عارض جسم در خارج باشد قابل
اشارہ حسی بود چون نور شمس و کواکب و نیز میفرماید کہ ہر شئ کہ آن نور لنفسہ
بود نور مجرد ست اگر نور غیر مجرد بود یعنے عارض باشد پس نور لنفسہ نخواہد بود۔
اگر نور عارض قایم بمجردات باشد یا باجسام نور لنفسہ نخواہد بود زیرا کہ وجود
او لغیرہ بود پس نور ہم لغیرہ باشد و نور مجرد محض نور لنفسہ بود بسبب قیام او
بذات خود قاتل ۔ دوم ظلمت کہ بمقابلہ نور است و آن بر سہ قسم است اول
ظلمت حقیقی کہ رویت او بہیچ وجہ ممکن نیست و دوم ظلمت محسوس کہ آن بہ
مقابلہ نور صبح ہویدا است ۔ و سوم ظلمت آنست کہ واسطۂ ادراک نور مطلق
میشود بسبب تنزل در عالم محسوس یا غیب یا شہادت و آن در مراتب
ظلمات امکان امتزاج و اتصال است با نور حقیقی کہ اخرج النور من
الظلمات مرتبہ سوم ضیا ست و جمعیت نور و ظلمت است و حقیقت
آن ممتزج گشتہ از طرفین و برزخیست میان وجود و عدم زیرا کہ نور صفت
وجود ست و ظلمت صفت عدم و ازین جہت است کہ اصل ممکن را بظلمت
وصف میکنند و آن مقدار نورانیت کہ ممکن را حاصل است بسبب وجود است
کہ بواسطۂ آن از کتم عدم ظہور کردہ است پس ظلمت وے از جہت عدمیت
اوست چنانکہ نورانیت او از جہت استفاضۂ نور وجود ست و ہر نقصی کہ
بہ ممکن ملحق میگردد بواسطۂ احکام عدمیت اوست فافہم ۔ بدانکہ علوم حقیقی کہ در
مقابلۂ وجود مطلق است متحقق نیست الّا بواسطۂ عقل و ادراک و وجود محض
کہ نور مطلق است من حیث ہو ہو ممکن نیست الّا بواسطۂ تنزل و مرتبہ عدم

از روی تعقل مثال آئینہ ایست کہ قابل تجلیات انوار وجود ست وتبیین از طرفین ضیاست کہ حقیقت آن عالم مثال است وجمال نور مطلق درین عالم ادراک مشاہدہ توان کرد زیراکہ عالم ارواح وورای آن از ملکوت و جبروت درغایت نورانیت است وعالم اجسام متصف بظلمت کدورت وعالم مثال وضیا برزخیت میان اجسام وارواح مابین العالمین ہریک ازین دو عالم مناسبتی ومشابہتیست وہرعینی از اعیان عالم اجسام وارواح بواسطۂ مناسبتیکہ بااین عالم دارد بحسب قوت وضعف درین عالم جولان میکند واسرار عالم قدس درمراتب وجودی مشاہدہ می نماید۔ ممکن الوجود آنکہ وجود و عدم او ہردو ضروری نباشند یعنی قایم بوجود خود نتوان بود گاہے ہست بود وگاہے نیست۔ چون ہست باشد ہستی او قایم بوجود واجب الوجود بود واجب الوجود خود بذات خویش قایم بود لاتغیر فی ذاتہ ولا بصفاتہ چون نیست گردد منہلک شود ورجوع در ذات حق ودیگر از ونشانی باقی نماند أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ممکن الوجود وجود روحانیست واین وجود روحانی درین جسم خاکی بصورت وشکل ہمین جسم خاکیست ودر وقت خواب جدا میشود وچنانچہ گفتہ اند کہ الروح روحان روح الجاری وروح المقیم روح الجاری ممکن الوجود ست وسوال أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ روز میثاق برہمین نافذ گشتہ کہ درجواب آن بلی گفت واین روح بخود قایم نیست مگر بروح مقیم وروح مقیم روح قدسی است وآن پرتو ذات خدا تعالیٰ ست واز امروے استقرار یافتہ وبخود قیام دارد وقل الروح من امر ربی مراد از ہمین روح است۔ چون روح از عالم امرست وبغایت لطافت واقع شدہ وجسم بہ نہایت کثافت است حکیم مطلق بقدرت کاملہ ومشیت مدبرہ لطافت را با کثافت چنان

پیوندے دادکہ روح را با جسم نسبتے پدید آمد و ربطی بہم رسید واین نسبت را بنام نفس یاد کردہ و فرمودہ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ونفس را از جہت امکان وجود دو نسبت است از جہت لطافت نسبتے بعالم قدس دارد و از جہت کثافت نسبتے بعالم ناسوت وانقطاع کلی این نسبت از جسم موتست کہ کل نفسٍ ذائقۃ الموت۔ وچون از جسم عنصری پیوند نسبت او بریدہ شود از عالم مثال بعالم قدس پیوندد و بحسب اکتساب فضائل و رذائل نفس را تعرج و مکث حاصل می باشد بدانکہ میان عالم ارواح و عالم اجسام عالمی دیگرست کہ آن نمودار ہر دو عالم است وآنرا عالم مثال مطلق گویند و ہر فیضی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام میرسد بواسطۂ ان عالم میرسد زیراکہ فیض روحانی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام فائض گردد مجردست از مناسبت و ارتباط بعالم اجسام چون بعالم مثال مطلق میرسد این عالم راکریم الطرفین می یابد بواسطۂ مجاورت روح بعالم ارواح مشابہتے دارد و بباعث موانست جسم بعالم اجسام مناسبتے پیدا کردہ مکثے کہ قابل نکسے باشد اختیار کند باز بایفاے وعدہ خود اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون وطن اصلی و مقام معلوم خود بوفور جذبات اشتیاق رجوع نماید۔ واہل تحقیق گفتہ اند کہ عالم مثال مطلق را دو وجہ است وجہے عام از روی ذات خود و وجہے خاص بتقیدات عالم خیال و ہر متخیلے از نوع انسانی وغیرہ در خیالات مفیدہ اکتساب علم ملکوتی و اقتباس انوار جبروتی بواسطۂ این خیالات از عالم مثال میکند و بمدارج ضعف و قوت براقسام مشتملست چنانچہ پیغمبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام می فرماید الرویا ثلاث رویا من اللہ و رویا من الشیطان و رویا حدیث المرء نفسہ پس بحسب قوت واسرار ملکوتی در فضاے عالم مثال منجلی میگردد و در حالت رکود حواس در آئینہ

خیال مقید مشاہد میشود و قوی ترین رقود کہ موجب اطلاع نایم است از معانی مثال احدیہ توجہ سالک است بجانب مقصود خود جمع ہم از تصاریف احکام وہموم متفرقہ است تا شعور روحانی از پس پردہ حجاب طبع بر صور محسوسات از معانی مجردہ بطریق تمثیل یا تشبیہ یا احداث صورت مثالیہ مطلع گرداند بدآنکہ عالم خیال دو مرتبہ دارد یکی مقید کہ آن خواب است و دیگر مطلق کہ آنرا عالم مثال مطلق میگویند و مرتبۂ مقید مختص بہ انسان است انطباع معانی درین مرتبہ مطابق و غیر مطابق می باشد بحسب صحت تشکل و دماغ و اختلالش و اعتدال و انحراف مزاج و قوت و ضعف و قوت مصورہ۔ و خواب بمثل جدولیست جاری از نہرے بوجہے متصل و بوجہے منفصل و ہرچہ از عالم مثال است حقایق کلیہ است و صور مرئیہ خیالیہ و مثالیہ در جدول خیال در آید تا برسد بہ نہر مثال و وصول روح بعالم اصلی کہ آن مثال مطلق است بواسطۂ عبور بر حضرت خیالیہ بود و روح از عالم خیال مقید منفصل شود بعالم مثال مطلق و ازان عالم چون مراجعت نماید تعبیر خوشے می آرد و تعبیر نوریست تام کہ بآن نور حقیقت صور متخیلہ کشف شود و تعبیر ہر واحدے از بینندگان معنیٔ بود خاص چنانکہ لائق حال رائی و مرئی بود چنانچہ اگر زاہدے در خواب بیند کہ بانگ نماز میگوید تعبیرش آنکہ حج بگذارد و یا مردم را براہ راست دعوت کند۔ اگر فاسقی این خواب بیند تعبیرش آنکہ او دزدی کند یا مردم را بطریق ضلال خواند۔ و اول وحی الٰہی بہ انبیا علیہم السلام رویاے صالحہ است و معنی وحی انزال معانی مجردہ است در قوالب حسیہ در حالت نوم یا یقظہ و محول احوال در یقظہ ادراکات حسیہ است و در نوم حس مشترک و ہرچہ در بیداری دیدہ شود رویت است و آنچہ در خواب بیند رویا ست اگرچہ متخیل نزد عوام تحقق ندارد مطلقا اما نزد

خواص اگرچہ در خارج وجودے نیست لیکن حیثیت تمثل در خیال وحس مشترک تحققے و وجودے دارد چون معلومات در علم و معقولات در عقل و آکثر امور انبیا علیہم السلام در نوم بینند در عالم مثال مطلق ہر آئینہ مطابق واقع باشد ازین جہت حضرت ابراہیم علیہ السلام تعبیر نکردو با اسمٰعیل علیہ السلام فرمود اِنّی اَریٰ فِی الْمَنَامِ اَنّی اَذْبَحُکَ فی نفس الامر آن ذبح عظیم کبش مقصود بود مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام آنچہ در خواب دیدہ بود بواسطۂ خلت خلیلیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام را ذبح فرمود وحق تعالیٰ فرمود یا ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤیا ای جعلتَ ما رایتہ فی منامک صادقاً گر خداوند جلشانہ خود تعبیر آن بکبش فرمود اینست معنی ذبح عظیم فتامل بدانکہ اکثر از فقرائے کاملین گفتہ اند کہ وجودات ممکنات مراتب متفاوتہ دارند بحسب تقدم وتاخر وکمال ونقصان و وجود ہر ماہیت عین آن ماہیت باشد بمعنی آنکہ موجود ہمان وجود ست و ماہیت متحد است با دبہ نحوے از اتحاد و جمیع موجودات ظلال اشراقات وجود واجب قائم بذاتہ ہستند واز برائے ماہیات اصلاً وجودے نیست و نہ تاثیرے و تاثرے درو ست بلکہ ماہیات اعتبارات کلیہ ہستند کہ آنہا را عقل اعتبار کند و وجودات باہا متصف میشوند پس از برائے ہر مرتبہ از وجودات نعوت کلیۂ حدیہ یا رسمیہ بودہ است مسماۃ بماہیات وعوارض کہ رائحہ وجود باینہا نرسیدہ است و نہ تعلق جعل باینہا بودہ است۔

ممتنع الوجود۔ علمائے صوفیہ گفتہ اند کہ حقیقت ممتنع الوجود آنست کہ ہیچ شئی را در جنب واجب الوجود ہیچ وجودے نیست واو منع کنندہ صور انہیاست از وجود واین وجود امتناع شریک باری میکند پس شریک باری ممتنع الوجود است واین در کتب کلامیہ مشہور است اما در حقیقت ممتنع الوجود

آنست کہ در ازل الازال بجز ذات بحت باری تعالیٰ ہیچ شی را وجودے
بنود یعنے ممتنع بود کہ اطلاق وجود بر ذات مقدس مطلق او کہ در حجاب پردۂ
کنتُ کنزاً مخفیاً پنہان بود وارد گردد واین ذاتیست کہ ماشمت رائحۃ الوجود
مگر این امتناع حکم عدمے داشت کہ از شان او وجود بود واین وجود باقتضائے
تجلی حبی ذاتی کہ اقدس است از شوایب کثرت اسمائیہ ونقائص حقایق
امکانیہ بحکم اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ بجذب ارادت حبیہ پایہ بساط ظہور ازلیت
نہاد فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ مظہر تجلیات خویش گردانید چون ذات او در مرتبہ امتناع
وجود از ہمہ شوایب اطلاق ومقیاس نعوت وصفات بری بود در پردۂ
لاتعین وغیب الغیب جلوہ گر بہا داشت ع اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہ
بَاطِلُ ۔ بعد ازان از مکمن غیب الغیب تجلی ظہور خود بہ تنزلات مقدسہ
ومظاہر مختلفہ انداخت شعر

لَقَدْ ظَهَرْتَ فَمَا يَخْفٰى عَلٰى اَحَدٍ ۔ اِلَّا عَلَى الْاَكْمَهِ لَا يَعْرِفُ الْقَمَرَا

در مطاوی ایں معنی داغ چہ خوش گفتہ است ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو ۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ولہ

آئے بھی تو وہ منہ چھپا کے میرے آگے ۔ اس طرح سے آئے کہ نہ آئے میرے آگے

وسعدیؒ میفرماید

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی ۔ بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

عارف الوجود ۔ عرفا فرمودہ اند کہ عارف الوجود آنست کہ دانا باشد بوجود خود
وباری تعالیٰ در مرتبہ ظہور ذات بیچون وبیچگون خود من ذاتہ لذاتہ فی ذاتہ
عارف وجود خود ست کہ اِنِّی اَنَا اللّٰہ یعنے انانیت او عین علم وجود اوست

اینجا علم و عالم و معلوم یکییست و بعضے از سالکان راہ حقیقت گفتہ اند کہ مراد از عارف الوجود مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ بودہ است کہ بشناسد کہ وجود خود چہ بودہ است وہستی خود را اظلال ہستی حق داند زیرا کہ ہمہ وجودات بوجود ہستی او موجود اند و قایم وہستی او بوجود خود قایم و دایم است چون عارف وجود مطلق خود را شناخت وجود مطلق حق را نیز ازین وجود می شناسد۔ پس شاہدے از پردۂ وجود بشاہدہ آید کہ خود ناظر و خود منظور و خود شاہد و خود مشہود باشد و وجود مطلق سالک در وجود مطلق حق فنا و مستہلک گردد ے

تو در و گم شود وصال اینست و بس تو مباش اصلا کمال اینست و بس

عارف الوجود را بحصول وجود نورانی قابلیتے وصفتے حاصل گردد و جمال بے صورت بیند و کلام بی صوت بشنود بلکہ ہمہ عالم را حقیقت می نگرد کہ اوست واین گفتن راست نیاید کہ چون باشد و چگونہ باشد فافہم واجتہد۔

پس این چہار وجود کہ ما بیان کردیم با یکدیگر برادراند و خاصیات وخصوصیات ایشان بہ تجلیات مختلفہ است۔ و واجب الوجود را اول تجلی ذاتیست و تجلی ذاتی وحدہا لذاتہا ست و آن حضرت احدیت است زیرا کہ ذات حق وجود است و وحدت وجود عین او و غیر حق بی جود وجود حق عدم مطلق بود پس وجود محتاج نباشد در احدیت خود بوحدۃ و تعین کہ ممتاز گردد از غیر و وحدت عین اوست واین وحدت منشا احدیت و واحدیت است وعین ذاتست من حیث ھی یعنی مطلق کہ شامل احدیت و واحدیت است و احدیۃ بشرط ان لا شیٔ و و احدیت بشرط ان یکون معہ شیٔ باشد و حقایق در ذات احدیت چون شجر بود در نوات و بہ تجلی دوم کہ ما ہر گشتہ اعیان ممکنۂ ثابتہ است کہ شیون ذات اند و آن تعین اول است و صفت عالمیت و قابلیت با خود

دارد زیرا کہ اعیان معلومات اول اند ذاتیہ وقابلۂ تجلی شہودی وحق باین تجلی
تنزل فرموده از حضرت احدیت بنسب اسمائیہ و۳ تجلی سوم کہ ظہور وجود است
مسماۃ باسم النور وآن ظہور حق است بصور اسما و اکوان واکوان صور اسمای
الہیہ اند وآن ظہور نفس الرحمانست از نہ ده مراد از نہ ده اول امر ست
دوم عقل سوم نفس چہارم ہیولا پنجم طبیعت ششم جسم ہفتم افلاک ہشتم ارکان نہم
مولدات وشاید کہ مراد از نہ ده اول ہیولای اولی ست وآن عالم اعلیٰ و
صورت اولی وعنصر اول است کہ در افق عرش لا الہ الا ہو سبحانہ تعالیٰ ست
واستمداد نور وحکمت وفضایل ازو میکند دوم عقل کہ در افق ہیولی اولی ست
واستمداد نور وحکمت وفضایل ازو میکند سوم نفس کہ در افق عقل است و
استمداد نور وحکمت وفضایل ازو میکند چہارم طبیعت کہ عالم ملایکہ است در
افق نفس است واستمداد نور وحکمت وفضایل ازو میکند پنجم عنصر جرمی
وآن عنصر جسمانیست کہ استفاضہ از طبیعت میکند ششم عالم جمادی ہفتم عالم نباتی
ہشتم عالم انسانی فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ وشاید کہ مراد از نہ ده اول
عقول محضہ است کہ انوار عقلیہ قاہره اند دوم نفوس مفارقہ کہ جواہر عاقلہ و
انوار مدبره اند سوم نفوس منطبعۂ افلاک چہارم صور نوعیۂ سموات پنجم صور
کواکب ششم طبایع اربعہ ہفتم بسایط کلیات عناصر ہشتم صورت جسمیہ نہم از
ہیولاے فلک الافلاک تا ہیولاے عالم کون وفساد وشاید کہ مراد از نہ
افلاک باشد مگر اول انسب است وبعد ازان دوم سہ برہنہ بودند
یعنے واجب الوجود وعارف الوجود وممتنع الوجود بہ احکام مراتب خود از ننگ
کثرت در ضمن وحدت وبرتر از کل ما وصف بہ ونعت لہ و مراد از ہنگی
تنزیہ است ۔ واجب در اول مرتبۂ ذات خود من حیث ہو ہو یعنے لا بشرط

شئی منزہ بود از جمیع نسب و اشارات و بری از ہمہ نعوت و اسما و صفات
و ذات احدیہ او عین وجود نہ بشرط لاتعین و نہ بشرط تعین بلکہ من حیث ہو ہو
یعنی غیر مقید باطلاق و تقیید و تنزیہ نیز در آن مرتبہ غیر از تحدید وجود سے نداشت
چہ جائے آنکہ بہ تشبیہ تصور کنند کہ بقید تقیید در آید حضرت شیخ محی الدین
عربی رحمتہ اللہ علیہ می فرماید ؎

فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا

بدانکہ جوہر ماہیتیست غیر وجود لا فی موضوع کہ وجود بآن جوہر ست و ممتاز
از غیر خود از موجودات و ہمچنین عرض نیز ماہیتیست موجود فی موضوع کہ اگر
در ذات موجود یافتہ شود وجود او زاید علی الذات باشد مگر ذات مطلق او
تعالی بریست از شوایب جوہریت و نقائص عرضیت زیرا کہ وجود محض است
حاضر بذاتہ لذاتہ بغیر تغیر در بحتیت و صرفیت ذات از ہمہ اشارات و نسب
مبرا و از ہمہ نعوت و اسما و عبارات معرا ازین جاست کہ گفتہ اند الواجب
لَیْسَ بِجَوْہَرٍ وَعَرَضٍ ۔ عارف الوجود نیز مرتبۂ ذاتیست کہ منزہ است از ہمہ
ہستیہائے احتیاجیہ و ہستی خود قایم و علمہ لذاتہ بذاتہ ؎

من خدا ایم من خدا ایم من خدا محض علمم از ہمہ عالم جدا

ممتنع الوجود این مرتبۂ سلب وجود ست از غیر مقابل واجب الوجود چنانچہ
عرفا گفتہ اند کہ در ازل الازال بجز ذات احدیہ مقدسہ ہیچ شئی را ایجابیت
وجود نبود ای لَاشَیْئَ اِلَّا اللہُ وَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ؎

منم معدوم بی علت چو علت گشت پیوندم ازل فرزند من باشد ابد فرزند فرزندم

لراقمہ

ازلیت تو ساری ابدیت تو جاری بہ بقائے خود تو باقی ہمہ عالمست فانی

و یکی جامہ نداشت وآن ممکن الوجود ست کہ جامۂ وجود خارجی ہنوز و ز
برنداشت و ممکن دو جہت دارد کہ نہ وجود او ضروری باشد و نہ عدم او ضروری
چنانچہ قبل ازین بہ تشریح آن پرداختم پس از جہت عدم ضرورت ہنوز
کسوت نپوشیدہ بود وآن برادر برہنہ قدرے زر در آستین
داشت فیہ نظر" زیرا کہ سہ برادر برہنہ بودند و اینجا ذکر یک برادر برہنہ
فرمود کہ زر در آستین داشت و دیگر برادران را فروگذاشت اغلب کہ
اینجا مراد از برادرے باشد کہ جامہ نداشت کہ آن ممکن الوجود ست
و جامہ نداشتن ہم حکم برہنگی دارد و زر در آستین داشتن کنایہ است کہ از گنجینہ
کنت کنزاً مخفیاً زر حقیقت معرفت الہیہ بقدر ضرورت ذاتیہ وجودیہ خود
با خویش داشت و مراد با وجود جامہ نداشتن زر در آستین داشتن آنست
کہ وجود ممکن بقدر گنجایش آستین یعنی بقدر استعداد و قابلیت از وجود واجب
استفاضہ کردہ بود و در دیگر رسالہ است کہ درج زر در آستین داشت
مراد ازان حقیقت وجودیہ است کہ از واجب الوجود بہ ممکن الوجود رسیدہ
است ببازار رفتیم تا جہت شکار تیر و کمان بخریم ببازار او کثرت
وجودیہ رفتیم کہ آن دنیاست کہ الدنیا مزرعة الآخرة ہرچہ درینجا بکاریم
ببرداریم ع

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو
اینجہاں کوہست و فعل ما ندا — ہر ندا ے را باز آید صدا

درین بازار بجہت شکار غزالان معارف حقایق اسمائیہ و کونیہ الہیہ
تیر سعی کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ ست و کمان توجہ نفس تا رجوع الی باشیم
بخریم قضا رسید یعنی باقتضاے حکمت الہیہ و مشیت ازلیہ ہر چہار کشتہ

شدیم این ہر چہار وجود در وجود نشاء انسانی جذب گردیدند و انسان بفحوائے
انی جاعل فی الارض خلیفہ بمظاہریت گوناگون از کمن آنجہان درینجہان سر برآورد
پس حقایق جمیع موجودات در علم و اعیان مظاہر حقیقتہ انسانیہ اند و حقیقتہ
انسانیہ مظہر اسم جامع و آں اللہ ازین جہت کہ ظہور حقیقتہ انسانیہ در عالم
است عالم را انسان کبیر میخوانند و حقیقتہ انسانیہ را ظہور است در عالم انسانی
اجمالاً و اول مظاہر انسانیہ صورت روحیہ مجردہ است مطابقہ با طبیعت
کلیہ و بصورت اعضائیہ مطابق است با اجسام عالم کبیر و این تنزلات
در مظاہر انسانیۂ مطابقہ حاصل آمدہ است میان نسخہ صغیر و کبیر اما عالم
انسان کبیر ست بمعنی و صغیر ست بصورت جمیع تجلیات ذاتیہ و اسمائیہ
و صفاتیہ در عالم انسان کبیر مضمر و متمکن است ولقد خلقنا الانسان فی احسن
تقویم در نہاد او تعبیہ است یعنی در تقویم وجود انسانی گنجینۂ اسما و صفات
بطور رے ودیعت نہادہ کہ ہمہ ملائکہ سبوحین و قدوسین و مہیمنین مقر عدم
علم خود گردیدند و گفتند لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و پس انسان
بواسطۂ این استحقاق مستحق خلافت حق گردید و آن امانتیکہ آسمان و زمین
و کوہسار از حمل آن ترسیدند انسان بر دوش مشقت خود برداشت کہ ظلوم
و جہول بود یعنی ندانست کہ نتیجۂ عمل چہ خواہد بود و لبست و چہار زندہ
برخاستیم یعنی این چہار وجود کہ در حقیقت انسانیہ استتار داشتند و عین حقیقتہ
احدیہ بودند متشکل بر غیب مطلق بصورت کثرت علمیہ از حیثیات و خصوصیات
خود اسمے و رسمے بر گرفتند و بصورت لبست و چہار مظاہر پدید آمدند و ھی ہذہ

لاہوت	جبروت	ملکوت	ناسوت
عقل کل	نفس کل	عقل کلی	نفس کلی

روح اعظم	نفس نباتی	نفس حیوانی	نفس انسانی
قلب	روح	شعور	نور
نفس امارہ	نفس لوامہ	نفس ملہمہ	نفس مطمئنہ
زمان	مکان	جہت	تعین

انگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند ویکی ہردو گوشہ وہر دو خانہ نداشت مراد از چہار کمان عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح عالم مثال عالم اشباح۔ ومراد از شکستہ بودن سہ کمان یعنے عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح۔ عالم مثال۔ اول از حیثیت تعینیات عدمیہ است واشیائے اعیان از وجود مطلق راجع است بعدم ونزد اہل اللہ مخلوق عدم است وَالْوُجُوْدُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ وعالم ارواح تعین جوہریست مجرد از عوارض اجسام والوان واشکال وعالم مثال عالم لطیفیست برزخ میان عالم مجردات ودرین عالم ہمہ اجسام مجردہ اند از مواد مثل مجردات بگر امتداد آنہا مثل امتداد اجسام است مگر غیر وصل وفصل۔ وعالم اشباح عالم شہادتست کہ آن عالم امکانست **ویکی ہردو گوشہ شکستہ بود** یعنی ممکن کہ نہ وجود او ضروری بود نہ عدم او **وہر دو خانہ نداشت** یعنے سلب ضرورت یکے از طرفین کہ لازم او بود وعالم اشباح کہ از ممکنست وعالم شہادتست وآن عرش وکرسی وفلک اطلس است کہ محدد جہاتست واین ہمہ بساط اند وطبیعت خامسہ غیر طبایع عناصر دارند **وآن برادر برہنہ زر داریعنی** ممکن الوجود کہ زر وجود از خزانۂ واجب الوجود در آستین داشت **کمان بی گوشہ وبیخانہ** را بخرید کہ آن امکانست کہ سلب ضرورت یکے از طرفین در انست پس این بیگوشہ وبیخانہ را از جانب سلب ضرورت عدم بخرید **تیرے می**

بایست یعنے استعداد تا بواسطۂ آن تکار حقیقت کونیہ شود چہار تیر دیدم
سہ شکستہ بودند ویکے پر و پیکان نداشت مراد از چہار تیر چہار
عناصر ست آن آتش و باد و آب و خاک است از یک تا سہ پراگندہ بودند یعنے
بوجود جمعیتے و ثباتے نداشتند و یکے کہ آن چہارم است پر و پیکان نداشت
یعنے خاصیت متحرک بالارادہ بودن و موثریت در اجسام کونیہ نداشت
تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم یعنے بحصول طبعیہ
کلیہ در طلب حقیقتے کہ در عالم انسانیت بود بصحرا ے شہود آمدیم چہار آہو
دیدم سہ مردہ بودند و یکی جان نداشت مراد از چہار آہو
طبائع اربعہ است و تشبیہ آہو بطبائع از انجہت است کہ ہنوز صفت گیرندگی
بایکدیگر نداشتند بلکہ صفت فراریت در ذات ایشان تعبیہ بود و مراد از سہ مردہ
بودن اینست کہ آتش و باد و آب از جہت عدم مزاج و امتزاج بایکدیگر مثل مردہ
بودند یکے جان نداشت یعنے خاک بسبب عدم مزاج و امتزاج با ایشان متحرک
نبود برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز از ان کمان بی
گوشہ و بیخانہ تیرے پر و پیکان را بر ان آہوے بیجان زد
یعنی ممکن الوجود کہ از خزانۂ واجب الوجود زر وجود در آستین داشت از کمان
بی گوشہ و بیخانہ تیری پر و پیکان کہ آن سلب ضرورت یکی از طرفین است
بر آن آہوے بیجان یعنے خاک کہ بسبب عدم مزاج و امتزاج با طبائع اربعہ
غیر متحرک بود از جانب عدم سلب ضرورت زد کمندے می بایست تا
صید را بفتراک بندیم مراد از کمند مزاج است تا صید طبیعت را کہ
در خاک افتادہ بود بفتراک تمزیج باہمی بہ بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ
پارہ بودند و یکے ہر دو کرانہ و میانہ نداشت مراد از چہار

کمان جسم مطلق۔ جسم نامی جسم حساس و متحرک بالارادہ جسم ناطق۔ ستہ جسم بخصوصیات ذاتیہ علیحدہ علیحدہ بودند یعنے جسم قابل ابعاد ثلاثہ و جسم حساس و متحرک بالارادہ مصدر احساسات و تحریکات ارادیہ حیوانیہ و ہر یکے خاصیتی و عکسی جداگانہ ذات بحثیت جمادیت حجر و بحثیت نباتیت شجر و بحثیت حیوانیت بالارادہ مشہور آن یکی کہ ہر دو کرانہ و میانہ نداشت جسم ناطق است کہ با وجود جسمیت و نامیت و حساسیت و متحرک بالارادہ بودن دریابندۂ معقولاتست و آن روح انسانیت کہ مظہر حقیقتہ امریۂ الٰہیہ است و بصورت روحیۂ مجردہ مطابق با طبیعت کلیہ و بصورت اعضائیۂ مطابق با اجسام بسیطہ است و مراد از ہر دو کرانہ و میانہ نداشتن آنست کہ روح نہ داخل جسم است و نہ خارج و نہ حال درمیان محل چون روح از عالم امر ست از قید جسم و جسمانی بودن بالکلی مبراست و مجرد از ہمہ ادناس قیود و معاقد عقود ست وہیچ بندے از آلایش اجسام پائے آزادی او رابستہ نیتوان کرد و نہ نظر خیال در لوح وہم صورت ذاتی اورا بنقش وجود صورتے منقش توان نمود ؎

هَبَطَتْ إِلَيْكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْأَرْفَعِ ۔۔۔ وَرْقَاءُ ذَاتُ تَعَزُّزٍ وَتَمَنُّعِ

مَحْجُوبَةٌ عَنْ كُلِّ مُقْلَةِ عَارِفٍ ۔۔۔ وَهِيَ الَّتِي سَفَرَتْ وَلَمْ تَتَبَرْقَعِ

و روح را از عالم امر با جسم نسبتے کہ ہست آن را نفس گویند خواہ نباتی باشد یا حیوانی یا انسانی و انقطاع این نسبت موت است و مراد از کل نفس ذائقۃ الموت ہمین انقطاع نسبت است و باری تعالیٰ بہ نفس انسانی قسم یاد کردہ است ونفس وما سوّٰیہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا بدانکہ عرفائے محققین گفتہ اند کہ برزخے کہ روح را بعد از مفارقت بدن از نشاء دنیاویہ در آنجا قیام خواہد بود غیر ازین برزخست کہ درمیان ارواح مجردہ و اجسام است زیرا کہ مراتب

تنزلات وجود و معارج او و نسبت دارند یکے مرتبہ کہ پیش از نشاء دنیا دیہ بود
و دیگر مرتبہ کہ بعد ازان باشد از مراتب معارج و آن مرتبہ عروج است و صوری
کہ لاحق ارواح شود در برزخ دیگر صور اعمال و نتیجہ افعال سابقہ است در نشاء
دنیا دیہ بخلاف صور برزخ اول ہر آئینہ از جمیع وجوہ ہر دو یکے نباشند البتہ شریکا نند
کہ ہر دو عالم روحانی و جوہر نورانی غیر مادی اند مشتمل بر مثال صور عالم و برزخ اول
را غیب امکانی و ثانی غیب محالی گویند فافہم و عالم مثال عالمیست روحانی از
جوہر نورانی شبیہ بجوہر جسمانی از انروکہ محسوس است و شبیہ است بجوہر مجرد عقلی از ان
وجہ کہ نورانیست پس این عالم نہ جوہر عقلی مجرد ست و نہ جسم مرکب مادی بلکہ برزخ
است و حد فاصل میان این ہر دو برزخ کہ میان دو شئی بود باید نصیبہ از طرفین و
شبیہے بجہتین و مشتملست بر صور عالم جسمانی و مثال صوری کہ در حضرت علمیہ الہیہ اند موجود
اعیان و حقایق است و عالم مثال را خیال منفصل نیز گفتہ اند زیرا کہ غیر مادیست
و ہر معنی از معانی و روحے از ارواح او را مثالیہ مطابقہ است بکمالات او فافہم
صید را بآن کمند بی کرانہ و بی میانہ بربستیم یعنے نفس ناطقہ انسانی را
بر کمند جسمانیت بربستیم کہ بے کرانہ و بی میانہ یعنے نہ داخل جسم بود نہ خارج جسم **خانہ
می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم** و آن ضرورت خانہ
تن است کہ بغیر قیام اینجا صید روح را پختہ نمیتوان کرد یعنی مکمل نفس انسانی را
راست این خانہ می بایست کہ روح بغیر جسم در ینجا ہیچ کار نمیتوان کرد کہ حصول
سعادت حاصل این مزرعۂ فیض اکتساب است ؎

از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست زاد راہے برنمیداری ازین منزل چرا

چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ و یکے سقف و دیوار نداشت
مراد از چہار خانہ چہار عناصر ست و سہ درہم افتادہ یعنے آتش و باد و آب درہم

افتادہ بودند ویکی کہ سقف و دیوار نداشت مراد ازین عنصر خاکست واین خانہ سقفیکہ مانع آثار علویہ باشد نداشت و دیواریکہ استقرار خاصیات طبیعت را استقلالی باشد نبود یعنے بسبب سقف وجدار نبودن این خانۂ خاک از حوادث زمانیہ وتغیرات امکانیہ مصؤن ومحفوظ نبود **دیگے دیدیم برطاق بلند نہادہ کہ بہیچ وجہ وحیلہ دست بآن دیگ نمی رسید** مراد از دیگ طبیعت است کہ در آن استقصات متخالفتہ الکیفیات را امزاجے و اتحادے حاصل آید باز از یکدیگر جدا نمیشوند تا حکم اقتضاے مشیتہ الہیہ بر آنہا صادر گردد و مراد از طاق بلند فلک نفس است چنانچہ حکیم محریطی گفتہ کہ فلک نفس درمیان چار افلاک واقع شدہ وبالاے او دو افلاک روشن ومہذب وآن ہیولاے اولی وعقل است وتحت او دو افلاک مظلمہ رذلہ کہ آن طبیعت وعنصر ست پس اگر غالب گردید آثار ہر دو فلک اعلیٰ کہ نیرہ فاضلہ سعیدہ اند مصیر ومستقر آنہا فردوس اعلیٰ است ونفس از آن مستمد ومنبعث گردد واگر غالب گردید آثار ہر دو فلک مظلمہ رذلہ کہ مصیر ومستقر آنہا نار سفلی است نفس مستمد ومنبعث از آن گردد وابداع نفوس بہیمیہ ونباتیہ وجمادیہ نہ از عقل مستمد میگردد ونہ از ہیولاے عالیہ کہ در آنہا جا علیت این ہر سہ نفوس نیست البتہ ہر دو فلک اسفل کہ طبیعت وعنصر ست مصیر ومستقر اینہا خاک است وخاک از ینہا منبعث ومستمد می گردد بتقدیر عزیز علیم پس طبیعت دیگ است کہ بالاے طاق بلند کہ آن فلک آخر ست نہادہ اند وبر استحصال طبیعت کریمہ ہیچ حکیمی را قدرتے حاصل نیست مگر از فیضان قوت وہبیہ باریتعالیٰ جلشانہ **چہار گز زیر پاے کندیدیم تا دست بآن دیگ رسید** چون حصول طبیعت کریمہ از نفس (۱) یہ بغیر از استقصات محال بود بمقدار گنجایش چہار عناصر کہ زیر فلک آخر ند تدابیر حکمیہ

نکنند از نفس فلکیه حصول طبیعت کریمه که آن طبیعت خامسه است نمیتوان کرد و مراد از
کندیدن این است که چون حکما خواهند که استحصال طبیعت کریمه کنند حفره میکنند
و در آن حفره بتعفین تحصیل طبیعت کریمه می نمایند فافهم چون شکار ریخته شد
شخصے از بالاے خانه بیرون آمد و گفت که بخش من بدهید
که نصیب مفروض دارم چون طبیعت کریمه با چهار عنصر مزاج گرفت
نفس طبیعیه از بالاے نفس فلکیه فرود آمد که من نصیب مفروض دارم یعنی
بقدر استعداد و قابلیت من بخشے باید داد پس اول نصیبے از نفس نباتی
گرفت و در نمو آمد برادر کامل مکمل در کمین نشسته بود استخوان
شکار را از دیگ بر آورده بر تارک وی زد یعنی روح حیوانی
که در کمین طبیعت نشسته بود در دیگ نفس طبیعت پخته و باهم مزاج یافته سخت
مثل استخوان گردیده بود بر تارک وی یعنی نفس نباتی که از دیگ طبیعت حصه
خود طلب میکرد زد یعنی بر نفس نباتی روح حیوانی غلبه نمود درخت زرد
آلو از پاشنه پاے وے بیرون آمد مراد از زرد آلو بمناسبت
زردی همان زر است که مرد برهنه را در آستین بود و از لفظ زر و هم زر به تخفیف
دال حاصل می آید یعنی زر حقیقت وجود لطبی مراحل اسمیه و منازل رسمیه
بذوات مختلفه و صفات متشخصه از زر زرد آلو شد و مراد از درخت منشعب شدن
حقیقت واحده از اصلیت خود لطبیعت متنوعه است تا آنکه صورت درخت زرد
آلو گرفت و از پاشنه پاے یعنی از زیر پاے آنکس طبیعت که از بالاے نفس
فلکیه فرود آمده بود بیرون آمد بر سر آن درخت رفتیم یعنی ترقی کردیم از
نفس نباتی بعالم حیوانی خربزه کاشته بودند و بفلاخن آب میدادند
خربزه از اثمار متمیل الکیفیه است و لذیذ ترین میوهاست و مراد اینجا نفس انسانیست

کہ مشتمل بر حیوانیت و ملکیت است و بہر جانب کہ خواہد متخیل میگردد چنانکہ گفتہ اند ؎

آدمی زادہ طرفہ معجونیست — کز فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل این شود بہ ازین — ور کند قصد آن شود بہ ازان

یعنی بعد از وصول بعالم حیوانی بعالمے رسیدند کہ دران عالم خربزہ کاشتہ بودند یعنی تربیت نفس انسانی میکردند و آب بفلاخن میدادند یعنی از عالم قدس کہ دور ترین عالم طبیعت است بفیضان قدسیہ الہیہ آب میدادند از ان درخت بادنجان فرود آوردیم یعنی نفس انسانی آثار عالم طبیعت گرفت اور البصور بادنجان یافتیم کہ کثافت داشت و قلیہ زردک ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم چون بادنجان کثیف و زردک لطیفست ازین ہر دو قلیہ ساختیم یعنی باہم مزاج دادیم و برائے اہل دنیا گذاشتیم تا ذائقہ لطافت والم کثافت باستعداد طبیعی خود دریابند چندان بخوردند کہ اماسیدند بشہوات و تذوقات دنیا چندان پرداختند کہ توگوئی آماسیدہ اند ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زق زق و در بق بق اند

پنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت دانستند کہ این آماسیدن فربہی است حالانکہ بو فور حب جاہ و شہوات دنیاویہ درحقیقت فربہی ایشان آماسیدن بود بحدے کہ خانۂ تن بر ایشان تنگ گردیدہ بود کہ بیرون نتوانستند رفت یعنی خود را در کدورت ہواجس نفسانی و رواجس حیوانی چنان مشغول و محبوس گردانیدند کہ دنیا بر ایشان تنگ شد و در آنجا بہ نجاست ماندند یعنی در آلائش دنیا آلودہ ماندند

وما بہ آسانی از کید ایشان بیرون آمدیم یعنی ما چہار برادر در منازل تنزلات و مراتب تعینات کہ مختلف من حیث الظہور بودیم در آخر کار از عالم امر روح مجرد گردیدہ در خانۂ تن قرار گرفتہ بودیم از ونایس کل وشن ونقائص کل ہوس از مشغولیات جسمانی کہ موجب حیرانی وسرگردانی بود بیرون آمدیم بآسانی واز کید ایشان فارغ گشتیم **وبر در خانہ خفتیم وبسفر روان شدیم** یعنے چندے بر در خانۂ تن بغفلت توقف کردیم چون بیدار شدیم شعور حقیقت خود ما را بسفر عالم قدس آمادہ کرد وپس بمقر اصلی خود باز گشتیم کہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ **ارباب حقیقت واولو الالباب معرفت سرّ خیالات باز نمایند** یعنے ارباب کشف وتحقیق واصحاب رشف وتدقیق کہ کاملان علم حقایق وواصلان معانی ودقایق اند سر این سخنان مرموزہ باید گفت اینست کہ در آخر رسالہ حضرت قطب المحققین وقدوۃ المدققین حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز حسینی فرمودند رحمۃ اللہ علیہ۔

خلاصۂ این کلام ودقایق انتظام وحقایق پیام آنست کہ وجود حقیقی کہ در حقیقت ہمہ وجودات ظل وجود ذات اویند در جمیع منازل ومراتب بحکم اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللہِ سایہ سنت ودر تمام مظاہرات کونیہ بشیون مختلفہ کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شَانٍ دایر۔ واول وجود باجود حق از نہانخانۂ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً با برلیاس ظہور فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ ہنا یعنے در حرم کبریائی خود کہ مرتبہ احدیہ ذاتیہ است خود بخود بازی عشق می باخت وبحب ازلی وعشق لم یزلی اظہار عین جامعۂ خود فرمود کہ آن عبارتست از حقیقت محمدیہ کہ عرفا این را مرتبۂ احدیہ جمع میخوانند یعنے وجود من حیث الحقیقۃ احدیہ محضہ ذاتیہ بود منزہ از جمیع اسما وصفات من حیث التعین وذات احدیہ ازلاً وابداً در تجلی بود در غیب مطلق کہ سر

ذات اوست وباہر موجود وجہ احدیت است کہ سبب بقا وحیات اوست بلکہ عین جمیع موجودات بود من حیث التعین والظہور وحقیقت کل وجہ احدیت بود کہ صفت حیات وبقاے ایشانست ورجوع حقایق جمیع موجودات بدین حضرت تقدس وتعالیٰ ست۔ ودر مرتبۂ احدیت من حیث الذات جمیع اسما وصفات متحد بالذات بودند ومعرفت چگونگی این ذات را از حیثیت تجرد از نسب واضافات انوار عقول وشوارق نفوس درنیابد۔ بعد از طی مراحل تنزلات خود بمرتبۂ خَلَقْتُ الخلق عالم کثرت را محل مظاہر صفات کونیۂ خود فرمود۔ وماہیت کلیہ کہ محل ظہور ظل الٰہیہ است از مرایاے صور اعیان ثابتہ تجلی کرد واعیان ثابتہ مرایاے اسماے الٰہیہ اند واسماے الٰہیہ متعددہ اند بتعدد صفاتیہ واحد اند باحدیت ذاتیہ ومجموع موجودات علویہ وسفلیہ مستفیض اند از فیض وجود واجب الوجود وجمیع ذات کائنات آئینۂ ظہور اسما وصفات حق اند وانسان کامل جامع جمیع حقایق عالم وحافظ اسرار الٰہیہ وکمالات کونیہ است ؎

كُلُّ الْجَمَالِ غَدَا لِوَجْهِكَ مُجْمَلًا لٰكِنَّهُ فِي الْعَالَمِيْنَ مُفَصَّلًا

وبحسب نشاۂ عنصریہ آخر موجوداتست وبحیثیت جسم اشرف موجودات وبتاثیر روح اکرم ارواح وحجت بر ملایکہ است ؎

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ لُبُّهُ وَلَطِيْفُهُ مُسْتَوْدَعٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَجْمُوْعَةِ

اینست آنچہ ما ارادہ کردہ بودیم واللہ اعلم بالصواب ودر آخر این شاہد نثر نگار نامہ را بزیور نظم آراستہ می کنم تا جمال باکمال او بجلوہ گریہاے گوناگون دل از دست عاشقان برباید اگرچہ عروس خوبروئے احتیاج آرایش زیورے ندارد اما مشاطہ شوق طبیعت را عادت آنست کہ شاہدے را بہزاران ہزار

زیور می آراید تا خود زیور ازان به آراستگی سر بر آرد

بزیورها بیارائید خوبان بهر وقتی تو سیمین تن چنان بودی که زیورها بیارائی

مثنوی شکارنامه

ما که با هم چهار اخوانیم راز اسما و سر اکوانیم

گرچه هستیم در شمار چهار فی الحقیقة یکیم و هم بسیار

هر کجا ما بهم رویم همه بی همه با همه نخویم همه

همه و با همه و بی همه ایم هر طرف خوش رمان زمزمه ایم

چار یکدل برادران حبیب هر یکی از یکی بعید و قریب

گرچه ما بوده ایم یارے چند صورت آرای اعتبارے چند

هر چهاریم ما خوش از نه ده فارغ از امتیاز هر که و مه

نه ده ما ز دو جهان برتر بلکه از هفت آسمان برتر

مثل این نه به شش جهت نبود هشت جنت بدین صفت نبود

سه تن از ما نداشتند به تن جامه کان پوششی بود به بدن

یک برادر برهنه بود همه خویشتن را همی نمود همه

این برهنه برادر دلریش با وجود برهنه بودن خویش

داشت در آستین بصد هنرے قیمت کائنات درج زرے

پس برفتیم جانب بازار بود در وے عجائب بسیار

تا ز بهر شکار تیر و کمان بخریم و رویم در میدان

از قضا هر چهار تشنه شدیم گشته گشته تمام تشنه شدیم

باز برخاستیم بست و چهار از ته پشته ما همه یک بار

طرفه دیدیم ما چهار کمان ناقص افتاده جمله پیش دو کان
زان یکی را نبود دو خانه بود هم از دو گوشه بیگانه
چه کمانی چو خاطر درویش گوشهٔ و خانه نداشت بخویش
آن برهنه برادر زردار بخرید این کمان بقصد شکار
تیر بایست از برای کمان چار تیر شکسته گشت عیان
پر و پیکان نداشت زان یک تیر آن خریدیم ما بصد تدبیر
پس برفتیم جانب صحرا بهر صیدی کنیم تا پیدا
طلب صید کرد سرگشته سعی کردیم دشت و در گشته
طرفه دیدیم چار آهوی اندران دشت بی تگ و پوی
زان سه بودند مرده یک بیجان بر سر خاک اوفتاده عیان
آن کمان کش برادر زردار تیر انداز بی خطا هشیار
به کمانیکه بود نادره کیش گوشهٔ و خانه نداشت بخویش
تیر کان بود بی پر و پیکان زد بران آهوی که بد بیجان
رسنی بهر بند می بایست یعنی اکنون کمند می بایست
تا بفتراک صید بر بندیم رخت خود پس سوی دگر بندیم
ناگهان یافتیم چار کمند سه ازان پاره پاره بود ز بند
یک ازان دو کرانه نیز نداشت چه کرانه میانه نیز نداشت
صید را ما به بند افگندیم در میان کمند افگندیم
نه کرانه میانه به کمند آهوی صید گشته اندر بند
خانه بهر قیام می بایست بهر پخت طعام می بایست
تا در آنجا نه صید با بپزیم آهوی صید کرده را بپزیم

پختہ سازیم صید گشتہ شکار بعد پختن بیا وریم بکار
ہر طرف بہر خانہ گردیدم پیش خود چار خانۂ دیدیم
سہ ازان بود درہم افتادہ یک ز دیوار و سقف بُد سادہ
اندران خانہ در شدیم ہمہ بی محابا در آمدیم ہمہ
بود در خانہ طرفہ طاق بلند برتر از آسمان نہ پیوند
تا سر طاق دست کس زنہار نرسیدے بحیلۂ بسیار
پس مغاکے بپای کندیدم چار گز نا بلند گردیدیم
دست ما تا فراز دیگ رسید پختہ شد آن شکار حسب امید
شخصے از بام خانہ شد نازل از پئے بخش خویش مستعجل
بہ نصیبے توان نمود قریب گفتہ اند اینکہ النصیب یصیب
در کمین بد برادر کاہل دست در دیگ کرد بس عاجل
استخوانے برون ز دیگ آورد سوے او باز التفاتے کرد
زد بشوخی تبارک سرِ وے نخل سنجد بر آمد از بر وے
یعنے از پاشنہ نہالے رست خوش نہالے بصد کمالے رست
بر سر یکدرخت زرد آلو کشتہ بودند خربزہ ہندو
بہ فلاخن کہ آب میداند بو العجب آب و تاب میداند
ما رسیدیم بر فراز درخت پس فرود آمدیم با ہمہ رخت
قلیۂ زردک از برای جہان ساختیم آن لذیذتر از جان
اہل دنیا تمام تر خوردند تن بصد فربہی بر آوردند
فربہی در حقیقت آماسے تنگ شد خانہ بر تن از پاسے
حال خود را چو باز دانستند سعی کردند تا توانستند

تنگ شد خانہ بینوا ماندند در بجاست بخانہ وا ماندند
ما زہر کید راز دان گشتیم بروں از قید آن مکان گشتیم
جہد کردیم تا با آسانی ما بر آئیم خوش بجولانی
بروں از خانۂ خراب شدیم فارغ از جملہ اضطراب شدیم
بر در خانہ چند گے خفتیم باز ترکِ تمامتر گفتیم
چون بعزم وطن کمر بستیم بسفر رخت خویش بر بستیم
ما نہ بارے بسر گران رفتیم بسلامت ازیں جہان رفتیم
تا چہ بود ست ای اولی الالباب باز گوئید رازش از ہر باب
نظم کرد ست آخگر مسکین آنچہ در نثر گفتہ خواجۂ دین
خواجہ در خواجگان حق ممتاز قدوۂ روزگار بندہ نواز

رحمت حق بروح او بادا
روح ما را فتوح او بادا

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	بُنیوْرِ	بِنُوْرِ
۴	۴	موہیت	موہبت
۴	۱۲	رِعرفت	عَرفت
۴	۲۰	نگل	ذکل
۵	۹	دزدرا	درد را
۱۰	۱۱	قَوْسَیْنَ	قَوْسَیْنِ
۱۲	۶	کوئی	گوئی
۱۳	۵	استکبار	استنکار
۱۳	۱۰	درات	ذرّات
۱۳	۱۴	حاستہٗ	حاسۂ
۱۴	۲۰	عنّ	عن
۱۶	۱۸	وعاضی	وعاصی
۱۷	۴	وازروے	وازوے
۱۷	۱۴	مخالفتہ	مخالفۃ
۲۱	۱۵	مرعلہ	مرحلہ
۲۱	۲۱	لَنَفِسدَ	لَنَفِدَ
۲۳	۸	بجت	بجب
۲۴	۱۳	السیرللہ	السیرللّٰہ
۲۸	۱۱	گرد	کرد
۲۸	۲۰	زبین	زمین
۲۹	۹	دپرا	ویرا
۳۲	۱۲	بَدُاللّٰہِ	یَدُاللّٰہِ
۳۳	۷	بگذاردم	بگذارم
۳۳	۲۰	خلقے	خلفے
۳۴	۸	ماشد	باشد
۳۷	۱۳	گردید	کردید
۴۱	۱۸	ازبوددراے	ازبودبوددوراے
۴۶	۱۰	وسلم واشب	وسلم راشب
۴۶	۱۱	میکند	میکنند
۴۹	۱	ائی	آئی
۵۷	۲۰	گردانیہ	گردانید
۶۱	۳	حض	خص
۶۱	۳	خلفادراشدین	خلفاءالراشدین
۶۲	۲۰	گرداند	گردانید
۷۰	۱۹	وبے	وے
۷۴	۱۰	ندارت	ندارد
۷۶	۲	نسخنے	سخنے
۸۵	۲	محبت حق اختیار	محبت حق واختیار

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱۸	برسراسرانہ	برسراسرار
۱۰۵	حاشیہ	دے ولمحہ	دمے ولمحۂ
۱۱۰	۱۲	تصورلن	تصورکن
۱۱۶	۶	وَسِعَتْ	وَ سِعْتَ
۱۱۹	۱	کاستزائیٔ	کاستوائیٔ
۱۲۲	۶	ہرایک	ہریک
۱۲۶	۱۲	بنشیذ	بنشیند
۱۲۷	۲۱	ابدالایان	ابدالان
۱۲۸	۲۰	بیکون الواو	بسکون الواو
۱۳۱	۱۱	امے ہِیْنَ	اسے ہِیْنَ
۱۴۵	۷	دورو	دردو
۱۴۷	۱۸	ضعیف	ضعف
۱۵۰	۹	یاترا	تاترا
۱۵۰	۲۱	ندشت	نداشت
۱۵۳	۳	حسن	حسنؑ
۱۵۶	۳	ودوونداشت	ودوخانہ نداشت
۱۵۶	۱۳	ونیراندازان	ونیراندازان
۱۵۹	۶	مزاج	مزاح
۱۶۶	۱۸	توی	قوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۴	چہارم عالم	چہارعالم
۱۸۰	۱۴	وَلَاُمَنِیَہُمْ	وَلَاُمَنِّیَنَّہُمْ
۱۸۸	۱۷	چہارراہ	چہارم راہ
۱۸۹	۱۲	جزمی	جزئی
۲۰۰	۱۸	ما بجمیع	ما بجمیع
۲۰۲	۱۲	فَتَجَلّٰی رَبُّہٗ	فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ
۲۰۲	۱۲	فَجَعَلَہٗ	جَعَلَہٗ
۲۰۷	۱۷	جمل	جعل
۲۱۰	۱۰	جبیعتہ	طبیعت
۲۱۴	۱۲	نفوت	نعوت
۲۱۲	۱۷	بردید	بروید
۲۱۶	۸	نداشتن	نداشتن
۲۱۶	۱۵	سُفرت	سَفرت
۲۱۷	۱۶	تکمل	تکمیل
۲۱۷	۱۷	راست این	سعت این
۲۲۲	۱۱	ویض	فیض
۲۲۴	۱۶	بودربند	بودزبند

ش ۶ ص ۲۴۶/۳ م

حافظ محمد حامد صدیقی
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ نے
انتظامی پریس حیدرآباد
میں چھپوا کر دفتر کتب خانۂ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا
ملنے کا پتہ
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین۔ گلبرگہ
قیمت کتاب عہ